به یاری باغبان گلستان جهان و فیض بخشنده بوستان کن فکان

کتاب فیض اکتساب و تحفه نایاب رهنمای مشتاقان افغان [illegible]

موسوم به

امین السیر

بتاریخ پنجم ذیقعده سنه ۱۲۹۴ هجری قدسی مطابق ۱۲ نومبر ۱۸۷۷ع

باهتمام منشی اکبر جان در مطبع آفتاب پشاور طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بوستان ستایش اور چمنستان نیایش نثار حدیقہ آرائے کون و مکان کے ہو جسنے لفظ کن سے
گلشن عالم کو سر سبز و شاداب کیا و سبحان اللہ تعالے شانہ کیا صانع بیمثال ہے
کہ ہزار طرح کے گلہائے مختلف رنگ کو کیا کیا رنگینیاں اور شوخیاں عطا فرمائین
دراصل اگر چشم حقیقت سے دیکھئے تو ہر شجر و حجر مین اوسکا پرتو نظر آوے بقول میر حسن
نہ گوہر مین ہے وہ نہ ہے سنگ مین ❊ ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ مین ❊
اوسی گل کی بو سے ہے خوشبو گلاب ❊ پھرے ہے لئے ساتھ دریا حباب ❊
او گلستان نعت اوس سرو باغ نبوت کو لائق ہے جو فخر انبیا و افتخار سب بنی آدم کا ہوا
اوسکی شان مین لولاک لما خلقت الافلاک نخلبند حقیقی نے فرمایا اوسکے جمال بیمثال کا
خود صانع عالم عاشق ہے خطاب پاک اوسکا بشیر و نذیر و شاہد صادق ہے
وہ گلشن برین جسکا جائے قیام او رقاب قوسین او ادنی اوسکا مقام ہر گل و غنچہ مین
جسکے نسیم معطر کی خوشبو موجود آدم اوسیکے سبب ملاء اعلی کا مسجود اوسی کے چمن اسلام کی
بہار بیخزان تا بہ قیام ہے اوسی کے روضہ منورہ اور مرقد مقدسہ پر گل آفتاب و
مہتاب نثار بدام ہے ایک جہان بلبل وار اسیر گلدام عشق پاک ہے داغ مشتاق
سینہ پاک اوس صاحب براق کا صید بستہ فتراک ہے حبیب خدا اشرف انبیا

بعثت ایجاد کونین محبوب رب المشرقین والمغربین موجب ایجاد عالم عیسیٰ دم
موسیٰ قدم دیتیم دربا شہنشاہ پیغمبری سرو بوستان سروری شافع محشر مالک کوثر
مہر جلال ربانی بدر جمال یزدانی فخر بنی آدم مظہر اتم حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الف الصلوٰۃ
والسلام وعلی الہ الطاہرین واصحابہ الکاملین وازواجہ واہلبیتہ اجمعین الی یوم الدین

مدح شاہنشاہ کیوان بارگاہ جناب فیضمآب صدرنشین چار بالش
نصفت وعدالت مہر منیر سپہر مکرمت ومعدلت کشورستان خدیو کیہان وارث
تخت ودیہیم رشک افزاے سلاطین ہفت اقلیم موجب اسایش خلق اللہ
ظلم کاہ جناب ملکہ معظمہ محتشمہ قیصر ہند کوئن وکٹوریا دام دولتہا واقبالہا کی جو ہیچ
مجھ جیسے ہیچمدان سے ادا ہونا بعید ہے ہر چند اوصاف عالی غیر ممکن ہین کہ ان شاہانہ
مختصر سے مختصر بھی زبان قلم سے ادا ہون مصرع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست
مگر اہل سخن کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ عنوان صحیفہ کو تعریف اور توصیف بادشاہ
وقت سے زیب وزینت دیتے ہین اسواسطہ تاریخ نگار بھی حضور والا کے
ذکر جمیل سے عروس سخن کو آرائش وزیبایش دیتا ہے ماشاءاللہ چشم بد دور
کیا اقبال والا ہے کہ حلقہ بگوش ہر ادنیٰ واعلیٰ ہے عدالت جہان روشنی
عدل سے معمور اور ظلمت ظلم بالکل کافور عدل ایسا کہ نام نوشیروان کا صفحہ
روزگار سے حرف غلط کیطرح حک ہوا ادنیٰ سے ادنیٰ فرمانبردار کے روبرو عدل
کسریٰ مین کسر نکلتی ہے سخاوت مین کف جود وعطا گہربار ہے جس سے ابر نیسان بھی
شرمسار ہے سرکشان جہان مطیع فرمان نثار دل وجان حسن انتظام ایسا
کسیکا سنا نہین کارنامہ شاہان سلف مین دیکھا نہین بندگان خدا کی اسایش کے
واسطے جابجا سڑکین وسیع پل رفیع ریل گاڑی تار برقی چوکیات پولس دار الشفا
مدرسے ڈاک خانے مسافرخانے جابجا اگر ہر ایک کا حال مفصل لکھا جائے

یہہ کتاب اختتام نہ پائے ارباب دانش پر سبب بیان سے نہ ضرورت صراحت
نہ حاجت بیان ہے اللہ تعالی ایسی رحم دل سرکار شاہی کو تا ابد الآباد قایم رکہی بحق النبی الرحیم
و نبی کریم آمین

مجمل حال مصنف کا معہ سبب تصنیف

یہہ خاکسار فقیر ہیچمدان عاصی پر معاصی امیدوار مغفرت ایزد منان محمد اکبر جہان متخلص
بہ شگفتہ ولد مولوی رمضان علی معروف مولوی ضیاء الحق ابن نصرت الدولہ شیخ محمد نجیب خان بہادر
نصیر جنگ ناظرین کی خدمت مین گذارش کرتا ہے کہ اجداد خاکسار متوطن شہر فرخندہ
قسطنطنیہ دار السلطنت روم کے تہے عاصی کے جد بزرگوار سے برادران عم زاد نے
منصب مفوضہ پر فساد کیا حتی کہ نوبت بکشت و خون پہونچی چونکہ جد امجد کی اوسوقت
پندرہ سولہ سال سے عمر زیادہ نہ تہی اور اقرباؤن کی مخالفت کی وہ صورت دیکہی بجانب
ہندوستان معہ چند نفر ملازمین وہ تنہا روانہ ہوے رفتہ رفتہ دریا شور سے بسواری
جہاز عبور کیا ہنوز ساحل دور تہا کہ باد مخالف سے جہاز غرق ہو گیا چونکہ حیات مستعار
باقی تہی یہہ ایک تختہ سے لپٹے صدمہ تلاطم امواج سہتے رہے حسن اتفاق سے
ایک جہاز جسمین اکثر ساکنان لکہنو مشرف بزیارات حضرات مشاہد متبرکین زادہم اللہ شرفا
اور کربلاے معلی ہو کر واپس آتے تہے نظر آیا ناخداے جہاز نے دیکہا کہ ایک بندہ خدا
تختہ کے سہارے سے بہتا چلا آتا ہے فوراً کشتی کو دوڑا کر آپ کو جہاز پر بٹہا لیا آخر
باتفاق ساکنین لکہنو جانب لکہنو روانہ ہوتے وہ زمانہ نواب شجاع الدولہ کا تہا
نواب موصوف کو خبر ہوئی تعریف طلب کیا دربار میں بہی عہدہ مقرر کر دیا بعد ایک عرصہ کے
جب چوبیسوین ذیقعدہ ۱۱۸۸ گیارہ سو اٹہاسی ہجری مین نواب شجاع الدولہ نے
وفات پائی اور نواب آصف الدولہ مسند نشین صوبہ اودہ ہوا بسبب تغیر نواب
مذکور کے ترک تعلق کر کے دہلی مین وارد ہوئی اوسوقت علی گوہر شاہ عالم بادشاہ

سپہر آرا تھے الغرض شاہ ممدوح نے عہدہ عمدہ پر ممتاز کر کر مخاطب بخطاب نصرت الدولہ
شیخ محمد کبیر خان بہادر نصرت جنگ فرمایا جبکہ سلطنت مین بسبب روہیلہ گردی کے بربادی اور فتور واقع ہوا
آپ حسب الطلب مہاراجہ پرتاب سنگھہ والی جیپور وارد دارالسرور جیپور ہوئے چندے بخوبی تمام
وہان بسر کی پھر مہاراجہ صورت سنگھہ رئیس بیکانیر نے آپ کو بلوا لیا اوسی مقام پر اک عرصہ کے
بعد آپنے داعی اجل کو لبیک کہی بعد انتقال جد مغفور کے والد مرحوم نے کارخانہ دنیاوی
ہیچ و پوچ جانکر دہلی مین اکتساب علوم دینی کر کے مولانا و مرشدنا شیخ رحیم بخش علیہ الرحمہ
دہلوی خلیفہ حضرت مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ سے خرقہ خلافت پاکر سرفرازی دارین
حاصل کی سن ہجری بارہ سو چھپن مین یہہ ذرہ بیمقدار پیدا ہوا عہد طفلی مین والد مرحوم کے
فیض صحبت سے کچھہ تھوڑا حرف آشنا ہو گیا تھا چنانچہ دس سال کی عمر مین کتب درسیہ
مثل گلستان سکندرنامہ دیوان حافظ اور دو تین انشا پڑھ چکا تھا بلکہ معمر دہ سالہ ایک
انشا کی اجرت نقل مین پائی تھی مگر عمر قبلہ گاہ نے وفا نہ کی جہان فانی سے والدین نے
مونہہ موڑا اس صغیر سنی مین مجھکو تنہا چھوڑا اسوجہ سے نہ علم عربی حاصل ہوا نہ فارسی مین
کامل ہوا بالجملہ کہ سن بارہ سو پچاسی مین بتحریک ایک صاحب عنایت فرما کے
مولف کو شوق تالیف پیدا ہوا چند روز دلکو یہہ الجھن رہی کہ کس قسم کی کتاب ترتیب
پاوے ایک روز عاصی درگاہ فلک بارگاہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین
حسن چشتی اجمیری کے جانب بانداز حالت شوق مین کہ وہ دن بھی پنجشنبہ کا تھا
متوجہ ہوا تھا یکایک یہہ القا ہوا کہ اس شہر کی تاریخ کسینے آجتک نہین لکھی اگر تو
ذکر اس کار خیر کے لئے کمر ہمت چست باندہے تو موجب ثواب دارین ہے کیونکہ
اکثر مشتاقان حال تعمیرات درگاہ شریف و بیشتر طالبان و مشتاقان ذکر خیر سر حلقہ اولیائے ہند
حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو حال ٹھیک ٹھیک کہ جو صحیح اور مبالغہ سے معرا ہو معلوم
نہین ہوتا جو کہ بندہ درگاہ کو اولیاء اللہ کی جناب سے محبت قلبی اور ارادت دلی ہے

سنہ ۱۲۵۶ ہجری

سنہ ۱۲۸۵

عزم مصمم ہوا اور سوچا کہ نکتہ عاقلانہ الہام غیبی نے تعلیم کیا چنانچہ اس خاکسار نے باستعمال
اکثر کتب معتبرہ اجمیر شریف مین جمع کرین مگر بعض کتب کہ بغیر اونکی مطلب اصلی فوت ہوتا تہا
اور اجمیر شریف مین اونکا پتا نہ ملا ناچار مسافرت اختیار کی اور بعون عنایت الہی خاطر خواہ
مواد تاریخ نویسی کا جمع ہوگیا چنانچہ تواریخ فرشتہ و مونس الارواح و سیر المتاخرین
و مداین المعین و اکبرنامہ و توزک جہانگیری و شاہجہان نامہ و اخبار الاخیار و تاریخ
عالم و کشاف عالم و مفتاح التواریخ و مخبر الواصلین و جام جہان نما و تواریخ آگرہ و چہار
نامہ و پرتہی راج راسا و کہمان راسا و تہارنٹن گزٹ ایر و ٹاڈ راجستان و آثار محفل
و ملفوظ ضیائی اور چند ملفوظات خاندان چشت جمع کرکر ہر ایک کو از ابتدا تا انتہا نہایت
غور و تامل سے دیکہہ کر جسجگہ کچہہ حال خطہ برکت افزا اجمیر شریف کا دیکہا خلاصہ اوسکا
لکہہ لیا گیا مگر بعض تعمیرات جنکا حال نہ تو کسی تواریخ مین دیکہا اور نہ کسی کی زبانی ذریعہ
قیاس سنا اوسکے تحقیق کرنمین اسقدر کاوشین ہہین کہ اگر عشر عشیر حال اوسکا لکہون
تو محمل بہ لاف زنی ہو مگر جو بندہ پابندہ ہے تائید غیبی شامل حال ہوئی کہ اونہین
تعمیرات کے دیکہنے سے جنکا تحقیق اور مفصل حال اب تک کسیکو معلوم نہ تہا بلکہ
اکثر صاحبان والاشان انگریز سیاح و نیز مورخ درپی تفتیش رہے الا مطلب
برآری اونسی بہی نہ ہوئی خاکسار نے اوس عقدہ سربستہ کو بمدد ایزدی کہول
دیا حتی کہ تعمیر کے بانی اور مہتمم اور معمار تک کا نام معلوم ہوا امید کہ ناظرین کتاب
ہذا نے ربط پر خیال نفرما کر چشم ہنر بین سے ملاحظہ کرین اور جو کہین صریح غلطی ہو
اوسکو اپنی عنایت سے درست فرمادین آخر انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے
کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود اس نسخہ دلکشا کا احسن السیر نام رکہا
اور چار باب پر مرتب کیا **مقدمہ** بذکر کارفرمائی راجگان چوہان و
شاہان اسلام **باب پہلا** بذکر صوبہ دار الخیر اجمیر اس باب مین چار فصل

معہ دیگر کیفیات جدید مین ۔ خاتمہ مین تاریخ ابتداء آبادی نگرہ میرواڑہ وفتوحات
سرکار انگلشیہ وکیفیت اوضاع واطوار ساکنین نگرہ **مقدمہ** بذکر کارفرمائی راجگان
چوہان وفتوحات شاہان اسلام مین ؛ تواریخ پرتہی راج چوہان مین جسکو چاندا
بادفروش رفیق پرتہی راج نے بڑی دہوم دہام سے لکھا ہے درج ہے کہ خاندان
چوہان مین سب سے اول راجا **انہر دیو** چوہان سمت دوسو دو دہرم راج جودہشٹر کے
جسکو اتنک کچہہ کم پانچ ہزار برس گذرے راجا ہوا اسکو چتربہوجا بہی کہتے ہین
یعنے چار ہات والا یہہ لفظ بڑے بہادر کیواسطے ہندی مین استعمال کیا جاتا ہے
انہل پور جسکو زمانہ سابق مین **نہر والہ** کہتے تہے اور اب بنام پٹن گجرات موسوم ہے
اباد کیا ہوا راجا انہر دیو کا ہے اختر شناسون نے راجا کو یہہ خبر دی تہی کہ بعد گذرنے
تین ہزار پانسو سال ۷ ماہ نو روز کے یہہ شہر ویران ہوجاویگا چنانچہ سلطان
علاؤالدین نے سن ہجری چہہ سو ستانوے مین سلطنت نہر والہ کو تباہ اور
برباد کردیا تمام بتخانے بڑی بڑی لاگت کے کہدوا ڈالے اور اونکی جگہہ خانقاہین
بنائین گئین مذہب بودھ کے بت پامال کیے گئے اور پہینک دیئے گئے فصیل
شہر نہر والہ ڈہاکر مسمار کیا گئے اور اوسکی بنیاد کو کہود کر تونگو گاڑ دیا گیا ٹاڈ صاحب
اپنی تواریخ مین لکہتے ہین کہ ہمنے کہنڈر مکانات کے بیرون شہر قدیم دیکہے ہین
اونمین اب بہی نام انہل پور لکہا ہے ؛ بعد فوت انہر دیو کے **سوا** **اچپا** چوہان
فرمانروائی کرتا رہا آخر دنیا سے گذر گیا ؛ پہر **ملان** چوہان سلطنت سے کامیاب رہا
آخر سب کچہہ چہوڑ گیا ؛ بعد اسکے **گلن سور** نے راج کیا ؛ پہر **اجیپال** چکوا
راجا ہوا اسنے کوہ اجگند معروف بہ ارولی کے دامن مین شہر آباد کیا وجہ تسمیہ
اجگند پہاڑ کی کتب ہنود مین یون لکہی ہے کہ اس پہاڑ مین اکثر اوقات بکریونکی
بو آنے لگتی ہے اسواسطے یہہ پہاڑ اجگند پربت یعنے بکریونکی بو کا پہاڑ کہلاتا ہے

سمت ۲۰۲

۳۵۰۰ سال
۷ ماہ ۹ یوم
۶۹۷ ہجری

الغرض یہہ راجا بانی مبانی اجمیر ہمعصر خسرو بن سیاوش بن کیکاؤس کا تہا اسکے چوبیس (۲۴)
بیٹے تہے اونکے اولادسنے اس ملک کو آباد کیا اسی راجا کے وقت مین رستم بن زال کے
جو سیستان کا حاکم تہا ایک فوج جرار سے اپنے بیٹے فرامرز کو بنا بر تسخیر ہندوستان
بہیجا تہا مگر وہ ناکام کسی وجہ سے واپس چلا گیا بعد عرصہ دراز کے خاندان چوہان مین
سمت ۷۴۷
دولہا رای سمت سات سو چالیس مین راجا ہوا اوسوقت شاہان اسلام سے
سلطنت بنی امیہ کے خاندان مین تہی ولید بن عبد الملک بادشاہ نے روشن علی نامے
ایک مصاحب خاص کو بہم سفارت دولہا رائی کے پاس بہیجا او بجرم ہاتہہ لگانے
صرف حضرات کے جو راجا کے کہانے کے واسطے ایک عورت قوم گوجر سے روزمرہ
لاتی تہی اونکی انگشت شہادت کاٹی گئے سفیر مذکور نے تمام حال کی خبر ولید بن عبد الملک کو
پہونچائی اس سبب سے فوج اسلام اراستہ ہوی اور بلباس سوداگرونکے گہوڑے
روانہ ہوسئے اور اونہون نے اجمیر پہونچکر حالت بیخبری مین دولہ رائے اوراسکے
فرزند پر حملہ کیا اور اونکو قتل کرکے قبضہ اوپر قلعہ گڈہ بیٹہلی کے کرلیا مانک رائے
برادر دولہا رائے بروقت قتل ہوجانے اپنے بہائی کے اجمیر سے سانبہر کیطرف
بہاگ گیا اس سال کا ثبوت ہندی دوہرہ مین کبشر چاند نے اپنی کتاب مین لکہا ہے
سمت ۷۴۱
بخوبی ہوتا ہے **دوہرہ** سمت سات سو اکتالیس مالت پانے بیس ۔ سانبہر آیا
تاتی سر س مانک رائے سریس ۔ وجہ تسمیہ سانبہر بقول کبشر یہہ ہے کہ جسوقت
مانک رائے اپنے مخالف کے تعاقب سے پناہ ڈہونڈہتا پہرتا تہا ساکمبری دیوی اوسوقت
اوسکے پاس ائی اور بیان کیا کہ جہان مین تجہکو ملی ہون اسی مقام پر قیام کر اور
جسقدر تو اپنے گہوڑے سے زمین طے کرسکیگا اوسیقدر تجہکو ملیگی اور یہہ بہی
حکم دیا کہ جب تک تو واپس اس مقام پر نہ آوے جہان سے کہ تو جاتا ہے
اوسوقت تک پیچہے نہ دیکہنا اوسنے گہوڑا اپنا دوڑایا اور وہان تک احاطہ لیکے چلکر

گہوڑے کو دیا جہانتک اوسکو معلوم تہا کہ میرا گہوڑا طے کریگا مگر حکم ایزد فراموش کر کے
اوسنے جو پیچہے دیکہا تو کل زمین ایسی معلوم ہوئی جیسے چادر سفید اوسپر مبسوط ہوتی ہے
وہ چشمہ نمکسار ہوگیا اوسنے اوسکا نام اپنی دیبی کے نام پر رکہا یعنے ساکمبری اور
اوسکی مورت بہی بنوا کر قطعہ زمین پر بیچ چشمہ مذکور کے نصب کرائے گئے اور اپنے
اولاد کا خطاب سانبہری راو رکہا چنانچہ پرتہی راج جب راجا تمام شمالی ہندوستان کا
ہوگیا تہا تاہم اوسنے اپنا خطاب سانبہری راو رکہا تہا الغرض سن پچانوے ہجری میں

پہلی صدی کا سنہ ۹۵ھ

نشان اہل اسلام کا جہنڈا قلعہ تاراگڈہ پر اوڑنے لگا جہان صدا ناقوس تہی وہان
نعرۂ اللہ اکبر کا بلند آوازہ ہوا بعد چند سال کے پہر اجمیر چوہانون نے لے لیا۔ اور راجا
ہرس راج نے ناصر الدین سے مقابلہ کر کے اوسکو شکست دی لہذا خطاب
اوسکا سلطان گیر ہوا بعد ہرس راج کے بیٹا بیلن دیو قلعہ کشائی اور ملک آرائی میں
مصروف رہا مگر بنگام حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا ۔۔۔

سنہ ۱۰۲۴

پہر بیسلدیو سمت ایکہزار چہیاسٹہہ میں راجا ہوا تمام راجگان ہند اوسکو
اپنا پیشوا اور سرتاج جانتے تہے ایک لشکر عظیم سے جسمین تمام ہندوستان کے راو
راجا نامی نامی دلاور چیدہ چیدہ بہادر موجود تہے سلطان محمود غزنوی کے مقابل ہوا
سات روز تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا بیسلدیو کی فوج اٹہوین روز رو بفرار ہوئی
فوج شاہی قلعہ تاراگڈہ پر چڑہہ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اسکے قتل کا
حکم دیا راجا بیسلدیو نے اوسوقت مذہب اسلام قبول کر کے جان بخشی پائی بلکہ
سلطان موصوف نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے ملک مفتوحہ بہی اوسکو
عطا فرمایا مگر اسنے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سوائے ایزد پرستی کے اب
اور کچہہ ارشد نہین ہے آفرین راجا بیسلدیو کی ہمت پر جسنے دنیا و دون سے
ہاتہہ اوٹہا حق سے لو لگائی اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنے ڈہونڈ پہر

اوسنے بود و باش اور عزلت اختیار کی بعد فوت ہونے کے اوسی مقام پر مدفون ہوا
وجہ تسمیہ ڈھونڈبار کی یہہ ہے کہ یہہ نام ایک مشہور پہاڑ قربانگاہ اہل ہنود یعنے بل کرنیکا
اوپر سرحد مغربی متصل کالک جو شہر کے جیپور سے قریب بیس میل کے فاصلہ پر سمت
اجمیر ہے القصہ سلطان محمود غزنوی نے شہر اجمیر فتح کر کر سالار ساہو کو بطور
نیابت ملک مفتوحہ سپرد کیا چنانچہ سن ہجری چار سو چار مین سالار ساہو نے سالار

سنہ ۴۰۴ ہجری

مسعود غازی کے پیدا ہونیسے بہت خوشی کی اور قریب اجمیر ایک شہر بنام نہاد مسعود آباد
آباد کیا بیس برس تک اس ملک پر مسلمانوں کا تسلط رہا مگر پہر یہان چوہانون نے بعد
شہید ہونے سالار مسعود غازی کے اپنا قبضہ کر لیا اور سارنگ دیو کو تخت
سلطنت پر بٹہایا مگر اسنے کچہہ لطف سلطنت کا نہ اوٹہایا سن صغیر مین ملک عدم کا
رستہ لیا؛ بعد اسکے آنا دیو بن راجا بیسلدیو نے حکومت کی اور آنا ساگر
تالاب اجمیر مین بنایا جسکا بیان باب دوم کی تیسری فصل مین ہے بعد اسکے عدم کی
راہ لی؛ پہر جیپال راجا ہوا آخر ملک فنا کا راستہ لیا؛ بعد اسکے انند دیو
جسنے تالاب پہکر کا باندہ باندہا راجا ہوا پہر غرق بحر نیستی ہوا؛ بعد اسکے سمیلیس دیو
فرمان روا رہا آخر ملک بقا کو کوچ کیا اسکی شادی ساتہہ روکا بائی دختر
اننگ پال تونور راجا دہلی کے ہوئی تہی چونکہ اننگ پال راجا قنوج کے حملون سے
محض بامداد سومیس دیو محفوظ رہا اور اپنے راج پر قایم۔ بجلدوے اس احسان کے
راجا تونور نے اپنی لڑکی کی شادی اوس سے کر دی اور اوس سے پرتہی راج
پیدا ہوا۔ جو اٹہہ برس کی عمر مین تخت دہلی پر جانشین ہوا۔ جیچند قنوج کا راجا اور
پرتہی راج دونون اننگ پال کے نواسے تہے۔ بیجاپال والد راجا جیچند اور
سومیس دیو دونو داماد راجا اننگ پال تونور فرمانروا دہلی کے تہے اس سبب سے
چوہان اور راٹہور مین رقابت پیدا ہوئی اور ان دونون کی عداوت بربادی کا باعث

ہوئی جب پرتہی راج تخت دہلی پر بیٹہا جیچند نے صرف اوسکی بزرگی کا ہی انکار نہ کیا
بلکہ خود دعوی تخت کا پیش کیا۔ تاریخ آرایش محفل مین لکہا ہے کہ جب بادشاہ حقیقی کا
ارادہ یہہ ہوا کہ رائے پتہورا بیراٹہہ کا والی جو ہمیشہ جیون سنگہہ دہلی کے راجا سے
امیدوار رہتا تہا مالک اتنی بڑی سلطنت کا ہوجائے اور ایک مملکت وسیع اسکے
قبضہ مین آئے راجا جیون سنگہہ نے بسبب درپیش ہونے کسی مہم کے تمام
سرداروں کو فوج سمیت کوہستان سوالک کیطرف کہ اسکے جد و آبا کا وہی
مسکن تہا بہیج دیا اور آپ کتنی مصاحبوں سے دار السلطنت مین رہا رائے پتہورا
اسے تنہا اور غافل جانکر ایک لشکر عظیم سے یکایک آن پہونچا راجا جیون سنگہہ
جو دیکہا کہ سامان جنگ کا مطلقاً نہین اس جماعت قلیل سمیت کوہستان دشوار گذار
کیطرف بہاگا آخر وہین پیمانہ عمر اوسکا لبریز ہوا اور رائے پتہورا شادیانے فتح کے بجوا کر
تخت سلطنت پر بیٹہا جب پندرہ برس اوسکی سلطنت پر گذرے سن پانسو ستاسی

سنہ ۵۸۷ھ

ہجری مین شہاب الدین غوری مقام غزنین سے بقصد تسخیر ہندوستان روانہ
ہوا اول قلعہ بہٹنڈہ کو جو تخت گاہ ایک راجا کا تہا فتح کرکے ملک ضیاء الدین
تولکی کو بائیس ہزار سوار سے قلعہ کی حفاظت کو چہوڑا اور ارادہ غزنین کا کیا۔
اتنے مین جاسوس نے خبر دی کہ رائے پتہورا اجمیر کا والی اور کہانڈے رائے حکمران دہلی
متفق ہوکر ایک لشکر عظیم ساتہہ لئے ہوئے چلے آتے ہین یہہ خبر سنکر سلطان
شہاب الدین غوری نے اگرچہ قلیل فوج اسوقت اسکے ہمراہ تہی مگر فوج کو
ساز و سامان سے آراستہ کیا الغرض طرفین کی فوج کا مقابلہ ہوا عین کارزار مین
بادشاہ نے دیکہا کہ امرائے خلیج جو افسر لشکر کے تہے پس پا ہوئے بادشاہ نے
باتفاق لشکر باقیماندہ کے حملہ کیا اور ایک زلزلہ غنیم کی فوج مین ڈالا اسمین دہلی
یعنے کہانڈے رائے نے ہاتہی کو آگے بڑہایا بادشاہ نے بہی گہوڑے کو اوڑا کر

نیزہ کہانڈسے رائے کے منہہ پر مارکر زخمی کیا مگر کہانڈسے رائی نے بہی سلطان کے بازو پر
برچہا مارا قریب تہا کہ بادشاہ خانہ زین سے فرش زمین پر گر جاوسے اوسوقت
ایک جوان خلجی جست کرکر بادشاہ کے پیچہے گہوڑسے پر جابیٹہا اور لڑائی مین سے
لے نکلا مگر طرز کلام زین الماثر سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ جب شہاب الدین
زخمی ہوا اور صدمہ زخم سے غشی اوسپر طاری ہوئی گہوڑسے سے گرا مگر بسبب نہ
پہچاننے کے کوئی شخص متوجہ اوسکا نہ ہوا اس عرصہ مین رات ہوگئی قریب پہر رات
گذرے ایک جماعت غلامان ترک کی بہ تلاش سلطان نکلے میدان جنگ مین
درمیان مقتولونکے ڈہونڈہنے لگے سلطان نے اپنے غلامونکی آواز پہچانی
اور اونکو اپنے حال سے مطلع کیا غلامان شاہی نے اوپر سلامتی جان بادشاہ کے
خدا کا شکر ادا کیا اور نوبت بہ نوبت کندہے پر اٹہاکر تمام رات راہ طی کی علی الصباح
بیس کوس کے فاصلہ پر لشکر مفرور ملا القصہ رائی پتہورا نے آکر قلعہ بہٹنڈہ کا محاصرہ
کیا ملک ضیاء الدین تولکی ایک سال اور تیرہ ماہ تک محصور رہا آخر صلح کرکر
قلعہ راے مذکور کے حوالہ کیا سلطان شہاب الدین غوری نے امراے
لشکر کو جنگ کے سبب سے شکست ہوئی تہی طرح طرح کی تکلیفین دین اور اس شکست کے
رنج سے راحت و ارام بادشاہ کو حرام ہوگیا درپی انتقام لینے کا ہوا آخر سن ہجری
پانسو اٹہاسی مین ایک لاکہہ اور سات ہزار ترک تاجیک اور افغان کی جمعیت سے
جانب ہندوستان روانہ ہوا جب پشاور مین پہونچا ایک شخص نے پیران
غور سے عرض کی کہ فدویان جان نثار کو عجب طرحکا خلجان ہو رہا ہے یعنے مافی الضمیر حضور سے
اگاہی نہین ہوئی کہ آیا کیا قصد آپ کا ہے اوسوقت بادشاہ نے حقیقت جنگ سابقہ
بیان کی اور کہا کہ جس روز سے بسبب کم ہمتی امراے خلج کے فوج شاہی نے
شکست اوٹہائی ہے جب سے اجتک مینے صورت اونکی نہین دیکہی جب تک

مخالف سے انتقام نہ لونگا عیش وآرام حرام جانتا ہون پہر غوری نے عرض کیا
کہ عزم شاہ کا عین مصلحت ہے لیکن امیدوار ہون کہ اول امراے معتوب کا
قصور معاف فرمایا جاوے اور اجازت حضوری کی دیجاوے بادشاہ کو یہہ صلاح
پسند آئی امیرون نے باریابی کی اجازت پائی ہر ایک کو خلعت دیا اور قوام الملک
رکن الدین حمزہ کو بطور ایلچی راے پتہورا کے پاس بہیجا اور نامہ مین یہہ پیام لکہا
کہ اسلام اور اطاعت قبول کر سفیر مذکور بعد طی مراحل راے پتہورا کے پاس پہونچا
اور نامہ شاہی حوالہ کیا راے پتہورا مضمون نامہ کا سنکر آگ ہو گیا باتفاق کہانڈے
رار اور ڈیڈہ سو ٹہاکرو سردار وراجا راجپوت کے تین لاکہہ سوار ہمراہ سے معہ تین ہزار
جنگی ہاتہیونکے کوچ کرتا ہوا تہانیسر کے پاس تلاوڑی کے میدان مین فوج لیکر پہونچا
چہہ سو چال طیار ہوئی اور تین ہزار سات سو شجاع اونکی حفاظت کے لیے مامور ہوئے
ادہر سلطان نے بہی اپنی فوج کے سردارونکو حکم درستی میمنہ و میسرہ قلب و جناح
ساقہ و کمینگاہ کا دیا وقت سحر دونو لشکرونکا مقابلہ ہوا کبہی تو ترکان تہور شعار
جرات کر کر ہندوستانیون پر غالب آتے تہے اور کبہی فوج راجا پتہورا کے
نامور دلاوری اور دلیری کر کر ترکون پر زور دیتے تہے الغرض سحر سے تا بہ نماز عصر
معرکہ جنگ مین دلاوران فوج راے پتہورا خوب ٹوٹ ٹوٹ کر لڑے آخر الامر
بادشاہ نے نصر من اللہ وفتح قریب کی زرہ پہن خود توکلت علی اللہ سر پر رکہا اور
بارہ ہزار سوار منتخب سے فوج حریف پر جا پڑا ایک طرف سے خرمیل سپہ سالار نے آ کر
فوج راے پتہورا پر حملہ کیا فوج ہندوستانی تاب حملون ترکی نہ لا سکی عار فرار کو
اپنے اوپر گوارا کر کے بہاگ نکلی کہانڈے رار معہ راجگان ہمراہی کشتہ ہوا
راجا پتہورا بہی بہاگا مگر چونکہ قضا اسکی دامنگیر تہی یہہ بہی پکڑا گیا اور بخواری تمام
ایسا بڑا راجا جو اوسوقت کل ہندوستانی راجاؤن مین غالب تہا قتل ہوا ۞

لیکن اکبرنامے کے تیسرے دفتر مین اور بعض اور ہندی نسخونکے بیچ یون تحریر ہے کہ راجا
بکرماجیت کے چار سو انتیس سن مین راجا انکپال تونور نے بادشاہ ہوکر اندرپرست کے
قریب شہر دہلی بسایا اور اوسکی اولاد سے بیس شخصون نے چار سو انتیس برس
ایک مہینے ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا اخر الامر بیسوان پورا سکا کہ
پرتہی راج کر اشتہار رکہتا تہا بلدیو چوہان سے لڑا اور کام آیا غرض بکرماجیت کے
اٹہہ سو اٹہتالیس سن مین سلطنت تونور کی قوم سے نکل کر چوہانون کے قبضہ مین گیی
راجا بلدیو چوہان اور اوسکی اولاد سے سات شخصون نے تین سو پچاسی برس چہہ مہینے
پادشاہت کی جب بلدیو کے ساتوین پوتے کو کہ جسکا نام پتہورا تہا نوبت حکومت کی
پہونچی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ ہندوستان پر یورش کی
اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست کہا کر پہر گیا باوجود اسکے ممالکت ہند کے لینے کی تدبیر مین
اکثر اوقات رہتا تہا پر کچہہ بن نہ پڑتی تہی اسی اثنا مین راو جیچند راٹہوڑ قنوج کا راجا
اکثر راجاون پر غالب ہوا تہا پر اسکے جگ راجسو کے بجا لانیکا اسنے قصد کیا غرض
راجا مذکور نے سامان و سرانجام کو اسکے ارشاد فرمایا ساتہہ اسکے یہہ بہی ارادہ ہوا
کہ اس مجلس مین اپنی بیٹی کو کسی بڑے راجا کے ساتہہ بیاہے اسلئے راو جیچند نے
ہر ملک کے راجا بلوائے پتہورا نے بہی بموجب اوسکی طلب کے ارادہ قنوج جانیکا کیا
ناگہان اوسکے متوسلوں مین سے کسیکے موہنہ سے یہہ بات نکلی کہ مہاراج کے ہوتے ہوے
اس جگ کا قصد راو جیچند کرے تعجب ہے اور آپکا شریک ہونا اوس جگ مین زیادہ تر
تعجب یہہ سنکر راجا آگ ہوگیا اور بارادہ جنگ چڑہہ دوڑا راجا جیچند بہی اس خبر کو سنتی ہی
بیتاب کہانے لگا الا جو ساعت معینہ جگ کی قریب تہی وقفہ کیا اور ایک مورت
سونیکی ہمشکل پتہورا بنوا کر دربانون کی طرح دروازہ پر بٹہادی راے پتہورا جب اسمضمون سے
واقف ہوا زیادہ تر شعلہ غضب کا اسکے دلمین بہڑکا اور عرصہ قلیل مین وہان پہونچکر اپنی

تصویر اوسکا اوترتا تہا اپنے ملک کیطرف پہرا جب راجہ جیچند نے جگ سے فراغت پائی
راے پتہورا سے لڑنیکی ٹہیرائی ہندی تواریخون مین لکہا ہے کہ کثرت فوج کے
سبب قنوج کے راجا کا خطاب دل پنگل تہا سورج پرکاش مین تفصیل اس فوج کی
اسقدر درج ہے یعنے اسی ہزار سوار زرہ پوش تیس ہزار سوار پاکہر والے
تین لاکہہ پیدل اور تیر انداز سفر مینا وغیرہ دو لاکہہ سوار اسکے ایک ابر سیاہ —
ہاتہیونکا جنپر دو دو پہلوان زرہ پوش گرز بدوش سوار ہوکر روانہ ہوتے تہی —
القصہ جیچند کی بیٹی نے جسقدر کہ راجا جگ مین موجود تہے اونمین سے کسیکو پسند نکیا
مگر پتہورا کی غائبانہ عاشق زار ہوئی اسواسطہ راجہ جیچند نے اپنی لڑکیکو محل سے نکلوا دیا
الگ مکان مین رہنے لگی راے پتہورا نے جب یہہ حال سنا کمال خوشحال ہوا اور چاندا
باد فروش کو کمال مہربانی سے راجا جیچند کے پاس بہیجا اور آپ چیدہ چیدہ دلاوروں ساتہہ لیکر
نوکروں کے مانند اوسکے ہمراہ ہوا جب قنوج پہونچے یہہ مشورہ قرار پایا کہ چاندا تو راجا
جیچند کے پاس جاوے اور پتہورا معہ دلاوران ہمراہی ساتہہ ساتہہ اوس حویلی تک کہ
جسمین دختر راجا بائی سنجوگتا ہے آپ کو پہونچاوے الغرض یہہ حیلہ کر کے راے پتہورا نے
راجا کی لڑکیکو فریب سے لیا اور دہلی کیطرف کوچ کیا اور راون سوسہا نونت کو واسطہ
مقابلہ اور مقاتلہ فوج جیچند کے کسی قدر ایک کوہچہ ایک کے کہڑا کیا جسکے اول راہ
گہلوت تہا مقابل فوج جیچند کے ہوا بہت سے آدمی اوس نے مارے آخر
خود بہی دریاے نیستی مین غرق ہوا بعد اسکے نرسنگہہ دیو و چانڈ و و سولنکہی و نند پرو
و سار دول و پالہن دیو کچہواہہ معہ دو بہائیونکے باری باری سے جوانمردیان
کر کر نقد زندگی کو مردانگی کے سپرد کرتے رہے اس جنگ مین سات ہزار آدمی
طرفین سے مارے گئے پر راے مذکور نے اوس نازنین کو نچہوڑا اور لڑائی سے
منہہ نہ موڑا جب راے پتہورا اوس پری پیکر کو لئے ہوئی گہاٹی کے پاس جو اجمیر سے

قریب دو میل کے فاصلہ پر سمت شرق سے پہونچا پازیب نازنین سے گہونگرو ٹوٹ کر گر پڑے رائے پتہورا گہونگرو اوٹہانیکو گہوڑے سے اوترا جیچند مہارانی منع کرنیلگی نہ مانا اور جواب دیا کہ شجاعت سے بعید ہے جو کنیال پیچھے آتی غنیم کے گہونگرو چہوڑ کر چلا جاوٴن یہہ حرکت مردونکے لئے عیب ہے ہنوز گہونگرو لیکر گہوڑے پر سوار نہ ہوا تہا کہ راو جیچند کی سپاہ جو پیچہا کئے چلی آتی تہی بہت قریب پہونچ گئی جیچند نے دیکہا کہ غنیم پیادہ ہے اور لشکر کے آدمی محاصرہ کی فکر مین ہین اور سنجوگتا رانی قریب پتہورا کے کہڑی ہوئی ہے بخوف آبرو کہ مبادا لڑکیکو نامحرم دیکہین یا آسیب پہونچاوین گہیر لینے سے مانع ہوا اور آپ تیر و کمان لیکر پتہورا کے مقابل آیا ادہر یہہ بہی مستعد جنگ تو کہڑا ہی تہا چاہا کہ دوڑ کر تلوار کا وار جیچند پر کرے مہارانی چونکہ ذی شعور تہی سوچی کہ طرفین سے ایک دوسریکا ضایع ہونا جان شیرین کو تلخ کر دیگا دوڑ کر باپ کے قدمونپہ گر پڑی اور ہاتہہ باندہ کر عرض کی کہ جو کچہہ قصور ہے اس ننگ خاندان لڑکا اسکے مارے جانیسے بہی اب رفع ندامت نہیں ممکن ہے علاوہ اسکے یہہ بہی صاحب ملک و مال اور حسب نسب مین بہی ہیچ کمتر نہین کسی نہ کسی سے تو آپ میرا بیاہ تقریب جگ مین کرتے ہی اب امیدوار ہون کہ ہم دونو نکا قصور معاف فرمایا جاوے اسطرحکی باتین ملایم کہین آخر باپ تو تہا ہی محبت پدری نے جوش مارا دونو کا عفو قصور کیا اور وہین اونکا عقد کر کے آپ لشکر سمیت قنوج کو لوٹ گیا جب سے یہہ گہاٹی بنام گہونگرا گہاٹی مشہور ہوئی ۞ اور کتب ہندی مین لکہا ہے کہ پتہورا دہلی واپس گیا اور راہ مین محصور ہو گیا مگر راو جیچند نے اوسکو بچا کر عقد کر دیا اور آپ قنوج کو واپس آیا قصہ مختصر رائے پتہورا نے اوس نازنین کو دولتسرا مین جا اوتارا اور اسکے دام محبت مین ایسا گرفتار ہوا کہ ملکی مالی کاروبار سے دست بردار ہوا جب ایک برس اسطرح

گذرا سلطان شہاب الدین غوری کو بہی یہہ خبر پہونچی پہلے تو اوسنے راؤ جیچند کے ساتہہ دوستی کی بنا ڈالی اور بیر بکر ماجیت کے بارہ سو تینتیس سن مین ہجری بہی اوسوقت پانسو اٹہاسی اور سن عیسوی گیارہ سو پچہتر تہے سلطان مذکور اٹہوین مرتبہ ایک لشکر عظیم جمع کر ملک گیری کے ارادہ سے دلی کیطرف متوجہ ہوا بلکہ بہت سی محال لے لئے اوسوقت کسیکو اتنی جرات نہوئی کہ راجا سے اس امر کی اطلاع کرے آخر ارکان دولت نے مشورت کرکے چاند بہاٹ کو حرم سرا مین بہیجا کہ اوس پری پیکر سے یہہ حقیقت کہی تا وہ راجا تک پہونچاوے چنانچہ راجا مطلع ہوا لیکن سکئے مرتبہ جو سلطان پر فتحیاب ہو چکا تہا اوسکو کچہہ چیز نہ سمجہا اور بسبب غرور و نخوت و عیش و عشرت کے خاطر مین نہ لایا مگر وہ نازنین اس عیش و عشرت کو چہوڑکر جوگنی ہوگئی اور اپنے خاوند کو قسم دلا کر کہنے لگی کہ نیکنامی اور شہرت حاصل کرنیکے لئے جان دینا اور اس باب مین ذرا پہلو تہی نکرنا مین بہی تمہارے ساتہہ بہشت مین جاونگی اگرچہ اوس عورت مردانہ سیرت کی بہادرانہ گفتگو کا حال کہ بہت طویل ہے جیسا کہ چاہئی معرض بیان مین نہین آسکتا ہے لیکن اوسکے کبیشر کا بیان جو نظم مین لکہا ہوا ہے یہہ ہے وہ خبر حملہ کو بطور خواب بیان کرتا ہے یعنے پرتہی راج اوسکو اسطرح سنجوکتا سے کہنے لگا آج کی رات جب مین سویا ہوا تہا ایک عورت نے کہ مثل پری خوبصورت تہی میرا بازو پکڑ لیا تب اوسنے تمپر حملہ کیا۔ جب تم اوس سے لڑائی مین مصروف تہے ایک بڑا قوی ہیکل ہاتہی جوش غضب مین بہرا ہوا مجہپر گرا اسمین آنکہہ میری کہل گئی اور نیند اوچٹ گئی دل میرا دہڑکنے لگا اور ہونٹ کانپنے لگے اور بیقراری الفاظ بر بر میری زبان سے نکلے اور سوچنے لگا کہ خدا جانے کیا ہونیوالا ہے۔ سنجوکتا نے جواب دیا کہ خدا تمہین فتح نصیب کرے اور نیکنامی حاصل ہو۔ اور آفتاب قوم چوہان کسنے تمہارے برابر شان و شوکت حاصل کی ہے

سنہ ۱۲
سنہ ۱۱۷۵ء

موت سے تو انسان ہی نہین بلکہ دیوتا بہی نہین بچتے ہین موت تو اونکو بہی ضرور آتی ہے سب پُرانی پوشاک کو بدلا چاہتے ہین۔ نیک نامی سے مرنا حیات جاودانی حاصل کرنا ہے اپنا کچھہ خیال نہ کرو بلکہ دلکو بطرف حیات ابدی مایل کرو۔ راجا نے کبیشر کو طلب کیا اور اوسنے آنکر اوس خواب کی تعبیر بیان کی۔ گرو نے ایک منتر لکھہ کر راے پتہورا کی پگڑی مین رکھا ایک ہزار پتیل کے برتن دودہہ سے لبالب چاند سورج دیوتا کے نام پر چڑہائی گئے اور بہت سی خیرات ہوئی۔ دس سانڈ زمین دیوتا کے نام پر قربان کئے گئے جب یہہ ہوچکا پرتہی راج نے غسل کیا اور تلسی کی ڈالی اپنی خود مین رکہی اور سالگ رام گلے مین لٹکایا اور زرہ بکتر پہن کر زرد پوشاک پہنی اور مور پر باندہا مہارانی نے نگاہ حسرت امیز سے راجا کو دیکہا اور اپنے ہاتہہ سے زرہ کے بند باندہے اور اپنے بالونکے چہلّے راجا کے ہاتہون مین پہنائے اور کہا کہ دنیا مین یہہ آخری ملاقات ہے اب ہم تم بہشت آفتاب مین ملاقات کرینگے الغرض راجا پتہورا فوج لیکر نکلا اور راجا جیچند نے بہی اوسکا ساتہہ نہ دیا بلکہ سلطان کا شریک ہوا القصہ شغل جدال و قتال بڑہا راجا پتہورا کا دل بجہہ گیا آخر سلطان کے رفیقون نے اوسکو پکڑ لیا اور سلطان اسکو قید کرکے غزنین مین لیگیا جب چاندا بادفروش نے حقیقت حال سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر وہ سلطان کی ملازمت حاصل کرکے مورد الطاف کا ہوا بعد اسکے پتہورا کی بہی خدمت مین پہونچا اور زندان مین اوسکی دمسازی کرنیلگا ایک دن بمشورت پتہورا کے تیر لگانیکی تعریف بادشاہ کے روبرو یہان تک کی کہ وہ بمرتبہ مشتاق ہوا اور اوسکو بلوا بہیجا بلکہ اوسیوقت اجازت تیر اندازی کی بہی دی راے مذکور نے تیر و کمان اوٹہا لیا اور ایک تیر اوس نشانہ ناوک تقدیر کے ایسا ہی مارا کہ کام اوسکا تمام ہوا اوسیوقت بادشاہی نوکرون نے بہی راجا کو چاندا بہاٹ سمیت مار لیا۔ لیکن فاہیی

تواریخون مین پتہورا کا مارا جانا جیسا کہ پہلے بیان ہوا تلاوڑی کے میدان جنگ مین
لکہا ہے اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا بعد مدت چودہ سال کے
فدائی نام گکہڑ قوم کے ہاتہہ سے دریاے اٹک پر چنانچہ لب التواریخ سے منقول ہے
کہ سلطان شہاب الدین ابو المظفر بن سام بن حسین بعد فوت ہونے اپنے
بہائی کے بادشاہ ہوا مدت چار سال تک اسنے شمع عدالت سے جہان کو منور کیا
آخر اثناء راہ مین ہندوستان سے لوٹتے وقت تاریخ تیسری شعبان کو بروز شنبہ
کہ سن ہجری چہہ سو دو تہے درمیان نماز کے فدائی گکہڑ کے ہاتہہ چراغ حیات اوسکا   سنہ ۶۰۲ھ
صرصر اجل سے بجہہ گیا تاریخ وفات سلطان کی یہہ ہے ؎ شہادت ملک بحر و بر شہاب الدین
کز ابتداے جہان مثل او نیامد یک ؎ سیوم ز غرہ شعبان سال ششصد و دو
فتادہ در رہ غزنین بمنزل دمیک ؎ اور مفتاح التواریخ مین بہی کہ اوسکا مولف
ایک صاحب انگریز ہے مرقوم ہے کہ منزل دمیک مین جو ایک گاؤن توابع
غزنین سے کنارہ نیلاب دریا مشہور اٹک پر قریب پشاور کے واقع ہے
فدائیان گکہڑ کے ہاتہہ سے قتل ہوا تاریخ شہادت الفاظ صاحب السیر سے
نکلتی ہے حاصل یہہ کہ روایت چاند محض بے اصل چنانچہ قول راقم واسطہ
تردید کلام ابو الفضل مولف اکبرنامہ و دیگر نسخہ جات ہندی اور تائید مضمون تواریخ
اول الذکر و لب التواریخ کے ایک عمدہ سند مستند سے یہہ ہے کہ سلطان
شہاب الدین غوری نے بعد شکست دینے راے پتہورا کے بتخانہ راجا
اندر سین واقع اجمیر کو جسکا ذکر باب دوم کی دوسری فصل مین مفصل مرقوم ہے
مسمار کرکر خانہ خدا بنایا اور مدت ایک سال تک بتولیت ابوبکر بن احمد کار
تعمیر جاری رہا اور دس ہزار ہندوؤنکو اوسی سن مین بمقام اجمیر کہ اولاد اونکی اب تک
بلقب دیسوالی اجمیر مین مشہور ہے مسلمان کیا اور ماہ و سال اوس مسجد کی محراب پر

کندہ کرایا کہ جو اتک موجود ہے تعجب ہے کہ ابو الفضل سا علامہ باوصف ہمہ دانی کے ایسی روایت غلط کو اپنی تصنیف مین بلاتحقیق نقل کرے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان الغرض راجا جدہشٹر سے لیکر راے پتہورا تک ایک سو بیس راجاون نے چار ہزار چار سو اٹہہ برس سلطنت کی پہر ہر ایک نے منزل عدم کی راہ لی ایام سلطنت راجا پتہورا کے انچاس برس ہوتے ہین غرض راجا پتہورا کے مارے جانیکے بعد ہندوستان کی حکومت ہنود سے گئے اور سلاطین مسلمین کے ہاتہہ جا پڑی بعد از فتح ہند سلطان شہاب الدین غوری نے قطب الدین ایبک کو نایب سلطنت ہند کیا اور آپ براہ سوالک اکثر محال کوہستان غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا ادہر ملک قطب الدین سرانجام ملک گیری مین سرگرم ہوا تہوڑے دنون مین قلعہ جات کول میرٹھہ وگوالیار و بداون اور دوسرے قلعہ فتح کرتا ہوا جانب گجرات گیا اوس ملک کو تاخت و تاراج کرکر فتح و نصرت سے دلی مین آیا جب خبر مقتول ہونے سلطان شہاب الدین کی سنی تاریخ گیارہوین ربیع الاول سن چہہ سو تین ہجری کو شاہ غزنین سے فرمانروائی ہند کی اجازت پاکر سکہ وخطبہ اپنے نام سے رواج دیکر سریرآرا سلطنت کا ہوا مسلمان بادشاہون مین سب سے پہلے یہی بادشاہ دلی مین تخت نشین ہوا حضرت سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بہ خنگ سوار کہ سلک اولیاء اللہ سے انتظام رکہتے تہے اور عم بزرگ وار حضرت امیر سید حسین کے ہوتے ہین اسی بادشاہ کیطرف سے قلعہ دار اجمیر شریف کے تہے چنانچہ مفصل آپکا ذکر خیر و برکت باب سیوم کی دوسری فصل مین بیان ہوگا

سنہ ۶۰۳ھ

باب اول

فصل اول

جغرافیہ اجمیر شریف کے بیان مین ۞ واضح ہو کہ اجمیر کو اقلیم سوم مین گنتے ہین طول اس صوبہ کا آنبیر معروف بہ جیپور سے بیکانیر وجیسلمیر تک ایک سو اڑسٹہہ کوس عرض نہایت سرکار اجمیر سے بانسواڑہ تک ڈیڑہ سو کوس

پورب طرف اسکے اکبراباد پچہم طرف دیپال پور تابع ملتان اترطرف قصبات
دہلی دکہن طرف گجرات اور سرکارین اسکی اجمیر چیتوڑ رنتہنبور جودہپور ناگور
سروہی بیکانیر سات متعلق اون سے ایک سو تئیس ۱۲۳ محال آمدنی پچپن کروڑ
تین لاکہہ ساٹہہ ہزار دام اور یہہ اصلاح مین مستصد یونکے پچیسوان حصہ پیسہ کا ہے
تواریخ کشاف عالم سے مستنبط ہے کہ عہد شاہی مین آمدنی صوبہ اجمیر کی ڈیڑہ
کروڑ تہی مگر اب سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین اسّی میل طول اور پچاس میل عرض
اور دو ہزار ستاون میل مربع علاقہ صرف ضلع اجمیر شریف کا ہے بندوبست
حال مین جو اس ضلع کی پیمایش باہتمام جناب مسٹر جے ڈی لاٹوس صاحب بہادر
مہتمم بندوبست دام اقبالہ کے ہوئی اوسمین طول ضلع اجمیر کا ابتدا رکہیڑہ جتیا متعلقہ
دویہ تحصیل ناڈگدہ سے شمال تک تا موضع بباچیہ تحصیل اجمیر ایک سو اٹہہ میل
اور فاصلہ عرض کا بڑے سے بڑا ابتدا ندی بناس سے جو علاقہ ساور مین ہے
تا علاقہ کہروہ ملحقہ پیسانگن چہتر میل انگریزی قرار پایا سرحد شرقی قصبہ کشن گدہ اور
ریاست دار السرور جیپور ـ جنوبی سرحد میواڑ ـ غربی و شمالی میرواڑہ و علاقہ جودہپور واقع
ہے
حصہ پورب اور گوشہ شمال و مغرب مین بسا مقام پر زمین صوبہ مذکور کی ریتیلی
پانی دو زنک جو کہدے تو نکلے بونے جوتنے کا مدار بارش پر ہے اسی
سبب زراعت ربیعی کم ہوتی ہے اور فصل خریف مین باجرہ جوار موٹہہ بکثرت
کہین اٹہوان کہیں چہٹا اور ساتوان اور بعض جگہہ پانچوان حصہ غلہ کا جاگیردار کو
دیتے ہین مالگذاری کا رواج کم ہے **فصل دوسری** زمانہ شاہان اسلام مین
یہہ شہر دار الحکومت اس صوبہ کا تہا آب و ہوا شہر اجمیر کی گرم و خشک جاڑے مین
جاڑا قریب اعتدال اور گرمی مین گرمی کمال اکثر مقامات مین جنوب کیطرف
کوہسار اور بیشتر زمین دشوار گذار بنا براسکے سیسودیہ رانا اودیپور زمانہ

زمانہ سلطنت اسلامیہ مین سلاطینون نے کم دیتے تھے کسلیے کہ لشکر شاہی ایکبار
وہان جا نہین سکتا تہا علاوہ اسکے کوسون پانی نہین ملتا لیکن اب تو اونہین
مقامات پر سرکار فیض آثار انگریزی کی توجہ سے اکثر بند تالاب کے بنگئے ہین اسلیے
بہ نسبت سابق زراعت بہی کثرت سے ہونے لگی ہے اور باشندے بہی
وہانکے جو محض بہایم سیرت وحشی تھے بوجہ ملازمی پلٹن اور نیز جابجا جاری
ہونے مدرسونکے اصلاح پانے لگے چنانچہ اس علاقہ مین راقم چند عرصہ تک
سرکار ابد قرار انگریزی کیطرف سے عہدہ نایب تحصیلداری پر ممتاز رہا ہے
اگرچہ اس صوبہ مین گرمی بشدت ہوتی ہے لیکن قریب شہر کے جو تالاب
اور باغات کی کثرت سے گرمی مین بہی ایک لطف پایا جاتا ہے اگرچہ سحر
بنارس کی مشہور ہے مگر یہانکے سحر بہی سحر بنارس سے برتبہ بہتر ہے بیشتر
پانی شہر کے کوؤنکا شور ہے مگر چشمے اور باولیان اندر باہر شہر کے ہین
سب کی سب شیرین لیکن پانی جیسا چاہیے ویسا ہاضم نہین تاہم بعض بعض کنوئین
اور باولیونکا غنیمت ہے آب وہوا بہی عموماً اچہی ہے مگر بہ نسبت شہر کے قلعہ
تاراگڈہ کی آب وہوا بہتر ہے اسی وجہ سے صاحبان عالیشان نے قلعہ مذکور پر
بنگلے واسطہ سکونت کے تعمیر کرائے ہین اور بنتے جاتے ہین جن کے باعث
رونق قلعہ کی زیادہ ہوگئی شہر کے باشندے تخمیناً چالیس ہزار ہین بالمختصر
یہہ شہر کثرت باغات وشادابی اور آبادی سے علاوہ شہر جیپور کے ملک
مارواڑ مین سب شہرونپر ترجیح رکہتا ہے بمبئے سے براہ مئو وغیرہ چہہ سو ستر میل
اور دلی سے دوسو اٹہاون میل اور اکبرآباد سے دوسو اٹہائیس میل کا فاصلہ
رکہتا ہے اگرچہ ہر ایک رُت مین طرح طرح کی پہول خوشرنگ وضع وضع کے
پیدا ہوتے ہین مگر ہر قسم کے پہولونمین چنبیلی اور گلاب اور موتیا یہانکا

عمدہ مشہور ہے موسم بہار مین ہر روز نواح شہر کے باغات اور قطعات مین
افراط سے پہول خوشرنگ اور پاکیزہ او ترتیبکے باعث اکثر اوقات شہر خوشبوے
گلاب سے مہکا کرتا ہے شباب موسم پر چار پانچ روپیہ مین فروخت ہوتے ہین
راجپوتانہ کے گندہی یہان اکثر مہینے ڈیڈہ مہینے رہتے ہین اور عرق وعطر گلاب
نکالتے ہین پہلیل بہی یہانکا دور دور لوگ بطریق تجارت وتحفہ لیجاتے مین
اور منافع خاطرخواہ اوٹہاتے مین پ ۸۵۰ھ پانسو اٹہاسی ہجری لیسی یہہ ضلع زیر
حکومت دہلی کے مسلمان بادشاہونکے رہا بعہد محمد شاہ بادشاہ فردوس ارامگاہ
راجا سوائی جینگہ کا دخل چندے رہا۔ بعد ازان بارہ برس تک ابہی سنگہہ
ودیگر راجگان جودہپور کے قبضہ مین رہا سن سترہ سوچوپن عیسوی مین جنکو جی
سیندہیہ نے راجا جودہپور سے خون بہا آپاجی مرہٹہ مین جو ہنگام جنگ بمقام
ناگور دغا سے مارا گیا تہا ضلع اجمیر لے لیا۔ تین تیس سال تک مرہٹون کے
قبضہ مین رہا پہر سن سترہ سو ستاسی عیسوی مین مہاراجہ بجینگہ والی جودہپور نے
مہاراجہ جے پور سے متفق ہوکر عمل مرہٹونکا اوٹہا دیا اور اوسکا عمل تین سال تک
رہا سن سترہ سو نوے عیسوی مین مہاراجہ مادہوجی سیندہیہ نے فوج کشی کر کے
راجہ جودہپور کو شکست دی اور اجمیر پر قبضہ کرلیا اوس برس سے تا بہ آخر ۱۸۱۸ء
مرہٹونکی عملداری رہی سن اٹہارہ سو اٹہارہ کے آغاز مین مرہٹون نے یہہ ضلع حوالہ
سرکار دولتمدار انگریزی کردیا۔ ابتدا عملداری انگریزی مین ایک تحصیل اجمیر کی مقرر ہوئی
اور کل دیہات خالصہ وجاگیر و استمرار متعلق ایک تحصیل کے رہے جب باہتمام
کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم تعمیر تالابون کی شروع ہوئی اور ایک تحصیلدار سے
انصرام کل کام کا غیر ممکن تصور ہوا رام سر اور راجگڈہ دو تحصیل اور مقرر ہوئین اس وقت
تین پرگنہ اجمیر رام سر راجگڈہ مقرر ہوئے۔ اس ضلع مین دیہات خالصہ کی

دو قسم ہین - اول وہ دیہات خالصہ جنکا حاصل سرکاری قابل کمی بیشی کے ہے دوم علاقہ استمرار جسکا حاصل براسے دوام مقرر ہے اور کم و بیش ہونیکے لائق نہین ہے علاقہ استمرار سابق سے پرگنات ذیل پر منقسم ہے - پرگنہ بہنایہ پرگنہ مسعود آباد پرگنہ پیسانگن پرگنہ ساور پرگنہ کیکڑی کہروہ یہہ پرگنہ بندی عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ مین ہوئی تہی - دیہات جاگیر کا کوئی جدا پرگنہ نہین ہے کل دیہات جاگیر ابتداء عملداری انگریزی سے متعلق تحصیل اجمیر رہے ہین - پرگنہ اجمیر کے تحت دو جنوبی پرگنہ پشکر اور گنگوانہ اور پرگنہ رام سر کے ماتحت پرگنہ سرنگر مشہور ہے وجہ تسمیہ ان کی یہہ ہے کہ ان مقامات پر تہانہ جات پولس مقرر تہے لہذا جو دیہات متعلق ان تہانون کے تہے وہ حلقہ تہانہ کا بنام نہاد پرگنہ معروف ہوا - مردم شماری جو ۱۸۸۲ع مین ہوی اوسکے نتیجہ سے واضح ہوتا ہے کہ کل ضلع اجمیر مین جسکے اندر پرگنہ میرواڑہ بہی شامل ہے تین لاکہہ تیس ہزار بتیس نفر شمار مین ائے ❊ قصبہ ہذا مین پیداوار گلاب و نیشکر و ترکاریات ہر قسم و جو و گندم و موٹہہ و مونگ کی زیادہ ہوتی ہے میوہ جات مین انار انگور سفید انگور سیاہ امرود انبہ انجیر الوچا اڑو چکپا اور گول بہی بجورہ بیر پیوندی تربوز خربوزہ جامن چکوترا سیب شہتوت شریفہ فالسہ کہرنی کیلہ کرنا کہجور گنا سفید اور سیاہ گوندی ناشپاتی کمرکہہ نارنگی ترکاریون مین آلو اروی کدو بہنڈی بتہوا بن کریلہ گوبہی پیاز پالک توری چقندر چوکا چولائی لوبیا چپنڈا رتالو سانگری سیم سویا سلاد شکرقند شلغم کرم کلا کولا کریلہ ککوڑا کچنار ککڑی کہیرہ گاجر گانٹہہ گوبی گنوار کی پہلی مولی میتہی ناتہی پچک پہولونمین گلاب کیوڑا موتیا رائبیل مدہ مالتی جوہی لالہ

نافرمان سورج مکہی گیندا گل عباس داؤدی گل مہندی مدن بان
مولسری چنبیلی کیتکی شبو ریحان بیلا موگرا گل دوپہریا چاندنی
عشق پیچا سنبل نرگس سیوتی اور اقسام کے نئے نئے خوشرنگ
پہول ولایتی اور پہاڑی ہوتے ہین ادویات بہی یہانکے پہاڑ اور سوادمین
اکثر ہوتی ہین چنانچہ ۔ افتیمون بہون پہلی بیرم ڈنڈی بسکہپرا تمان
گوکہرو بابونہ شیطرج راج ہنس شاہترہ ہرن سنگہی تریتیرک
کاکڑاسنگہی نیلوفر بیدانجیر گل خیرو خرفہ کاسنی گورکہہ منڈی
سرسون سرپہوکہ مقل تخم ریحان فریدبوٹی سنگہاولی دودہی بیوپاکتی
تخم کتان موصلی سفید بجرونتی موصلی سیل رتن جوت سانکاولی ۔
پودینہ صحرائی لجونتی اونٹاپہولی بجاری قند گہونگچی املتاس کی پہلی کندش
سماق سپستان بادیان گلو سعدکوفی خبازی زیرہ سفید اجواین
صلاجیت نرگنڈی کالی نکد وغیرہ **اجمیر** کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زمانہ گذشتہ مین
اجیپال نامی اک راجا ہوا ہے اوسنے پہاڑ پر شہرپناہ بنواکر پہاڑ مین
شہر آباد کیا جوکہ زبان ہندی سنسکرت مین پہاڑ کو میر کہتے ہین اور بانی کا نام
اجیپال تہا اسلئی اسکا نام اجمیر رکہا گیا اور یہہ شہر سمت دوسو دو راجا جدہشٹر مین
آباد ہوا زمانہ سابق مین اسکو **جمیر** اور **جیدرگ** اور **آدمیر** اور **اجیپا**
نگر اور **جہلو پور** بہی کہتے تہے اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابونمین یہہ لکہی ہے
کہ یہہ بکری چرانیوالا تہا ۔ بسبب اسکے کہ وہ ایک مرتاض کو جو پشکر کے پہاڑ پر
رہتا تہا ہر روز دودہ لیجاکر پلایا کرتا تہا اوسکی دعا سے یہہ اس ضلع کا راجا ہو گیا
اور اجگند پہاڑ پر شہرپناہ بنوائی یہہ نام پدم پوران مین تحریر ہے اور اس پہاڑ پر
بکریونکے کہرون کے نشان ہین اور وہان کے مہادیو کا نام اجگند ہے اور اسکی

قریب ہی ایک مورت جو پتہر کی ترشی ہوی ہے اوسکو اجیپال کہتے ہین پہلے
یہہ شہر اجیپال کی نال مین آباد ہوا پہر نور چشمہ مین بعد اسکے سن پانسو اکسٹھہ
سنہ ۵۶۱
ہجری یعنے روز تشریف آوری خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ العزیز سے اس کی
آبادی جانب شرق بڑہتی گئی اور گوشہ جنوب و غرب کی کم ہوتی گئی مگر زمانہ
جلال الدین اکبر سے نویوماً فیوماً آبادی افزون ہوتی گئی اور وجہ اوسکی یہہ تہی
کہ اکبر بادشاہ حسن عقیدت سے بسبب پیدا ہونے جہانگیر کے فتح پور سے
سن ہجری نوسو ستتر مین تاریخ چودہوین شعبان روز یکشنبہ کو پا پیادہ روانہ ہوا
چنانچہ باب دوم کی پہلی فصل مین بہ تشریح ذکر اوسکا تحریر ہوگا ہر کوس کوس کے
فاصلہ پر اکبر آباد سے اجمیر شریف تک ایک ایک کنوان اور مینار بنوائی اتبک
بعض بعض جگہہ موجود و قایم ہین پہلے اس شہر کے گرد فصیل نہ تہی جب جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کے شہزادہ مراد پیدا ہوا سلطان مذکور نے شہر پناہ اجمیر کے
بنوانے کا حکم دیا چنانچہ تین سال کے عرصہ مین عمارت قلعہ و دولتخانہ شاہی اور
مسجد اکبری واقع درگاہ شریف محوطہ کے اندر لطیف اور نفیس چونہ اور گچ کی باہتمام
اسماعیل قلیخان تیار ہوتی اور اسکا چار ہزار چہتالیس گز جب بادشاہ نے
دولتخانہ اور قصر عالیشان کنارہ تال آنا ساگر کہ وہان اب شاہجہانی محل موجود ہے
بنوایا پہر تو ہر ایک امیر صاحب منزلت نے سوا اونکی اور بہی بعضے بعضے بادشاہی
ارکان نے موافق اپنے قدر و حوصلہ کے عمارتین ستہری دلچسپ اور
باغ سرائین بنائین اس سبب سے شہر دلچسپ اور خوب آباد ہوگیا
اور اب تو سرکار دولتمدار انگریزی کے عہد مین آبادی اسقدر ہے کہ اگر بلندی سے
اس شہر کو دیکہا جاوے تو سوا حویلیون کے چپہ بہر زمین خالی اور سائیبان
کاہی نظر نہ آوی لطف یہہ کہ دیکہنے والیکو یہہ ثابت ہو کہ اس شہر کی کل

تعمیرات سوار دولتخانہ اکبر بادشاہ کے آج بنکر طیار ہوئی ہین علیٰ ہذا القیاس بیرون
شہر بہی گنج اور بازار و دیگر تعمیرات کہ جنکا بیان باب دویم مین مرقوم ہوگا
روز افزون بارونق اور آباد ہوتے جاتے ہین چنانچہ ایک معمورہ نہایت
معقول نظر آتا ہے اور ریل اور مدرسہ میو کالج کے سبب سے اور بہی
رونق کی امید ہے **چیتوڑ** مشہور قلعہ ہے اسی صوبہ کے متعلقات سے
اور کوکندھہ کہ تابع اوسکا ہے وہان جبت کی کہان ہے اور چین یورپین
تک جبت کی لیکن یہہ مقام علاقہ مانڈل سے تعلق رکہتا ہے سابق رانا کے
تصرف مین تہا اکبر بادشاہ نے ایک مدت لڑکر سن نوسو چوہتر ہجری مین
اسی لیا قصہ اوسکا مشہور و معروف ہے زمانہ سابق مین یہانکے رئیسونکو
راول کہتے تہے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہین قوم انکی گہلوت
اسوجہ سے کہ انکی داوا نے اپنی بود و باش موضع سیسودیہ مین کی تہی
سیسودیہ کہلاتے ہین سوا اسکے ایک برہمن جو انکا غمخوار تہا اس جہت سے
اپنے تئین برہمن بہی ٹہیراتے ہین اور ان کے خاندان کا یہہ دستور ہے
کہ رانا جب مسند حکومت پر بیٹہے قشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ماتہے پر
کہینچے اور یہہ بات جو مشہور ہے کہ اودیپور کے رانا نے اپنی بیٹی کسی
بادشاہ کو خاندان تیموریہ سے نہین دی غلط ہے کیونکہ عالمگیر بادشاہ کے
اودیپوری محل ہونیسے ثابت ہوتا ہے کہ رانا کی بیٹی شاہجہان یا عالمگیر نے
ضرور لی ہے اور تواریخ ٹاڈ راجستان مین بہی یہہ عبارت تحریر ہے کہ
دراصل وہ عورت خاندان سیسودیہ یعنے رانا اودیپور سے تہی اور
اغلب ہے کہ وہ رئیس شاہپورہ کی جو ایک شاخ خاندان میواڑ سے ہے
دختر تہی جس وجہ سے بادشاہ نے بسبب قرابت خویشگی کے ایک شہر آباد کر کر

سنہ ۹۷۴ ہجری

شہرپناہ پختہ بنوائی اور اوسکا نام شاہپورہ رکہا - آئندہ العلم عند اللہ **قصبہ سانبہر** اجمیر سے ستائیس فرسنح سمت شرق یہہ قصبہ سے نمک و نا لکا نہایت مشہور ہے اور بیشتر کہانمین بہی وہی آتا ہے شہر کے نزدیک چار کوس لنبا کوس بہر چوڑا ایک چشمہ ہے پانی اوسکا نہایت کہاری لیکن تاثیر اوسکی یہہ ہے جہان زمین کہودکر پانی سے اوسی بہردیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اوسکا نمک آلود ہو جاتا ہے جہان کہودکر اوسکو کنارے پر ڈال دیا اور پانی چہڑکا نمک صاف اوسمین سے نکل آتا ہے ہرسال کئی لاکہہ روپیہ کا نمک پیدا ہوتا ہے حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہم اوسی جگہہ آسودہ ہین آپکا مزار شریف سرراہ اجمیر شریف واقع ہے اخبار الاخیار اور مونس الارواح اور ہدایت المعین مین درج ہے کہ خواجہ فخر الدین نے انکا نام ہمنام اپنے برادر خورد کے جو صحبت ابدالون مین ملکر غایب ہو گئی تہے رکہا تہا ۰ **قصبہ ناگور** یہہ ضلع اب تحت مارواڑ کے ہے وجہ اسکی بنیاد کی یہہ ہے کہ راجا پتہورا کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ چراگاہ جہانکی آب و ہوا نہایت خوب اور مرغوب موافق مزاج مویشی کے ہو تجویز کیجاوے چنانچہ اطراف و جوانب کے آدمی عاقل اور ہوشیار واسطہ انصرام اس کام کے روانہ کئے ایک شخص کا گذر اوس جنگل مین جہان اب شہر مذکور آباد ہے ہوا کیا دیکہتا ہے کہ مادہ گاو نے تنومند بچہڑا جنا ہے اور شیر نر سے مقابلہ کر رہی ہے ہرچند کہ شیر متواتر حملہ کرتا ہے مگر مادہ گاو قوی الجثہ اپنی چستی اور چالاکی سے اوسکا قابو چلنے دیتی نہین شخص مذکور جو یہہ تماشا عجیب وغریب دور کہڑا دیکہہ رہا تہا بمعیت مردمان ہمراہی کے شیر کو للکارا آخرکار شیر نے رم کی اپنے درمراد نا تحقدانیکے باعث اجمیر کی راہ لی پہونچکر تمام کیفیت گاے اور شیر کے مقابلہ کی اپنی آنکہونسے

جو دیکھی تھی مفصل کہہ سنائی القصہ راو تہورا نے اوس سرزمین کو پسند کر کر کہ محض
ایک جنگل تھا شہر کی بنیاد ڈالی اور ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا کر نام اوسکا
ناگور رکھا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے معروف بہ ناگور ہوگیا بیل یہانکا اور
جگہ کے بیلونسے بمرتبہ بہتر صورت شکل اس کی نہایت خوب ڈیل ڈول نہایت
خوش اسلوب قد و قامت مین بہی بلند قوی جثہ اور تنومند ہوتا ہے الغرض
قصبہ مذکور ابتدا مین چندان آباد نہ تہا مگر عہد سلطنت مغلیہ مین حسین قلیخان کو
اکبر بادشاہ نے جاگیر مین عنایت کیا اوسنے ایک مکان حاکم نشین اور تالاب
لطیف اور مسجد عالیشان وہان بنا کر رونق اوسکی دوچند کردی پہر دن بہ دن
آبادی بڑہتی گئی ابو الفضل اور فیضی یہانکی ہی رہنے والے تہے حسین قلیخان کے
مسجد بنا کردہ کے ناصیہ منبر پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؛ در زمان ولی و والی عہد
شاہ اکبر شہ بحق موصول ؛ خان مقبول حق حسین قلی ؛ کہ بنا شد چو او حسن قبول ؛
مسجدے ہمچو کعبہ کرد بنا ؛ کہ بود قبلہ فروع و اصول ؛ منزل جملہ پاک دینان ہست
ہمہ پاکان درو کنند نزول ؛ جست تاریخ او وصالی گفت ؛ بیت کل تقی حدیث رسول ؛
سنہ ۹۷۲ ہجری مین یہہ مسجد تعمیر ہوئی - بعد اسکے طاہر خان نے ایک مسجد فیض اساس
وسط شہر مین قریب قلعہ سن ایک ہزار چہپن ہجری مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی
اور نیز اسنے آبادی کو اور ترقی دی یہہ کتبہ طاہر خانکی مسجد کے اوپر کندہ ہے
بعہد حضرت شاہجہان آنکہ ؛ شہ صاحب قران بادین و باداد ؛ بطاہر خان دران قصبہ ناگور
ز الطاف و نوازش در وطن داد ؛ بتوفیق حق ان خان جوان بخت ؛ پے تعمیر مسجد یافت ارشاد
بدل گفتم پی سال بنایش ؛ بگو بنیاد طاہر خان قوی باد ؛ پہر سن ایک ہزار چہتیس مین
اورنگ زیب کیطرف سے راجا رائے سنگہہ ولد راو امر سنگہہ کی جاگیر مین مقرر ہوا
چنانچہ اسنے کتنے مکانات پر فضا بنائی اور ایک دروازہ عقب مسجد حسین قلیخان

کنارہ حوض گدہانی پر ۱۰۸۱ھ ہجری مین باہتمام ڈونگرسی کوتوال کے بنا کیا چنانچہ یہہ کتبہ دروازہ پرکندہ ہے وہو ہذا بناشد این دروازہ اسلام در عہد ابوالمظفر محی الدین محمد شاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی در عمل اقبال اجلال شہامت وتہور دستگاہ راجہ رائسنگہہ ولد راؤ امرسنگہہ در اہتمام حکومت پناہ ڈونگرسی کوتوال راجپوت گہلوت تاریخ ۲۹ شہر محرم الحکرم ۱۰۸۱ھ ہجری درگاہ خلاصہ عارفین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری قدس سرہ کی بستی کے اندر سمت شمال ہے اگرچہ اس مختصر مین آپ کے کمالات ظاہری وباطنی نہین سما سکتے مگر تبرکاً ذکر خیر آپکا واسطے آگاہی کے بیان کیا جاتا ہے واضح ہو کہ لقب آپکا حضرت سلطان التارکین ہے اور کنیت ابواحمد خلفا سے خواجہ بزرگ معین الحق والدین مین صاحب فضل وکمالات ہین سلسلہ آپکا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ تک کہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے ہین پہونچتا ہے سن شریف آپکا کچہہ کم سو برس کا تہا نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے حالت ذوق شوق مین زبان درفشان سے مخاطب بہ اصحاب ہوکر فرمانے لگے کہ جس چیز کی جسکو خواہش ہو طلب کرے درِ اجابت وا ہے ایک نے دنیا چاہی دوسرے نے عقبیٰ آپ نے طرف شیخ موصوف کے دیکہہ کر فرمایا کہ اے حمید الدین تم چاہتے ہو کہ دنیا اور عقبیٰ مین سرفراز ومکرم رہو آپ نے جواب دیا کہ بندہ کا چاہنا وہی بہتر جو رضای مولیٰ ہو حضرت خواجہ بزرگ نے اوسوقت یہہ ارشاد کیا ؛ التارک الدنیا والفارغ عن العقبیٰ سلطان التارکین حمید الدین صوفی ؛ اوس دن سے لقب آپکا سلطان التارکین ہوا ۲۹ انتیسوین ربیع الآخر سن ہجری چہہ سو تہتر مین وفات پائی اوس روز بڑا میلہ ہوتا ہے زن ومرد بکثرت دور دور سے بہی آتے ہین اور نذرین چڑہاتے ہین آپ کی

اولاد سے اکثر لوگ وہان آباد ہین محوطہ درگاہ شریف کا غیاث الدین تغلق نے
بنوایا بعد اسکے خواجہ حسین ناگوری نے دروازہ عالیشان زرد پتھر کا جسکی مینبت کاری
دیکھہ انسان عالم حیرت مین آتے بلکہ نقش دیوار بنجائے بناکیا یہہ کتبہ جانب
چپ سمت داخل دروازہ خانقاہ کے کندہ ہے ٭ عن سلیمان علیہ السلام
اعظم المصایب فوت الوقت بلا فایدة حررہ العبد میر بزرگ بن میر محمد معصوم
النامی تخلصاً والبکری سکناً وترمذی اصلاً والحسینی نسباً وکان لماذالک
فی ستۃ ثمانیہ والف اور دوسرے پتھر پر یہہ کندہ ہے

نظم

٭ نامی بکشا چشم بصیرت دریاب ٭ بنیاد زمانہ ہیچو نقشیست برآب ٭
٭ تا تو گویم حقیقت دنیا چیست ٭ بیداری یکزمان وباقی ہمہ خواب ٭

جانب راست داخل دروازہ پر یہہ اشعار کندہ ہین ٭ دوجہان در نظر دیدہ وران محتقر بیت
ہر کہ بربست از و چشم طمع دیدہ درست ٭ تا تو بد عہد رہ مہر و وفا بربستی ٭
نامی دل شدہ را دیدہ بہ دیوار درست ٭ بعد از فتح دکن اعلحضرت بندہ را بحجابت
عراق رخصت فرمودند العبد محمد معصوم سنہ ۱۰۱۰ درحین مراجعت از ایران در
ملازمت نواب میر محمد معصوم نامی در بیجاپور رسیدہ واین چند بیت از خمسہ الشان
کہ در بیولا با تمام رسانیدہ بودند تحریر نمودہ در سنہ ۱۰۱۳ از (معدن الافکار) ٭ ٭
٭ بجز گرداب نیست کاسہ گر ٭ تا سبے از جو یابد بگر ٭ از (حسن و ناز)
٭ قریب لعل آن چشمہ نوش ٭ شدہ سرگرم چون در بنا گوش ٭
(از اکبرنامہ) بگلچینی آن گلستان شدم ٭ سراپا صبا وار دامان شدم ٭
از (رار صورت) حسن ست درم خریدہ او ٭ خوبی گل آفریدہ او ٭ از (خمسہ
مخیرہ) ہست بر نامت ابتدائے ہمہ ٭ بتو آغاز و انتہائے ہمہ ٭
اگرچہ اندر شہر کے اور باہر اسکے اطراف مین بہت سے مردان خدا آسودہ ہیں

انہین مین سے میر ظہیر اور حمید الدین کا سلسلہ بین شمالی دروازہ کے باہر قریب
محلہ آہنگروان ملتا ہے لوگ اکثر انہین بزرگوارونکے مزار بتلاتے ہین اور بعض اونکو
مزارات شہر درویہ الغیب عند اللہ چنانچہ اون مزارات کے ستونون پر یہہ کتبہ
کندہ ہے ❊ گوئید بود فاتحہ را فاتحہ ❊ زان فاتحہ بخش نکہت رایحہ ❊ برروح
گذشتگان فرست اخلاصی ❊ محتاج دعائیم بخوان فاتحہ ❊ حررہ میر بزرگ شاہ
اور دوسرے ستون پر بالین مزارات موصوفہ کے یہہ ابیات نامی کندہ ہین
تو خفتہ براہ وکاروان تیز ❊ منشین وچوگرد باد برخیز ❊ نامی چہ نشستہ درین راہ ❊
می نہ قدمے دراز وکوتاہ ❊ **نصیر آباد** اجمیر سے سات کوس کے تفاوت سے
گوشہ جنوب اور مشرق مین چھاونی نصیر آباد کنکریلی زمین پر آباد ہے وجہ تسمیہ
اسکی یہہ ہے کہ جنرل لونی اختر رزیڈنٹ کو شاہ دہلی نے خطاب نصیر الدولہ کا
دیا تھا اوسنے بیس نومبر ۱۸۱۸ء کو چھاونی کی بنیاد ڈالی اصلی نام اوسکا نصیر آباد
رکھا فی الواقع ایسے اسلوب کے ساتھہ بسائی ہے کہ دید کے لایق ہے
بارگون کی تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا جدا لینین برابر برابر سڑکین ستہری
ہموار سراسر۔ آب وہوا اوسکی نہایت خوب ❊ ہیر دجوان کو مرغوب
درختان سایہ دار دورویہ سڑکون پر لگے ہوئی ❊ سڑکونکے قریب بنگلونکے محوطہ بین
قسم قسم کے پہول گلشنون مین کہلے ہوئی دیکہہ کر خدا کی قدرت یاد آتی ہے
خصوصاً برسات کے موسم مین تو عجب لطف ونابیر نظر آتا ہے یعنے جہانتک
بیک نظر جاوے تختہ زمردین نظر آوے سبزۂ نوخیز کا عالم ہی علیحدہ کوٹھیون
بنگلون اور لب سڑک ہری ہرے گنجان درختونکا طور ہی جدا عرصہ چار سال تک
راقم اثم بتقریب روزگار سرکار دولتمدار یہان رہا ہے اس کیفیت اور بہار کو
خوب دیکہا ہے **فصل تیسری** اخبار الاخیار سے منقول ہے کہ خواجہ حسین

ناگوری جو شیخ حمید الدین کی اولاد مین برسون انہون نے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ
معین الدین چشتی کے مزار شریف کی جو اوسوقت تک خام تہا مجاورت کی اور
عبادت مولی مین مشغول رہے جس زمانہ مین کہ شہر اجمیر خراب ہوگیا تہا اور
اوسکے گرد جنگل مین شیر رہتے تہے حضرت خواجہ غریب نواز کے قبر شریف پر عمارت
نہ تہی تب خواجہ حسین ناگوری نے اول بنیاد عمارت روضہ شریف کی رکہی اور
اوسکی صورت اسطرح لکہی ہے کہ سلطان غیاث الدین خلجی بادشاہ منڈو
خواجہ حسین ناگوری کو بہت اشتیاق سے بلوایا کرتا تہا اور خواجہ موصوف قبول
نہین کرتے تہے تب سلطان سے لوگون نے کہا کہ اگر یہہ خبر خواجہ حسین ناگوری کو
پہونچے کہ موئی مبارک حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کے پاس ہین
تو بے اختیار چلے آوینگے سلطان نے یہہ خبر خواجہ حسین کو پہونچائی اور وہ
سنتے ہی بے توقف روانہ ہوکر بادشاہ کے پاس پہونچے چونکہ جاذبہ شوق درست تہا
فوراً موئی مبارک خواجہ حسین کے ہاتہہ پر آگیا القصہ سلطان نے بعد اپنی عرض
مدعا کے بہت سے تحفہ ہار عالی پیش کرے خواجہ ممدوح نے قبول نہ کئی لیکن
اونکی فرزند کے دلین اوس ہدیہ کے لینے کی خواہش ہوئی تب خواجہ موصوف نے
یہہ اجازت دی کہ جو اس مال کو لیا چاہتی ہو تو چاہیئے کہ روضہ خواجہ بزرگ اجمیری
اور روضہ اپنے جد شیخ حمید الدین ناگوری کا اس مال سے تعمیر کرو چنانچہ اوس
مال سے یہہ عمارت جو قبر شریف حضرت خواجہ بزرگ وار پر موجود ہے بنائی گئی
اوس گنبد رشک ارم کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر یہہ تاریخ بخط نستعلیق
تحریر ہے ؏ ازپی تاریخ نقش گنبد خواجہ معین ۔ گفت ہاتف کو معظم قبہ عرش برین
اوس تاریخ سن نوسو انتالیس ہجری نکلتے ہین - لیکن غالباً یہہ تاریخ نقاشی گنبد
کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی سن آٹہہ سو اٹہہ ہجری مین فوت ہوا اور یہہ ہی

پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن غیاث الدین کے عہد مین
یہہ نقاشی گنبد شریف کے اندر ہوئی ہو اور دروازہ روضہ حضرت خواجہ غریب نواز کا
ایک اور بادشاہ منڈو نے عمارت روضہ کے پیچھے بنوایا اور اسی روپیہ مین سے
بنا ہے وہ بلند دروازہ روضہ شیخ حمید الدین ناگوری کا جو ناگور مین ہے جسکا
بیان ناگور کے حال مین لکھا گیا الغرض سن ہجری نوسو اتالیس مین یہہ گنبد
معہ مزار مبارک سنگین کے بالا قبر خام بنایا گیا باہر سے دیکھو تو گنبد پر سونیکا کلس
کلان اور اسکے کنگورونپر سنہری کلیان چمکتی ہوئین نظر پڑتی ہین اندر روضہ کے
سنہری اور لاجوردی کام کیا ہوا ہے اور سقف منقش مین کاشانی مخمل کی
زرین چھت گیری کے نیچے قمقمہ سونیکا زنجیر طلائی مین اویزان ہین اور چارون گوشونپر
چار قمقمے طلائی سونیکی زنجیرون مین لٹکے ہوے ہین کہتے ہین کہ زمانہ شاہی مین ان
قمقمونکا تخمینہ ہوا تہا ہر ایک قمقمہ پانچ پانچ ہزار روپیہ کا ہے علاوہ انکے چاندیکے
قمقمے چارونطرف متصل متصل اویزان ہین اور سنہری چوکہٹونمین آئینہ دیوار کے اندر
نصب ہین اور یہہ اشعار آب زر سے روضہ کے اندر لکہے ہوئی ہین ؛ ؛

خواجہ خواجگان معین الدین ؛ اشرف اولیا روی زمین ؛ در جمال و کمال او چہ سخن
این مبین بود بحصن حصین ؛ مطلع در صفات او گفتم ؛ در عبارت بود چو در ثمین ؛
اے درت قبلہ گاہ اہل یقین ؛ بر درت مہر و ماہ سودہ جبین ؛
خادمان درت ہمہ رضوان ؛ در صفا روضہ است چو خلد برین
ذرہ خاک او عبیر سرشت ؛ قطرہ آب او چو ماء معین
نور چشم معین خواجہ حسین ؛ بہر نقاشی بگفت چنین
کہ شود رنگ تازہ کہنہ زنو ؛ قبہ خواجہ معین الدین

اسکے آگے کے دو شعر ایسے فرسودہ ہوگئے ہین کہ پڑہے نہین جاسکتے

مگر یہہ ثابت ہوتا ہے کہ روضہ شریف کے اندر نقاشی از سر نو حضرت خواجہ حسین
اجمیری نے کرائی جسکو تخمیناً اڑہائی سو برس گذرے ہ مزار شریف پر سیپ کے
کام کا چھپر کہٹ صندلی بنا ہوا ہے بنانیوالے نے عجیب باریک سیپ کا
کام کیا ہے کہ نقش ارژنگ کو مات کردیا ہے اوسکی صفائی پر محبوبان صندلی
رنگ کی رنگت قربان اور اوسکی ہر ایک بیل سلسل پر سنبل تر نثار بدل وجان
چھپر کہٹ کی چھت مین کبہی سبز مخمل رومی کی چہت گیری اور کبہی زرد کی جسپر مغرق
کام زرین کیا ہوا لگی رہتی ہے اور اوسکے کنارون پر چارون طرف سونیکے قمقمے جگمگاتے ہین
چھپر کہٹ کے اندر سنگ مرمر نفیس کا مزار نہایت آبدار اوسپر سنگ طلائی و
ابری و فیروزہ ویشب واعجوبہ واہنسیہ وغیرہ کی پچیکاری ہے جسمین بیل بوٹے
پہول پتے منبت کے ایسے نادر اور تحفہ بنے ہوئی ہین کہ بیان سے باہر تعویذ
مزار پرانوار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جسکو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین
جڑا ہوا ہے آپکا مزار پرانوار ہمیشہ زربفت کمخاب پر زرتمامی اور مشجر کے
غیر پوشونسے ڈہکا رہتا ہے اوپر اونکے پہولونکی چادر ہمیشہ اراستہ کیجاتی ہے
چھپر کہٹ کے بیچ چاندیکا کٹہرا لگا ہوا ہے مشہور ہے کہ اسکی ساخت مین
ایک لاکہہ روپیہ خرچ ہوا ہے شاید اسمین کچھہ مبالغہ ہو کیونکہ قول عوام کا
ایسے مقام پر اکثر سانہہ مبالغہ کے ہوتا ہے مگر پیشتر اس کٹہرہ کی جگہہ سونیکا کٹہرا
لگا ہوا تہا چنانچہ توزک جہانگیری سے منقول ہے یعنے جہانگیر بادشاہ لکہتا ہے
کہ سن ایک ہزار پچیس ہجری مین بسبب برآنے بعضے مطالب کے مینے نذر کی تہی
کہ محجر طلائی جالیدار اوپر مرقد منور حضرت خواجہ بزرگوار کی ترتیب دین ستائیسوین
تاریخ رجب المرجب کو طیار ہوا مینے حکم دیا کہ لیجا کر نصب کرین ایک لاکہہ دس ہزار
روپیہ اوسکی لاگت مین صرف ہوئے اس کٹہرہ کے تہوڑے فاصلہ سے ایک

دوسرا چاندیکا کٹہرا ہے جسکی ترمیم راجا جیسنگہہ والی جیپور کے حکم سے شیخ محمد حیات
اور حاجی منظور علیخان متولی آستانہ کے اہتمام سے ہوئی وزن اوسکا بیالیس ہزار
نوسو اک سٹہہ تولے تین ماشہ ہے یہہ دونو کٹہرے نواب علیہ العالیہ جہان آرا
بیگم بنت شاہجہان نے کہ اونکو خواجگان چشت اہل بہشت سے بہت اعتقاد تہا
بنوائی ہین بلکہ انہون نے تمام شاگرد پیشہ اپنا آستانہ شریف کی خدمتگذاری کے
لیئے نذر کردیا کہ اون لوگونکی اولاد اتبک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہین
الغرض ان کٹہرونکی بنا کو کچہہ اوپر سو اور دو سو برس آجتک ہوئی گنبد شریف کے اندر
سنگ مرمر کا فرش نہایت مصفا ہر ایک پتہر مربع ترشا ہوا گرد اونکے سنگ موسیٰ کی
پٹریین جڑین ہوئین نہایت خوشنما معلوم ہوتی ہین گنبد کے شرقی دروازہ سے ملحق
یمین و یسار دو حجرے بنے ہوئے ہین جانب جنوب جو حجرہ ہے اوسکے
دروازہ کا تیغا کیا ہوا ہے لوگونکا قول ہے کہ اسکے اندر طلا رسلاخین
اور برتن سونے چاندیکی رکہے ہوئے ہین غالباً وہ سلاخین طلائی اوسی
مجہر کی معلوم ہوتی ہین جسکو جہانگیر بادشاہ نے سن ہجری ایک ہزار چبیس مین مرقد
مقدسہ پر نصب کرایا تہا آیندہ الغیب عند اللہ ؛ دروازہ کے سمت شمال جو حجرہ ہے
اوسکے اندر قبر پوشش قران مجید نقرہ عود سوز وغیرہ سامان طلائی و نقرہ رکہا
رہتا ہے شرقی دروازہ نہایت خوش قطع بنا ہوا ہے اور فرش بہی اوسکا نہایت
پر تکلف ہے اس دروازہ کے سمت داخل روضہ جو کیواڑون کی جوڑی ہے
کہتے ہین کہ بعد فتح ملک رانا کے اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ سے لاکر چڑہائی ہے
چنانچہ یہہ شعر اوسپر کندہ ہے ؛ رہے ہمیشہ تیری تیغ کار کفر تباہ ؛
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ ؛ اس دروازہ کے آگے جو دوسرا دروازہ ہے
اوسکے دیوار کے دونو طرف یہہ دو بیت بخط نستعلیق لکہی ہوئی ہین ؛ وہو ہذا

بیا کہ کعبۂ اہل دلست خواجہ معین ٭ کہ طوف مرقد او میکنند شاہ و گدا ٭
٭ زراہ صدق درآ در مقام خواجہ معین ٭ کہ ہست روضہ پاکش چو جنت الماوا ٭

جانب خارج دروازہ روضہ کے سن ہجری بارہ سو چالیس مین نواب فیض اللہ خان بنگش نے ازدو ناب کے کیواڑ کانی دار چڑہوائی اور اونپر یہہ تاریخ کندہ کرادی ہو ہذا

٭ خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالیست ٭ ساخت دروازہ درگاہ معین جاوید ٭
٭ چونکہ درگاہ معین ست چو خورشید بلند ٭ سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید ٭

اسی دروازہ کے پہلو مین سمت شمال عقیق یمنی زرد رنگ دیوار مین نصب ہے اتنا بڑا اور خوشرنگ عقیق کم دیکہنے مین آیا روضہ شریف کی غربی اور جنوبی محرابون مین سنگ مرمر کی جالیونپر زرین پردے پڑے ہوئی کہ جنکی دید سے عقل حیرت کو اپنے ساتہہ لاتی ہے ٭ موسم گرما مین زرین پردونکی جگہہ خس کے پردہ لگائی جاتی ہین اگر اس روضہ کو روضہ رضوان کہئی تو زیبا ہے اور نور کا بقعہ سمجہی تو روا ہے سبحان اللہ کیا لطافت اور نفاست اس مقام فیض انجام مین پای جاتی ہے ٭ کیسا ہی دلگرفتہ کیون نہو اید ہر روضہ شریف مین آیا او ہر غنچہ خاطر افسردہ کو شگفتہ پایا دنکو ضیا و نور شب کو روشنی کافور کا دفور اگرچہ ہر دم کیفیت اور بہار کا عالم رہتا ہے مگر دم سحر بیان سے باہر لطف نظر آتا ہے ادہر تو مرغان نواسنج کا درختونپر گرد و پیش روضے کے بلند کرحق شور۔ اودہر نقارخانہ پر نوبت کی ٹکور۔ نسیم سحر کا ناز و انداز سے خرامان چلنا شمعونکا جہلملا جہلملا کر جلنا قوالونکا بہیرویں گانا۔ صوفیان صاف دلکو وجد و حال آنا۔ ذاکران شب زندہ دار کا حجرونمین نعرہ اللہ ہو لگانا ایک جانب خانہ خدا مین واسطے ادا سے دوگانہ اوس یگانہ کے نمازیونکی کثرت ظہور نور کا وقت ہوا کا چلنا۔ پہولونکا کہلنا۔ غرض جو لطف اوسوقت حاصل ہوتا ہے اوسکا لکہنا عشر عشیر بہی محال ہے اس کیفیت کو جسنے بنظر حقیقت دیکہا ہے اوسنی لطف

اوٹھایا ہے

مسجد حضرت بی بی حافظ جمال

یہہ مسجد روضہ شریف کی دیوار سے ملحق سمت جنوب بہت تحفہ بنا ہوا ہے
اسکی جسقدر تعریف کیجاوی بجا ہے اور جتنی توصیف کیجئے روا ہے کیونکہ اسمین
حضور خواجہ غریب نواز کی صاحب زادی آسودہ ہین آپ کے اوصاف حمیدہ
حیطہ تحریر مین کب آسکتے ہین اور اس مختصر مین کہان سما سکتے ہین مگر کچہہ مجمل حال
اپکی پیدایش کا باب دوم کی فصل اول مین تبرکاً معرض تحریر مین ایا ہے
اگرچہ اسکی بنا کا حال کسی تواریخ مین نظر نہ آیا اور نہ کوئی کتبہ مسجد پر کندہ ہے جسکے
ذریعہ سے حال معلوم ہوتا مگر قیاساً یون معلوم ہوتا ہے کہ روضہ شریف حضرت
خواجہ بزرگ کے ساتہہ یہہ مسجد تعمیر ہوا ہے جسکی بنا کو ساڑہے تین سو سال کے
قریب عرصہ گذرا آپ کے مزار شریف پر سنگ مرمر کے تعویذ مین سنگ ابری
وطلائی وسنگ لہسنیہ فیروزہ وغیرہ پچیکاری مین جڑا ہوا ہے کمخاب نامی
مشجر کے قبر پوش کے اوپر پہولونکی چادر پڑی رہتی ہے یہہ مسجد چونہ اور سنگ سے
بنایا گیا ہے سر سے پیر تک وہ نفاست اور صفائی ہے کہ نظر لگجا نیکا گمان ہوتا ہے
دیوارون مین وہ تحفہ چونیکا صندلا ہے کہ آئینہ کیطرح منہہ دکہلائی دیتا ہے مسجد کا
دروازہ کمانیدار نہایت شاندار ہے اسکے سامنے جو چہوٹی قبرین ہین وہ آپکے
صاحبزادون کی ہین جو صغر سنی مین فوت ہوئے تہے جفت شرعی یعنے شوہر آپکے
حضرت شیخ رضی الدین جنکا مزار ناگور سے قریب ایک کوس کے کنارہ حوض
منڈہ سولا کے ہے ❊

مسجد حور النسا بیگم بنت شاہجہان

روضہ شریف کے غربی یہہ مسجد حور النسا بیگم بنت شاہجہان کا ہے جسکو پیانکی خادم

چمنی بیگم کے نام سے مشہور کرتے ہین ۞ توزک جہانگیری اور شاہجہان نامہ مین لکہا ہوا ہے کہ بروز چہارشنبہ اٹھتیوین ماہ جمادی الاول سن ہجری ایک ہزار پچیس مین حور النسا بیگم بنت شاہجہان نے وفات پائی پا انداز حضرت خواجہ بزرگوار مین روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئین نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ اس لڑکی کو بہت عزیز رکہتا تہا ۞ بہرحال ایک مختصر سا مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے کیواڑ اسکے سنگ مرمر کے تہے کہتے ہین کہ تعویذ قبر پر عقیق یمنی کے تختے بہت عمدہ بیش قیمت لگی ہوئی ہے عوام پیسے اور کوڑیان اندر اوسکے پہینکتے تہے بخیال ٹوٹ جانے لوح کے دروازہ مقبرہ کا تیغا کر دیا ہے جالیان بہی بند کرا دی ہین اسلئے اوسکی اصلی لطافت مین تفاوت ہو گیا ہے ۞

احاطہ نور

روضہ عالی کے غربی جنوبی سے قدرے حصہ شمالی تک یہہ محوطہ سنگ مرمر کا نہایت نادر بشکل بارہ دری ہے جسکے ہر در مین صفائی اور نزاکت خوشنمائی خوبی بہری ہے ساخت اسکی مثل عالم طلسمات جسکے روبرو نگارخانہ چینی مات ہر در مین سنگ مرمر کی جالی وضع کی نرالی دروازہ پر کلس سونیکے لگے ہوئے نقاشی سے سحرا بو پر لکہا ہے بنجران کہلے ہوئی شب ماہ مین سنگ مرمر کی سفیدی اور صفائی کے آگے چادر مہتاب میلی دکہائی دیتی ہے اور دن کو دہوپ بہروپ نظر آتی ہے فرش سنگ مرمر کا احاطہ کے اندر ایسا نفیس اور مصفا ہے کہ پاسے نظر تک اوسکی صفائی پر پہسلا جاتا ہے احاطہ مذکور کے دو دروازے ہین ایک جنوب رو اور دوسرا غرب رو دروازہ جنوبی بنام پا انداز دروازہ اور غرب رو بنام ملکی دروازہ کے مشہور ہے ۞

بیگمی دالان

گنبد شریف کے شرقی دروازہ سے ملحق یہہ دالان رفیع الشان جہان آرا بیگم بنت
شاہجہان بادشاہ نے سن ایک ہزار ترپن ہجری مین تعمیر کرایا چہت ستون
کٹہرے کنگورے سنگ مرمر کے اور فرش دالان سنگ افشان ابری اور طلائی کا
اسقدر پر تکلف اور شفاف ہے کہ بیان سے باہر ہر ایک در دالان کا اندر سے
مصفا باہر سے منور ستون نور کے سانچے مین ڈہلے ہوئی دیوار دن مین نقش و
نگار سے گلہائی بیخزان کہلی ہوئی ہر در مثل دلہائی اہل عرفان کشادہ قصر قیصر اور محل
فغفور سے خوبی مین زیادہ دن کا مجاور جاروب کش آفتاب درخشان شب کا
پاسبان ماہ تابان بچشم انجم نگران چہت مین تمامی کی چہت گیری لگی ہوئی
جسکے چارونطرف قریب قریب قمقمے چاندیکے لٹکے ہوئی عمدہ عمدہ خوشنما کتبے
جواہر رقم اور مرصع رقم کے ہاتہونکے لکہی ہوئی وسط کی محراب پر سنگ مرمر مین جواہر
گران بہا کی پچیکاری ہے یا قلم صنعت کی گلکاری ہے عوام الناس اوسکو
نورجہان بیگم کے گلے کی دہکدہکی کہتے ہین اسکے اندر ہیرے اور یاقوت جڑے
ہوئی ہین اگرچہ اتنی بڑی دہکدہکی شاہزادی موصوف کے گلے کی ہونا قیاس مین
نہین آتی مگر بہرحال اتبک موجود ہے ہوا بہی اسمقام دلکشا کی عنبر بیز مشک خیز ہے
کیونکہ روضہ شریف کے پہلو مین بسی ہوئی نسیم و صبا اسجگہ آتی ہے گلشن فردوس کا
لطف یاد دلاتی ہے چوڑان چکلان اونچان اسکی نہایت مناسب کنگورہ نہیر
خوبصورت خوبصورت سنہری کلس اور کلسیان آگے سرخ سایبان دالان کے
روبرو دور تک سنگ مرمر کا فرش کیا ہوا گرد اوسکے اوسی وضع کا سنگین
کٹہرا لگا ہوا صبح شام قوالان خوش الحان اسجگہہ گاتے ہین عارفونکو
وجد اور حال آتے ہین ہر جمعرات اور شروع چاندکی چہٹی تاریخ اس صحن سنگین
مین محفل سماع ہوا کرتی ہے مشائخین ہر تمکین آتے ہین قوال گاتے ہین علاوہ انکی

اکثر شہر کی خلقت حاضر ہوکر محفل کی کیفیت دیکھتی ہے چھہ ساعت شب تک
یہہ جلسہ قایم رہتا ہے وقت برخاست محفل کے قوال ملکر کڑکا جو عبارت راگ سے ہے
اور اوسمین تشریف آوری حضور خواجہ بندہ نواز و استیصال کفر کا مضمون ہے
گاتے ہین گویا زمانہ ماضی کو حال کر دکہاتے ہین بعد اختتام راگ مذکور کے
روضہ شریف کے دروازے معمور ہوجاتے ہین ۞ بانی تعمیر نواب علیہ العالیہ
جہان آرا بیگم کو حضرت خواجہ بزرگوار سے نہایت اعتقاد تہا اور بڑی قابل تہین
کتاب مونس الارواح کہ جسمین بیشتر ذکر خیر و برکت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا
مندرج ہے انہین کی تصنیف سے ہے چنانچہ کتاب موصوف کے آخر جو عبارت
خاص مصنفہ ممدوحہ نے اپنے ہاتہہ سے لکہی ہی یہہ ہے ۞ بعد از حمد خدای احد
صمد جل جلالہ و پس از درود رسول او محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میگوید فقیرہ حقیرہ جہان آرا
کہ چون از یاوری بخت و فیروزی طالع از دار الخلافہ اکبرآباد در خدمت والد بزرگوار خود
متوجہ خطہ پاک حضرت اجمیر بنیاد شدم از تاریخ نوزدہم ماہ شعبان المعظم سن یکہزار پنجاہ و سہ
ہجری تا تاریخ ہفتم ماہ رمضان المبارک کہ داخل عمارت کنار تال آنا ساگر گشتم ۞
موفق شدم برانمعنی کہ ہر روز در ہر منزل دو رکعت نماز نافلہ ادا میکردم و یکبار سورہ یسین
با فاتحہ از روی کمال اخلاص و عقیدہ تمندی خواندہ ثواب آنرا بروح پر فتوح مطہر منور
حضرت پیر دستگیر خواجہ معین الحق والدین رضی اللہ عنہ نیاز مینمودم چندروز کہ در عمارت
مذکورہ توقف واقع شد از نہایت ادب شبہا بر پلنگ نخوابیدم و بطرف روضہ
متبرکہ حضرت پیر دستگیر پا دراز نساختم بلکہ پشت بہ آنجانب نکردم و روزہا در زیر
درختان میگذرانیدم و ببرکت آنحضرت و اثر فیض این سرزمین جنت آئین جمعیتہا
روی میداد و یک شب سولو دیراغاسے فی خوبی کردم و در زینت و خدمت
روضہ انچہ از دست آمدہ و خواہد آمد تقصیر نکردہ ام و نخواہم کرد الحمد للہ و المنۃ ۞

وصد ہزاران ہزار شکر کہ روز پنجشنبہ چہاردہم رمضان المبارک سعادت زیارت مرقد منور
معطر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالی عنہ حاصل شد یک پہر روز ماندہ بروضہ مقدسہ
رفتم وداخل گنبد شریف شدہ ہفت مرتبہ گرد قبر پرنور پیر خود گشتم وبمژگان خود جاروب
کردم وخاک خوشبوے انجا را توتیاے چشم خود ساختم ودران وقت عجب حالتے
وذوقے باین فانیہ روداد کہ تحریر راست نمے آید از نہایت شوق سراسیمہ شدہ
بودم نمیدانستم کہ بگویم وچکنم القصہ عطر وچوہ اول بر قبر معطر معنبر آنحضرت بدست خود
مالیدم وچادر گل کہ بر سر خود برداشتہ آوردہ بودم بر بالاے قبر مبارک انداختم ودر مسجد
سنگ مرمر کہ بصرف دو لکھہ چہل ہزار روپیہ پدر بزرگوار حق شناس این فقیرہ راست کردہ اند
رفتہ نماز ادا کردہ وباز در گنبد مبارک نشستہ سورہ یسین وفاتحہ بر روح پر فتوح خواندم
وتا وقت نماز مغرب در آنجا بودم وشمعے بہ ارواح آنحضرت روشن کردہ روزہ را
باب چہالرہ افطار کردم عجب شامے دیدم آنجا کہ بہتر از صبح بود اگرچہ اخلاص ومحبت
ومہمت فانیہ تقاضاے این نمیکرد باین قسم جاے متبرک پر فیض گوشہ عافیت رفتہ
باز بخانہ بیاید اما چہ چارہ چہ رشتہ دیگر دم افگندہ دوست بہ میرو ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
اگر اختیار میداشتم ہمیشہ در روضہ آنحضرت کہ عجب گوشہ عافیت ہست ومن
عاشق گوشہ عافیت ہستم بسر میبردم وبسعادت طواف نیز مشرف میشدم
ناچار بچشم گریان ودل بریان بصد ہزار افسوس ازان درگاہ رخصت شدہ بخانہ آمدم
وتمام شب طرفہ بیقراری درمن بود وصباح آن روز جمعہ والد بزرگوارم کوچ کردہ متوجہ
اکبرآباد شدند ؂

کرناٹکی دالان

یہہ دالان سنگ مرمر کا روضہ شریف کے مقابل سمت جنوب نواب والاجاہ رئیس
کرناٹک نے جسکا خطاب شاہ عالم بادشاہ دہلی کا دیا ہوا امیر الہند تھا

۱۲۰۷ سن ہجری بارہ سو سات مین قادریار خان اور جعفر خان اور علی محمد خان کے اہتمام سے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما اور خوب خوش وضع اوسکی سبصر ونکو مرغوب سنگ مرمر کی صفائی کے آگے گوہر عرق شرم سے غرق آب عمارت تحفہ و لاجواب اکثر اوقات صبح شام اس دالان مین بیٹھ کر مطربان خوش نوا و پری خان مہ سیما حضور مین مجرا کیا کرتے ہین گل مراد سے دامن امید بھرتے ہین اس دالان کی بنا کو اٹھتر برس گذرے یہہ کتبہ اوسکی تاریخ کا محراب پر کندہ ہے

در حضور خواجہ ہر دو جہان ❊ آن معین الدین شہ شاہنشہان
چون امیر الہند کان عدل و داد ❊ بحر جود و آسمان اعتقاد ❊
یعنی آن نواب والا مرتبت ❊ نام والاجاہ عالیمنزلت ❊
کامران ملک کرناٹک بود ❊ بندۂ خاص خدا بیشک بود
از خلوص نیت و صدق عفیف ❊ بر نہادہ کرسی جاے لطیف ❊
تا بیاسایند مردم اندرین ❊ موجب برکات باشد بالیقین
گفت چون تعمیر والاجاہی است ❊ ہم بنایش موقف للّٰہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب ❊ وجد در خود کرد دل واکرد لب
سال تاریخش بجو در این دعا ❊ باد دایم قایم این فرخ بنا ❊
از جلوس شاہ پنج و سی طلب ❊ شد مرتب در مہ پاک رجب

باہتمام آن فدویان والاجاہی محمد جعفر خان و قادریار خان و علی محمد خان حصول سعادت نمودم ❊ قریب اس دالان کے سمت شرق جو پانی کی سبیل ہے اوسکو بھی نواب مذکور کی تعمیرات سے مشہور کرتے ہین اسی دالان کے مقابل پایان روضہ شریف دروازہ جنوبی کے پہلو سے ملحق دو محوطے سنگ مرمر کے ہین اوسکے اندر حضرت معین الدین خورد اور شیخ بایزید اور حضرت قیام الدین بابر بال

اور شیخ بدہ مخاطب بہ سید الملک نبیرہ گان حضرت خواجہ بزرگ آسودہ ہین ؀

مقبرہ شاہ قلیخان

یہہ مقبرہ محمد تقی بخشی سے ہے جسکا خطاب شاہ قلیخان اور منصب تین ہزار پانصدی عہد اکبر مین ممتاز تہا اپنی حیات مین تعمیر کرایا تہا مگر اسمین اوسکو دفن ہونا نصیب نہوا منتخب التواریخ مین درج ہے کہ سن ہجری ایک ہزار آٹہہ مین شاہ قلیخان نے آگرہ مین وفات پائی عہد اکبر بادشاہ مین یہہ شخص اجمیر کا صوبہ دار تہا شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر سمت شرق لب تُرک ایک باغ اتبک شاہ قلیخانکا یادگار ہے جسکو یہانکے لوگ میر شاہ علی کہتے ہین الغرض اس مقبرہ کو بنے ہوئے کچہہ کم تین سو سال گذرے فرش ستون و در و دیوار سنگ مرمر کی ہین گنبد لداؤ ہے قبرونکی تعویذ سنگ ابری طلائی سے بنائے گئے ہین مقبرہ کے صحن مین بہی دو رنگ سنگ مرمر کا فرش اور اسی قسم کے پتہر کا کٹہرا لگا ہوا ہے ؀

صندلخانہ

اصل مین یہہ مسجد سن ہجری اٹہہ سو اٹہتہ مین سلطان محمود خلجی نے بنائی اگرچہ یہانکے لوگ اسکو نورالدین جہانگیر بادشاہ کی مسجد کہتے ہین مگر کسی تواریخ سے ثابت نہین اور سلطان محمود خلجی کا بنوانا کتب تواریخ سے ثابت ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ مین مندرج ہے کہ سن اٹہہ سو اٹہتہ ہجری مین اتفاقاً اون لوگونکی عرضداشت جو کہ طرف ہاڑوتی کے متعین تہے اس مضمون سے آئی کہ آفتاب اسلام کا ممالک ہندوستان مین افق اجمیر سے طلوع ہوا اور خواجہ بزرگوار بہی اوسی بقعہ شریف مین آسودہ ہین لیکن چونکہ متصرف ہندو نکا ہے اسلام اور مسلمانی کا نشان باقی نہین رہا یہہ عرض سنتے ہی اوسی دن سلطان محمود خلجی نے اجمیر کو کوچ کیا اور متواتر کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار سے مدد چاہی

سورچال قایم ہوئے اور گجادہر سردار اہل قلعہ نے جو رانا کمبھا کیطرف سے قلعدار تھا
مع فوج راجپوتون کے قلعہ نشین ہوکر جنگ کی پانچوین روز گجادہر قلعدار سردار قوم
راجپوت نامی نامی دلاور اور راجپوت کی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلکر مقابل فوج
شاہی ہوا مگر بہادران لشکر اسلام جو کارنامہ رستم و اسفندیار کو بقید رہاتے تہے
اونکو حملہ ہاء متواتر سے برکوچہ و بازار مین فوج راجپوت کے کشتونکے پشتے نظر آتے
تہے آخر گجادہر لڑائی مین مارا گیا اور جماعت لشکر شاہی کی تعاقب لشکر مغلوب
اور مفرور کا کرتی ہوئی مظفر و منصور قلعہ پر چڑہ گئی اور قلعہ پر قبضہ کرلیا تب سلطان
شکر الہی اس فتح کا بجالایا اور طواف مزار حضرت خواجہ بزرگوار کا کرکے فقرا و
مستحقین درگاہ شریف کو مالامال اور بہال کردیا اور یہہ مسجد بنائی خواجہ نعمت اللہ کو
سیف خانکا خطاب دیکر اجمیر کا حاکم کیا اور تواریخ شہر من صاحب سے ایسا
دریافت ہوتا ہے کہ ۸۶۱ھ مین سلطان محمود نے اپنے بیٹے کو حاکم اجمیر کا
مقرر کیا تھا الغرض یہہ مسجد عالی روضہ شریف کے شمالی دیوار سے ملحق ہے دیوارین
اسکی خشتی اور سقف سنگین فرش سنگ مرمر کا اندر باہر مسجد کے ہے اب
اس مقام فیض انجام مین صندل گہسا جاتا ہے اسی وجہ سے بنام صندلخانہ کے
مشہور ہے سبحان اللہ اس جاء پاک کی ہوا کیسی خوشبودار ہوتی ہے
کہ اگر ایک لحظہ انسان وہان ٹہیر جائے سے معطر ہوجاوے اور یہہ وہ مقام متبرک ہے
جہان حضور خواجہ غریب نواز عبادت مولی مین مشغول رہتے تھے اب تک نشان
حجرہ شریف پہلوئی مسجد مین عیان ہین

چلہ حضرت شیخ فریدالدین رح

عقب مسجد سلطان محمود خلجی کے یہہ مقام زبدہ کاملین حضرت شیخ فریدالدین شکربار کی

چلہ کشتی کا ہے جنکی درگاہ شہر پٹن مین ہے مشہور ہے کہ آپ کی نگاہ کی تاثیر سے خاک کے تودے کے تودے شکر ہوگئے تہے اس سبب سے لقب آپکا شکر گنج ہوا الغرض دور تک چلے مین بطور تہخانہ کے درجے بنے ہوئی ہین بعض بعض واقف کارونکا یہہ بیان ہے کہ حضرت خواجہ کا مزار خام جو زیر گنبد ہے اوسکا یہہ ہی راستہ تہا مگر اب مدت دراز سے راستہ بند کردیا گیا ہے اس چلہ کا دروازہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے سال مین ایک بار پانچوین تاریخ ماہ محرم کو کہولا جاتا ہے مگر جو کوئی وارد صادر سے دیکہنے کا شایق ہوتا ہے اپنے فایدہ کے لئے خادم لوگ قفل کہولکر دکہلا بہی دیتے ہین چلہ کے متصل یعنے سلطان محمود خلجی کے شمالی دیوار سے ملحق حضرت شیخ بایزید خورد جنکا اسم مبارک رفیع الدین اور بایزید خورد بہ نسبت اپنے جد حقیقی تاج الدین بایزید بزرگ کے کہتے تہے آسودہ ہین قریب آپکی قبر کی آپ کی والدہ اور آپ کی بی بی کے مزار ہین اونپر چنبیلی کی درخت چہائے ہوئے ہین سبز سبز پتون مین سفید سفید پہول کثرت سے کہلے ہوئے طرفہ بہار دکہلاتے ہین گویا جنتی قبرپوش رضوان نے لاکر چڑہایا ہے یا صانع عالم نے اپنی صنعت کاملہ سے ایک پہولونکا گنبد بنادیا ہے ظہور رحمت حق عیان ہے کہ بزرگونکے مزارونپر پہولونکا سائبان ہے اگرچہ عوام ان مزارونکو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ازواج مطہرات کے بیان کرتے ہین مگر تحقیقات سے یہہ امر خلاف پایا گیا آپکے ازواج مطہرات روضہ شریف کے حجرون مین مدفون ہین ؞

شاہجہانی مسجد جامع

یہہ مسجد اعلیٰ روضہ شریف کی غربی بنی ہوئی ہے وجہ بنوانے مسجد کی یہہ تہی کہ قبل از جلوس بعد فتح ملک رانا کے شاہجہان کو اتفاق اجمیر مین آنیکا ہوا

زیارت خواجہ بزرگ سے مستفید ہوکر دل مین عہد کیا کہ ایک مسجد وسیع و رفیع
اس مقام پر تعمیر کیجیے الغرض جس وقت کہ سلطان مذکور بلدہ لاہور مین سریر
سلطنت پر بیٹھا اس مسجد کے تعمیر کا حکم دیا صاحب مرات الاسرار عبدالرحمان چشتی
لکھتے ہین کہ مدت چودہ برس مین یہہ مسجد تعمیر کی گئی ہے ؛ شاید کسی باعث سے
بنیاد مسجد کے شروع ہونیکے بعد کار تعمیر ملتوی رہا ہو تو کیا عجب ہے ورنہ
چودہ سال بہت ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھہ چالیس ہزار
روپیئے صرف کر کر شاہجہان نے اس مسجد کو بنوایا طول اسکا ستانوے گز
شرعی اور عرض مسجد ۱۷ گز اور صحن مسجد ننانوے گز شرعی ہے ؛ اور گز شرعی آدم
ستادی الخلقت کے چوبیس انگشت ہوتا ہے مسجد موصوف کے صحن مین پانچ
دروازے ہین ایک جنوب رو اور دوسرا دروازہ شمال رو باقی تین دروازے
شرق رو کسی شاعر نے یہہ تاریخ تعمیر مسجد کی کہی ہے ؛ قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہجہان
اور ہیدل خان طالب کلیم نے تاریخ اتمام تعمیر مسجد مین ایک قصیدہ بڑی
دہوم دہام کا کہا ہے یہہ چند اشعار اوسکے لکھے جاتے ہین ؛ وہو ہذا

دادہ مین حرمت اجمیر را فیض قدم ؛ سرنوشت ساکنانش نیست جز خط امان
زین محل فیض ہر حاجت کہ میخواہی بخواہ ؛ میتوان صد دستہ گل بست از یک گلستان
مسجدے کان کعبہ ثانیست تاریخش بود ؛ کعبہ حاجات دنیا مسجد شاہجہان

اگرچہ ہو بہو مسجد کی تعریف لکھنے مجھہ جیسی ناچیز کی لاعلمی پر دال اور قوت ناطقہ سے
ادا ہونا اک امر محال ہے مگر تبرکاً و تیمناً اپنی سعادت جانکر نوک قلم سے
کارمانی و بہزاد لیتا ہون اور تیشہ فرہاد فکر سے شیرین بنیاد فرخندہ نہاد کا نقشہ
تراشتا ہون واضح ہو کہ یہہ مسجد اعلی افضل المساجد ہندوستان ہے اگرچہ
اور مسجدونکی تعمیر مین زر خطیر خرچ ہوا ہے مگر یہہ لطافت نفاست ملاحت صباحت

اون مین کہان ہے عجب پرفضا اور دلکشا تعمیر وسعت رفعت مین بے نظیر فرش و صحن
در و دیوار چہت ستون مینار سنگ مرمر کے اسقدر پر صفا کہ تماشائے ظہور صبح و کافور
اون کی تیزی صفا کے آگے ٹھنڈا اونکی آب و تاب چمک دمک اگر سیماب
دیکھے پارہ پارہ ہو جائے ہیرا دیکھے تو زہر کہا کر مر جاوے مسقف پر گنبد زرنگار نثار
محرابون پر عجیب و غریب بہار جنکے خم دم کے روبرو خم ابروے معشوقان رنگین ادا
نے آبرو قوس فلک آسمان پر اسی سبب سے پوشیدہ ہے کہ اونکے روبرو
ایک زال کہن سال پشت خمیدہ ہے ستون ایسے کہ شمع کا نور اونکے مقابلہ
مین بے نور اور سرو چمن اونکی سہی قدی کا شہرہ سنکر جکنا چور فرش پر وہ آب و تاب
کہ گوہر دریا سے خجالت مین غرق آب فرش سے تا بہ عرش لاجواب کرسی پر کرسی سیڑہیان
زینونکا قرینہ ہی نیا ہر ایک زینہ لطافت بہرا ہے یا دریاے صباحت کی لہر یہ کہرا ہے
سنگ تراشان اذری پیشہ نے تیشہ جادو تراش سے عجیب و غریب
سنگ مرمر کو تراشا ہے گویا روضہ رضوان کا نمونہ زمین پر بنا دیا ہے بیدبر نظر جاوے
چسپیدگی سے وہین رہجاوے نور کا عالم نظر مین سماوے انتہائی فرش پر
کہمبے کے قریب مولسریونکے درخت سبز تخت اپہین سے ملے ہوے کثرت سے
پہول اونمین کہلے ہوئی جنکی لپٹ دماغ جان کو مہکاتی ہے مست خوشبو ایسی
کہ مشک اذفر کے دہوئین اوڑاتی ہے سنگ مرمر کی پٹریون پر سنگ موسی کی
پچیکاری مین حرفون کی وہ شان کہ آنکہونکی سیاہی سفیدی اونپر قربان وسط
کی محراب مین کلمہ طیبہ بقلم جلی آب زر سے لکہا ہوا ہے ؛ اسی کلمہ او محراب
ماہ رجب سن بارہ سو اکیانوے ہجری مین وقت زیارت تبرکات نبوی صلعم آمد
دہلی کے منجانب اللہ آب خنک روز روشن مین دیر تک جاری رہا اور
عام خلقت نے اوسکو تبرک کا لیا ؛ باہر کی محرابون پر نود و نہ ۹۹ نام باریتعالی اور بہ کشیدہ کندہ

شنیدم ز خاصان فرخنده فال — که پیش جلوس ابد اتصال
شهنشاه دین پرور دین پناه — فلک قدر شاهجهان بادشاه
پناه امم صاحب تخت و تاج — که دارد شریعت بعهدش رواج
پس از فتح رانا بعبد غرو جاه — بدولت در اجمیر زد بارگاه
بطوف مزار حقایق شعار — معین جهان خواجهٔ روزگار
حقایق پناه معارف ماب — که وادش فلک قطب عالم خطاب
در آن روضه پاک مسجد نبود — دلش را تمنای مسجد فزود
خداوند را با خدا شد قرار — که ماند از و مسجدی یادگار
بسی بر نیامد ز دور فلک — که آن قبله گاه ملوک و ملک
چو بنشسته بر تخت شاهنشهی — ز لطف الهی بفرماندهی
کمر بست چست و قدم برکشاد — نه از راه رسم از ره اعتقاد
بتوفیق حق گشت کارش تمام — بنا کرد این مسجد و شد تمام
زهی مسجد بادشاه جهان — که دارد ز بیت المقدس نشان
خوشا قدر این خانه کز احترام — بود ثانی اثنین بیت الحرام
مقدس حریمی چو قدس خلیل — بوصفش زبان وقف ذکر جمیل
شمارند با کعبه اش توامان — که دیدست مسجد باین فرو شان
کشد دسته مژگان خود آفتاب — که جاروب کش باید اینجا خطاب
نمایان در و کعبه وقت نماز — ز محراب در بر حرم کرده باز
بفرششش گذاری چو روی امید — شود نامه چون سنگ مرمر سفید
طلبگار حاجات دل بسته اش — بهار مناجات گلدسته اش
چو شاه جهان در محل نماز — بمحرابش آورد روی نیاز

بتوفیق محراب کرد از دو سو — بیک قبلہ پشت و بیک قبلہ رو

بہا نزاد دو چشمند مردم نشین — یکے خانہ کعبہ و دیگر این

نشستہ بمسجد شہنشاہ دین — بود کعبہ پیوستہ مسجد نشین

اجابت زند بر عبادت نیاز — خوشش آنکس کہ آنجا گذارد نماز

توان کرد در منبرش جان سپند — کزان نام شاہجہان شد بلند

بتکلیف مردم برائے نماز — درش چون در توبہ پیوستہ باز

بود خطبہ شاہ تا در خورش — ز بال ملایک سزد منبرش

لب حوضش از آب زمزم پرست — ز محراب با کعبہ در بر درست

زلالش ز ہر موجہ بید بیغ — بقطع تعلق کشیدست تیغ

ز سنگش چنان کارپرداز رنگ — کہ گوئی بنا شد ز یکپارہ سنگ

بفرمودہ سایہ کردگار — چو کرد این بنا را قضا استوار

نوشتند تاریخش اہل یقین — بنائے شہنشاہ روئے زمین — سنہ ۱۰۴۷

مسجد کے پہلو مین جانب جنوب ایک جھیل گہری جو جھالرہ کے نام سے معروف ہے شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے تاکہ بمنزل حوض مسجد کے ہو پہلے اسطرف ہوکر نالہ گڈہ بیٹہلی موسم بارش مین بہتا تہا آگے جاکر یہی نالہ زمانہ گذشتہ مین بنام ابو ندی مشہور تہا جب اکبر بادشاہ نے فصیل شہر کی جسکا ذکر اوسکے موقعہ پر بیان ہوا ہے بنوائی تو اس نالہ کو بازار پیشی درگاہ کی جانب کاٹ دیا اور بند اوسکا بند ہوایا اور شاہ قلیخان نے جو اکبر کے امیرون مین سے تہا دوسری جانب بند کے منہہ پر اپنا مقبرہ بقید حیات تعمیر کرایا جس سبب سے عمدہ تدبیر آسایش خلق خدا کی ہوگئی ہزارہا آدمی اسکا پانی پیتے ہین عمق بہی اسقدر ہے کہ تہ سے پانی اوبلتا

اکثر لوگون سنے دیکہا ہے کہ خشک سالی مین جسوقت صرف ایک مقام پر تہوڑا سا پانی تہا اُوسوقت لوگ کٹوروں سے بہرتے تہے تب بہی تمام شہر کے آدمی اسیطرح پانی لیجاتے تہے اور دیگین کلان درگاہ شریف کی اوسمین پکائی گئین الغرض جب کسی سال بارش بکثرت ہوتی ہے اوسوقت یہہ ہونس لبریز ہوجاتا ہے مہرین چلتی ہین ایک بدررو آستانہ مین سے ہوتی ہوئی عین بازار مین جانکلی ہے اور دوسری درگاہ مین سے گذرتی ہوئی سمت شرق چلیگئی ہے اون دنون عجب بہار اسجگہ ہوتی ہے پانی کا روش مستانہ سے روان ہونا ریلوںکا حوض مین تیرتے پہرنا عوام کا حضرت خواجہ خضر کے نامکی ناوین چہوڑنا اور کشتیونپر چراغونکی روشنی سے آگ پانی کا یکجا معلوم ہونا عجب کیفیت دکہاتا ہے اس جہالرہ کے جنوبی طرفسی نقشہ درگاہ شریف کہینچا گیا ہے جو شمالی جہالرہ کے واقع ہے اسمین وہ تعمیرات نظر آتی ہین جو درگاہ شریف کے درجہ اول مین اور اوس سے ملحق ہین ✤

چار یار

جامع مسجد کی غربی یہہ مقام چار یار کے نام سے مشہور ہے اس احاطہ کے اندر مزارات حسلی کثرت سے ہین مگر چار مقبرے چار دیواریکے اندر اون بزرگوار ونکے جو حضور خواجہ بزرگ کے ہمراہ آئے تہے بنے ہوئے ہین علاوہ انکے بڑے بڑے مردان خدا کا مسکن ہے گویا یہہ ٹکڑا بہی عندلیبان گلشن قدس کا نشیمن ہے حضرت مولانا شمس الدین صاحب رح کے مزار کے گرد چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت پاکیزہ اور خوش نما بنا ہوا ہے عجب دلچسپ مقام ہے کہ آدمی اوسجگہ پر کبہی اوداس نہو ہرچند کوئی اوسکے پاس ہو

اولیا مسجد

نقشۂ درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
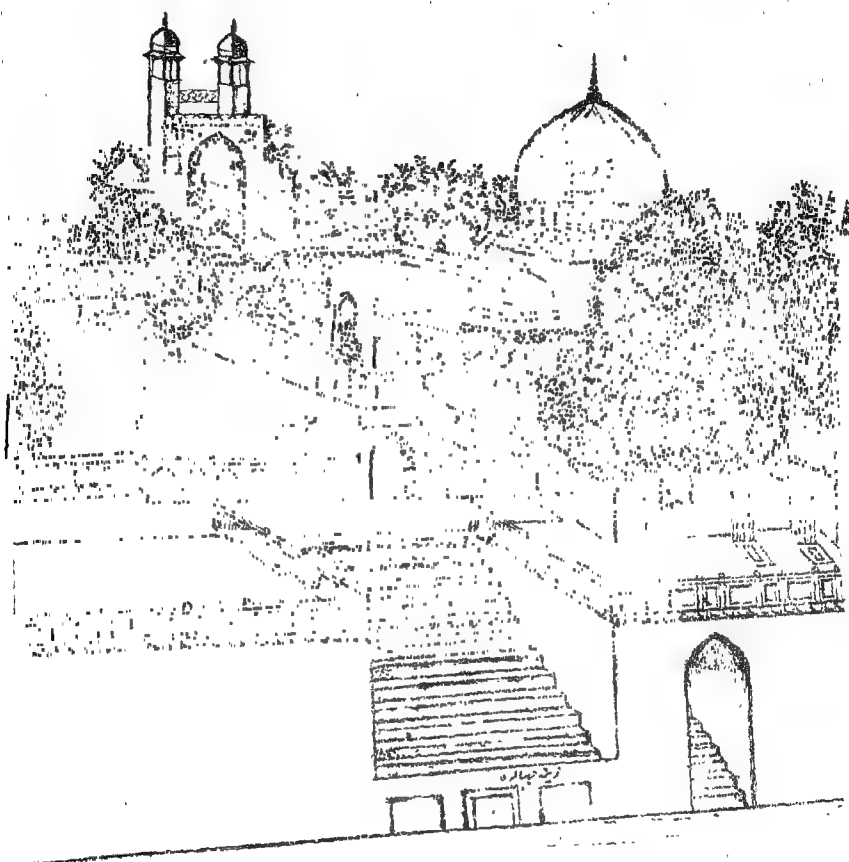
جہالرہ

مطبوعہ مطبع آفتاب جہانتاب

اجمیر شریف باہتمام محمد اکبر جہان چشتی طبع شد
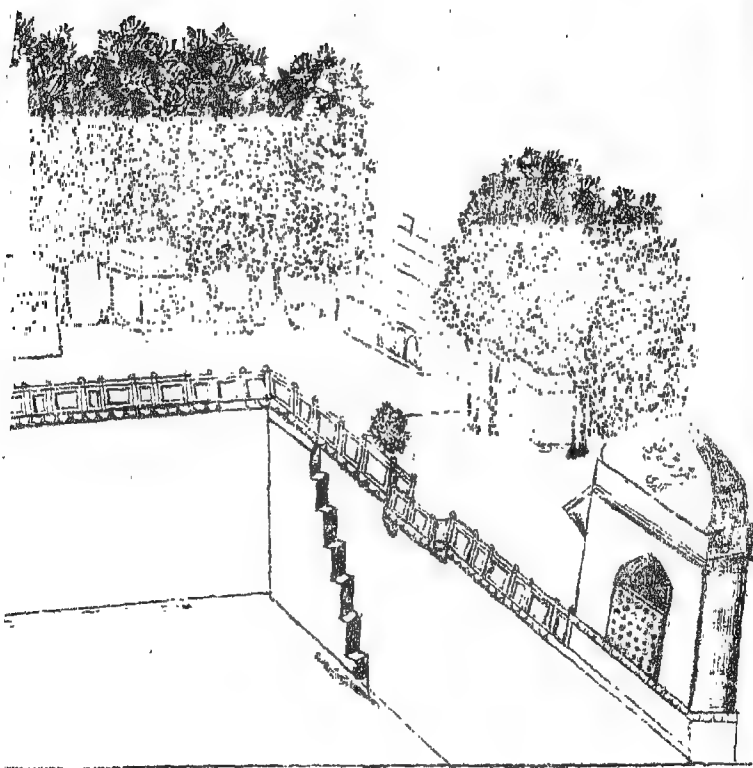
یہہ مسجد قلندری سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے دور تک گرد اسکے سنگ مرمر کا فرش مصفا بنا ہوا ہے مسجد کے شرقی اور شمالی والا ہناے دلکش اور حجرہ ہائے فرحت بخش بنے ہوئے ہین اولیا مسجد اسکا اسواسطہ نام مقرر ہوا کہ حضرت خواجہ غریب نواز اسی مقام متبرک پر نماز پڑہا کرتے تہے بعضونکا یہہ قول ہے کہ اسمقام پر راے پتہورا کا شترخانہ تہا مگر کتاب مونس الارواح مین لکہا ہے کہ یہان شادی جن کا تبخانہ تہا پس تبخانے سے شترخانہ کا کیا علاقہ چنانچہ اس تبخانے کا بیان چوتہے باب کی تیسری فصل مین رقم ہوا ہے ؁

سید نظام کا مزار

اولیا مسجد کے متصل نظام سقے کی قبر نہایت خوش قطع بنی ہوئی ہے سنگ مرمر کے چبوترہ کے گرد جالیدار کٹہرا ہے اور وسط چبوترہ کے تعویذ مزار پر سبت مین گل بوٹے بیل پتے کندہ ہین اونمین عمدہ قسم کے پتہرون کی پچیکاری کی ہوئی تہی مگر لوگ سب اکہاڑ کر لیگئے زمانہ سلطنت شاہان مغلیہ مین اس مزار پر زرین شامیانہ نقرہ استادون پر کہنچا رہتا تہا جب عالمگیر بادشاہ اجمیر شریف مین آیا اور درگاہ معلی مین حاضر ہوا بسبب عدم تعرف کے مرقد مطہر حضرت خواجہ بزرگوار کا سید نظام کی قبر پر دہوکا ہوا اتنے مین لوگون نے عرض کی کہ حضور میان نظام سقے کی یہی قبر ہے اوسوقت بادشاہ موصوف نے کہا کہ چراغ پیش آفتاب بے نور دارد اور وہ سب آرایش جو قبر پر تہی لٹوادی یہہ وہ نظام ہے کہ جسوقت نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ نے معہ فوج کے گہوڑیکو گنگا مین ڈالا تہا اور اوسوقت بسبب برسات کے دریا مذکور نہایت جوش وخروش پر تہا بادشاہ کی سواری کا گہوڑا ڈوب گیا اور ہمایون غوطے کہانے لگا اوسوقت نظام نے

چو مشک پر سوار تہا بادشاہ کو ڈوبتے دیکہہ کر ہاتہہ پکڑ لیا اور دریا کے پار بسلامتی
اوتار دیا ہمایون نے نام دریافت کیا جواب دیا کہ بندے کو نظام سقہ کہتے ہین
ہمایون نے تفاؤل نیک جانا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی ہمارا کام نظام پکڑیگا
اور بہی اوس سے فرمایا کہ جو کچہہ خواہش ہو بیان کر جواب دیا کہ جسوقت
حضور آگرہ مین پہونچین آدہے روز تخت سلطنت پر جلوس کرنیکی آرزو رکہتا ہون
بادشاہ نے منظور کیا آگرہ پہونچکر شہنشاہ تاج بخش نے میان نظام کو سلطان
فیروز بنا دیا ارکین سلطنت بموجب حکم ہمایون کے مطیع فرمان ہوے جو حکم دیا
فوراً اسکی تعمیل ہوئی اسکے عہد سلطنت کی یہہ بات آجتک مشہور و معروف ہے
کہ چام کے دام چلائی تہے بعد مرنیکے یہان دفن ہوا کیونکہ بہشتی بندہ تہا
جسقدر تعمیرات کا بیان یہان تک راقم نے لکہا ہے یہہ کل تعمیرین روضہ
منورہ کے پورب پچہم اوتر دکہن مین ہین سب کی سب دلچسپ اور قابل دید
اگرچہ اس صحن مین کثرت سے امرا و صلحا کے مزارات بنے ہوے ہین مگر
منجملہ اونکے کہڑکی کے پاس روضہ شریف کے شرقی شیخ میر امرای نامی و گرامی رفیقان
دارا شکوہ سے تہے اور سن ایک ہزار اونہتر ہجری مین مقابلہ فوج عالمگیر
قلعہ تاراگڈہ پر قتل ہوئی تہے دفن ہین متصل انکی قبر کے شاہ نواز خان عالمگیری
جو بڑا بہادر اور نامی دلاور تہا اور اسی محاربہ مین دارا شکوہ کی فوج کے ہاتہہ سے
قتل ہوا تہا مدفون ہے ان دونون نعشونکو نہایت اعزاز و احترام سے
عالمگیر نے دفن کرایا ان قبرونپر کندہ کاری کا کام بہت باریک کیا ہوا ہے
قریب انکے ملو خان کے باپ کی قبر تہی مگر جب اوسکے بیٹے ملو اقبال خان نے
جو سلطان محمود خلجی کیطرف سے پہلے تو اجمیر کا حاکم تہا اور بعد فوت سلطان
خود بادشاہ ہوگیا اور علما راجمیر پر ظلم کرنیلگا یہانتک کہ قاضی اور سب علماؤنکو

پہلے تو بجرم قید کردیا اور چند روز سے قید خانہ مین رکہکر قتل کروا ڈالا جب یہہ خبر سلطان
غیاث الدین کو پہونچی شیر خان چندیری وال اور محمد خان ناگوری کو حکم دیا
اور باتفاق ہمدیگر کے دونون نے ملو اقبال خانکو اجمیر مین شکست دی
اور اسکے باپ ملوخان کی قبر کو کہدوا کر ہڈیان اوسکی باہر پہکوائی گئین ایک
اوسکا تعویذ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا ہے چہتری دروازہ کے قریب میرزایان
سندہورے کے مزار ہین جو مادہوجی سیندہیہ اور دولت راو سیندہیہ کیطرف سے اجمیر کے
حاکم رہے ہین چنانچہ میرزا عادل بیگ جو ایک نامی امیر تہے اٹہارہوین
شوال سن گیارہ سو بیاسی ہجری مین فوت ہوئی یہہ تاریخ اونکی وفات کی لوح مزار پر کندہ ہے
تسع عشرین ز شوال در آن دم بودہ ٭ واصل رحمت حق گشت بفضل آمودہ
ہاتف غیب ز تاریخ چنین فرمودہ ٭ میرزا عادل با عدل بخلد آسودہ
اس صحن مین جو روضہ شریف کے شرقی حصہ مین ہے سوا سے اور قسم کے درختونکے
برنے کا درخت بڑا پرانا ہے اسیواسطے ایک ستون سنگ جو کسی بتخانہ کا
معلوم ہوتا ہے اور غالبًا اسی بتخانہ کا ہو جسکو توڑکر یہہ درگاہ اوپر اوسکے
بنائی گئی ہے درخت کے پہلو مین لگا دیا گیا ہے عوام لوگ اسکے تہانولے مین
دودہ ڈالتے ہین اور یہہ نقل مشہور ہے کہ اجیپال جوگی جو راے پتہورا کا
گرو تہا اوسنے زور سحر سے مار خونخوار کو حضرت خواجہ بزرگ وار پر پہینکا تہا
آپنے اوسکو مار کر یہان گڑوا دیا تہا بعد چند روز کے جس مقام پر کہ سانپ کو گاڑ دیا تہا
یہہ درخت پیدا ہوا تاثیر اسکی یہہ ہے کہ جس کسیکو سانپ کاٹ کہاوے
اوسکے پتونکو پیس کر پلا دینا فورًا اثر سم کو زایل کردیتا ہے یہہ روایت کتاب
مونس الارواح مین بہی لکہی ہوئی ہے پنجشنبہ کو شہر کے آدمی اکثر یہان
جمع ہوتے ہین کسبیان بہی شہر کی جاتین ہین الا سرکار انگریزی کی سلطنت

پہلے اژدحام خلایق کا بکثرت ہوتا تہا اب بہی تہوڑا بہت مجمع ہو رہتا ہے
مرہٹہ کی عملداری ہی مین طوایفونکو حکم تہا کہ جمعرات کے دن درگاہ کے مجرے کو
ناغہ نکرین پہر کیا تاب طاقت تہی کہ گہر مین بیٹہہ رہین اب جسکا جی چاہا گہی
اور جسکا جی نہ چاہا نہ گئی مگر سو پچاس خادم ہروقت جمع رہتے ہین انہین لوگو نکا
چوکی پہرا رہتا ہے اور کل سامان درگاہ انہین کی تحویل مین وارد و صادر کو بہی
لوگ زیارت کراتے ہین روپئے پیسے کوڑیان اشرفیان زیارت کرنیوالونسے
پاتے ہین اکثر از او منش فقرا صلحا اس لحاظ سے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی
قدس سرہ یہان آسودہ ہین اپنا وطن چہوڑ دنیا و دون سے ناتہ اوٹہا حق سے
لو لگا یہین رہنا اختیار کرتے ہین علاوہ انکے مولوی حفاظ بہی واسطے تعلیم
وتلقین طلبا کے مقرر ہین تنخواہ اونکی سرکار درگاہ سے ملتی ہے چنانچہ بائیس ۲۲
گانون مصارف درگاہ کے لئے زمانہ سلاطین مسلمین سے نذر ہین
آمدنی سالیانہ ان دیہات کی تخمیناً چالیس ہزار روپئے ہین ؛

درجہ دوم درگاہ شریف

یہہ دوسرا درجہ روضہ شریف کے سمت شمال واقع ہے جسقدر وسعت درجہ
اول کی ہے اتنا ہی یہہ درجہ بہی فراخ ہے مگر بہ نسبت درجہ اول کے
تعمیرات اسمین کمتر ہین بہرحال جسقدر موجود ہین اونکا ذکر ہم بہمت شامل ہے
کرتے ہین ؛

بلند دروازہ

افضل العمارت اس درجے کی بلند دروازہ ہے جسکو سلطان محمود خلجی نے

اپنی نیک نیتی سے بنایا وجہ بادشاہ مذکور کے آنیکی راقم لکھہ چکا ہے یہہ دروازہ
شاندار سنگ سرخ سے بنایا گیا ہے اسکی بنا کو کچھہ اوپر سواچار سو برس گذرے
فرش سے چھتریون تک ایکسو چھتیر فٹ بلندی رکھتا ہے ایسا دروازہ تین اور سنگین
اس صوبہ مین سواے تعمیرات اجمیر شریف کے جنکا حال عنقریب بیان ہوگا دوسرا
نہین ہے اسکے نیچے کھڑے ہوکر اگر کوئی آدمی بلندی پر نظر کرے تو اوسکو اپنی پگڑی
اور ٹوپی تہام کر دیکھنا پڑے اور اگر دروازہ پر چڑہ جاوے تو نیچے کے آدمی
چھوٹے چھوٹے نظر آوین فرش سنگ مرمر کا اندر باہر دروازے کے
نہایت ستہرا سنگ موسی کی پٹرین اور خانہ بندی سے طرز نو پیدا ہے
دونو طرف قرینے سے مصفا محراب کے اندر قمقمہ طلائی اور ہر چھوٹے پر سنہری گلکش نقش نما
معلوم ہوتے ہین اگرچہ عوام اس دروازہ کو اکبر شاہ کا تعمیر کرایا ہوا کہتے ہین اور کاخ دلکشا
اسکی تاریخ بتاتے ہین محض غلط چنانچہ جس دروازہ کے تاریخ کاخ دلکشا ہے
وہ اور ہے ذکر اوسکا باب سیوم کی تیسری فصل مین مفصل لکھا گیا ہے قصہ مختصر
یہہ دروازہ دس چھتریونکا بھی کہلاتا ہے تین تین چھتریان تو شمالی درجہ بدرجہ دروازہ سے
ملحق اور دو چھتریان دروازہ کے اوپر اور دو چھتریان جنوبی پہلو مین مگر شمالی چھتریان اس دروازہ سے
پہلے کی تعمیر معلوم ہوتی ہین کسلئے کہ یہہ عمارت قدیم جینیونکی مندر سے نہایت
مشابہ ہے ہر ایک منزل کے ستونون پر جین مذہب کی مورتین سنگ کی ہوئی ہین موجود ہین
غالبا یہہ درجا قدیم تبخانے کا ہے بلکہ اوسکے صحن جنوبی مین چارونطرف قطار در قطار
مکانات قدیم کے آثار موجود ہین اور فرش کے نیچے بھی تہخانہ کے طور پر ایک درجہ
بنا ہوا ہے عہد سلطان اسلام مین دروازہ قدیم جو بطور جینیے کے تہا توڑ واکر
یہہ بلند دروازہ محراب دار بنایا گیا اگرچہ بذریعہ کتب تواریخ مین نظر نہ آیا
مگر غالبا قریب ایک لاکھہ روپیہ کے اسکی لاگت مین صرف ہوا ہو ؛

دیگ کلان

بلند دروازہ کے متصل سمت جنوب دیگ کلان اتنی بڑی ہے کہ شاید نظیر اسکی
اور کسی مقام پر نہو وجہ اسکی بنا کی یہہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ نے جب سن
ہجری نوسو چہتر مین چیتوڑ گڈہ کو فتح کیا قبل از تسخیر قلعہ کے یہہ عہد کیا تہا کہ بعد فتحیاب
ہونیکی پیادہ پا اجمیر شریف کو واسطے زیارت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کے
کہ اجمیر مین نور گستر ہین جاونگا اور دیگ کلان بنواکر آستانہ عالی مین چڑہاونگا
چنانچہ بعد فتحیابی کے قلعہ چیتوڑ گڈہ سے واسطے ایفا نذر کے نہایت عقیدت سے
لشکر ظفر پیکر تک پیادہ پا آیا شنبہ کے روز تاریخ انتیسوین شعبان سن مذکور کو
فوج کا کوچ ہوا بادشاہ نے پیادہ روی اختیار کی اور حکم دیا کہ لشکر کے لوگ سوار ہوین
اسی طرح منزل بمنزل شدت حرارت ہوا اور طپش ریگ بیابان مین قدم شوق سے
راہ قطع کرتا تاریخ ہفتم رمضان المبارک روز یکشنبہ کو اجمیر مین داخل ہوکر بدستور معہود
متوجہ زیارت ہوا اور دیگ رویین واسطے نیاز حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے طیار
کروائی میر علاء الدولہ نے جنکا کافی تخلص تہا یہہ تاریخ بناے دیگ کی کہی ہوئی

شاہ دین پرور و جمشید سریر ❊ خسرو عہد محمد اکبر ❊
ساخت بی شبہ پئے فتح چیتوڑ ❊ دیگ رویین تن اژدر پیکر ❊
بہر تاریخ وے از عالم غیب ❊ دیگ چیتوڑ کشا شد یکسر ❊ سنہ ۹۷۴

دیگ خورد

بلند دروازہ کے متصل جانب شرق جو دوسری دیگ ہے سن ہجری ایک ہزار بائیس مین
نورالدین محمد جہانگیر نے بنوائی اس بادشاہ نے توزک جہانگیری کے آٹھوین جشن مین
لکہا ہے کہ دیگ کلان اکبرآباد سے طیار کراکر روضہ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین

نیاز مند نے لاکر چڑہائی اور اوسمین طعام واسطے فقرا اور مساکینون کے پکوایا گیا پانچہزار
آدمی اوسکے کہانے سے شکم سیر ہوئی بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا
تاریخ بنا دیگ کی یہہ ہے ؛ بدنیا بادوایم نعمت دیگ جہانگیری ؛؛
اس مصرع سے سن ایک ہزار بائیس ہجری نکلتے مین جو کہ بسبب گذرنے زمانہ دراز
اکثر جا پر دیگ اسے مذکورین سوراخ ہوگئے تھے اللہ تعالی نے ملا مداری مدار المہام
ریاست گوالیار کو یہہ توفیق بخشی اونے سن ہجری بارہ سو چہپاسٹہہ مین واسطے
فیض عام اور بقاے نام کے سیٹہہ اکھے چند مہتہ کے اہتمام سے از سر نو
دو نو دیگونکو بنوادیا چنانچہ محیط دیگ کلان کا گز انگریزی سے جو اندر نو مین پانچ ہے
ساڑھے تیرہ گز ہے چہوٹیکا بہی اسی انداز سے قیاس کرنا چاہئے یہہ تاریخ طبعزاد
جواہر علی پیرزادہ کی دیگونکے گلو پر کندہ ہے ؛؛

صرف زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ ؛ باد نامش در جہان روشن مثل آفتاب
بخت در مہتہ اکھی چندش نمودہ اہتمام ؛ گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب

اکثر اوقات دولتمند لوگ انکو ایام عرس شریف مین پکواتے ہین زر کثیر بابت
طعام مین صرف ہوتا ہے بڑی دیگ مین سو من برنج اور چہوٹی مین اسی من
پکتے ہین اسی اندازہ کے موافق گہی شکر میوہ مصالہ زعفران وغیرہ قیاس کرلینا
چاہئے ان دیگو لگا کہانا گرما گرم دیگ کے اندر سے نکالا اور لوٹا جاتا ہے
لٹنے وقت عجب لطف نظر آتا ہے چہوٹا بڑا جوان بڈہا ان کے لٹنے کی کیفیت
دیکہہ کر محظوظ ہوتا ہے حتی کہ صاحبان عالیشان بہی اس کیفیت کو بشوق تمام
دیکہتے ہین اور حظ وافر اوٹہاتے ہین ؛

مجلس خانہ

درجہ دویم مین یہہ دالان رفیع سہ در و پانچ در کا میر حفیظ علی صاحب حال متولی
آستانہ کے اہتمام سے سن ہجری بارہ سو ستتر مین تعمیر ہوا پیشتر جب کہ اوس درجہ کہنہ
دالان مذکور کے صحن مین دالان ہین یہان بہی اوسی قطع کا دالان کرسی دار بنا ہوا تہا
مگر چونکہ وسعت و رفعت اوسمین اسقدر نہ تہی اسلئے اوسکو منہدم کرا کر یہہ دالان
بنایا گیا تخمیناً چہہ ہزار روپیہ سوا مصالحہ دالان قدیم کے اسکی تعمیر مین سرکار درگاہ کا
صرف ہوا ہے الغرض تین طرف یہہ دالان ہین اور اوسکی صحن کے شرقی راہ آمد و رفت
روضہ کی ہے عرس شریف مین اسجگہ مجلس ہوا کرتی ہے اسی وجہ سے بنام مجلس خانہ
معروف ہے اسکے آگے ایک دروازہ خوش قطع شمال و جنوب رو بنا ہوا ہے
دروازہ کے شرقی پہلو مین ایک مختصر سا دالان مٹی پوش ہے جسکے روبرو حوض
مربع بنا ہوا ہے اگرچہ یہہ حوض اب مدت سے خشک اور بے آب ہے
مگر زمانہ سابق مین پانی سے بہرا رہتا تہا فوارہ چلتا تہا اس حوض کے پہلو مین ایک
اور دروازہ ہے جسکو سبیلی دروازہ کہتے ہین المختصر ان دونو دروازونکے جانب
داخل روضہ شریف تو سنگ مرمر کا فرش ہے اور اسطرف یعنے درجہ دویم مین
سرخ پتہر کا مگر شرقی حصہ مین چبوترا سنگ مرمر کا ہے شاہ نصیر الدین کہ اپنے وقت مین
صاحب کشف و کرامت و خلاصہ اہل ریاضت تہے اسی مقام مین مدفون ہین
متصل انکے مولانا کافی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اکثر لوگ آپ کی کرامت کے قائل ہین
اس چبوترہ کے نیچے بتخانہ تہا عہد سلاطین اسلام مین اتنا تغیر و تبدل ہوا کہ بتونکو
توڑ ڈالا گیا اور باقی عمارت بدستور قایم رہنے دی اس چبوترہ کے شرقی شمالی
حصہ مین دالان بنے ہوئے تہے اونمین مجاورون نے دیوارین کہنچکر حجرے بنا لئے
ہین اس صحن مین ہشت پہلو چہتری بشکل گنبد کے بنی ہوئی ہے اوسکے اندر اژدہا ستون کا
فتیل سوز کہ جسکو صحن بہرا کہتے ہین قد آدم اونچا نصب ہے مشہور ہے کہ یہہ صحن چراغ

اکبر بادشاہ نے قلعہ چیتوڑ گڈھ سے لاکر چڑہایا ہے اور بعض آدمی کہتے ہین کہ یہہ صحن چراغ اسی قدیم بتخانے کا ہے جو شاہان غوری کی عہد مین سمار کیا گیا صرف یہہ چھتری معہ صحن چراغ واسطہ نمود شوکت اسلام کے باقی رہنے دی اور اوس بتخانے کو توڑکر یہہ درجا اوسجگہ بنایا گیا واللہ اعلم بالصواب

لنگر خانہ

اس مین کوئی تعمیر ایسی نہین ہے جسکی خوش وضعی کا ذکر کیا جاوے صرف شمال رو ایک دالان وسیع بنا ہوا ہے اور صحن مین ایک چھتری ہے دالان مذکور کے در مین آہنی کڑاہ ہیں جسمین روزمرہ غلہ جو کا لنگر پک کر غرباؤنکو تقسیم ہوتا ہے اگرچہ کہنے کو جو کا لنگر ہے مگر حضور خواجہ غریب نواز کے تصرف سے اسکا ذائقہ ایسا ہوتا ہے کہ اکثر دولتمند بہی اوسکو چاو کر پیتے ہین اور متوکل گوشہ نشینوں کے لئے تو حکم من وسلوی کا رکھتا ہے چنانچہ سائین شاہ وارث صاحب نے ایک قصیدہ لنگہ کی تعریف مین بہت خوب فرمایا تہا دو شعر اوسکے جو ایک شخص کو یاد رہگئے تہے لکہے جاتے ہین لنگر خواجہ غریب نواز ؛ عاشقونکے لئے ہے شیرخان پی لیا جب تو پہر نہین معلوم ؛ کہ سخی نے ہے کدہر جنبل کہان ؛

درجہ سوم

بلند دروازہ کے شمالی چہوٹا سا چوک ہے اوسکے شرقی سمت دروازہ اور حجرے بنے ہوئے ہین اور چبوترہ پر حضرت مولانا شمس الدین معروف بہ سید احمد آسودہ ہین خرق عادات کا انکے ایک زمانہ گواہی دیتا ہے اور ایک عالم نورکا آپکی مزار پر پایا جاتا ہے

اکبری مسجد

یہہ مسجد سن ہجری نوسو اٹہتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرائی ہے اگرچہ
تمام مسجد مین بیشتر سنگ سرخ لگا ہوا ہے لیکن محرابون پر سنگ مرمر کی پچیکاری مین
لاجوردی کام نہایت خوشنما ہے طول اسکا ایک سو چالیس فٹ اور اسیقدر
عرض معہ صحن اور دروازہ کے ہے بیچ کی محراب چپن فٹ بلند ہے اور اسکے بارہ دہیر
سنگ مرمر کے منار اوسط درجہ کے بنے ہین اس مسجد کے صحن مین حوض خشتی ہشت پہلو
بنا ہوا ہے مسجد کے پیچہے جو کنوان تہا اوسکا پانی حوض مسجد مین آتا تہا اب وہ کنوان بہی
اٹ گیا اور حوض بہی بگڑ گیا بلکہ مسجد بہی غیر آباد ہے جب کبہی مسجد آباد ہوگی اور حوض
پانی سے لبالب رہتا ہوگا فوارہ چلتا ہوگا تو کیا کچہہ زینت ہوگی جیسی یہہ مسجد سنگین
اور محکم ہے ویسا ہی زینے کے اوپر دروازہ رنگین اور مستحکم خوش وضعی اوسکی قابل
تعریف اور پچیکاری لائق توصیف ہے مسجد کے قریب سمت جنوب ایک قدیم
دالان بنا ہوا ہے جو خانقاہ کے نام سے مشہور ہے رجب کی پانچوین تاریخ قریب
دو پہر دن کے یہان محفل عرس منعقد ہوتی ہے صاحب سجادہ نشین آستانہ خواجہ
غریب نواز بانی محفل ہین معززین شہر اور جمیع مشائخین کو جو عرس مین حاضر ہوتے ہین
بلوا کر کہانا کہلواتے ہین راگ سنواتے ہین ∴

مقبرہ خواجہ حسین

یہہ مقبرہ شاہجہان کی مسجد کے غربی سنگ مرمر کا سن ایک ہزار سینتالیس
ہجری مین تعمیر ہوا ہے اسکے اندر حضرت خواجہ حسین اجمیری جو حضرت خواجہ بزرگ کے
نبیرگان سے مشہور ہین آسودہ ہین اس مقبرہ کا نقشہ بعینہ خواجہ صاحب کے روضہ کے
مطابق ہے مگر جیسا طلائی اور لاجوردی کام علاوہ اور جلوس کے اوسمین ہے اسمین
نہین صرف مزار کے گرد سیپ کے کام کا چہپر کہٹ بہت نادر بنا ہوا ہے شاہجہان بادشاہ کے

عہد سلطنت مین سید دلاور کے اہتمام سے یہہ مقبرہ طیار ہوا ہے اگرچہ اسکے بنوانیوالیکا حال
کتب تواریخ مین میری نظر سے نہین گذرا لیکن جامع مسجد شاہجہانی اور نقارخانہ
اور یہہ مقبرہ ایک وقت مین تعمیر ہوا ہے غالباً شاہجہان یا جہان آرا بیگم بنت شاہجہان نے
اس مقبرہ کو بنوایا ہو واللہ اعلم بالصواب اس مقبرہ کے دروازہ کی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے
؞ شد از توجہ ہادی و مرشدی و معین ؞ شہنشہ دوسرا خواجہ معین الدین
؞ بناء مقبرہ باصفائے خواجہ حسین ؞ بلفظ مغز شدہ سال خاتمیت این

سولہ کہنبہ

یہہ مقبرہ سن ہجری ایک ہزار ستر مین خواجہ علاءالدین نے جو خواجہ صاحب کے
اولاد مین ہین تمام وکمال سنگ مرمر سے بنوایا ہے سولہ ستون بلند وسط مقبرہ مین
قرینہ سے لگے ہوئے ہین اسی وجہ سے بنام سولہ کہنبہ کے مشہور ہے ستونونکے
گرد سنگ مرمر کا بہت تحفہ جالیدار کٹہرا لگا ہوا تہا اب کہین سے اور کسی جگہہ کا
اوکھڑ گیا برج اسکا لداؤ کا اور منقش ہے در دیوار محراب مرغول تناسب سے خالی نہین
فرش مین قسم قسم کے پتہرون کی پچیکاری کی ہوئی ہے اور قبرون کے تعویذ بہی تمام
اقسام سنگ کے خوش رنگ ہین شرقی محراب پر یہہ کتبہ کندہ ہے ؞

؞ بنائی مقبرہ بنہاد شیخ علاءالدین ؞ کہ باد عاقبت او بخیر ارزانی ؞ ؞
؞ جوار مرقد آن شاہباز عرش نشین ؞ کہ زیر شہپر او ہیضۂ مسلمانی ؞ ؞
؞ چو فکر در پئے اتمام سال زنت خرد ؞ بگفت روضۂ مرتب شد باسانی ؞

ایک بالشت کی چہتری

یہہ چہتری متصل سولہ کہنبہ کے دروازہ کی سرول پر ہے جسکی وسعت ایک بالشت ہے

زیادہ نہین بنی ہوئی ہے گنبد اسکا اداوکا اور ستون سنگی ہین اٹہہ دس آدمی اوسکے
اندر جا بیٹے نشست ہے اصل مین یہہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تہا اب اوس محوطہ کا
تو نشان تک پایا نہین جاتا لیکن یہہ دروازہ اب تک قایم اور موجود ہے ؛

نقارخانہ

یہہ تعمیر سن ہجری ایک ہزار سینتالیس مین شاہجہان بادشاہ نے بنوائی ہے
اسکا دروازہ سنگ سرخ کا ہے دروازہ کے اندر باہر فرش پاکیزہ سنگ مردکا صفا
اگرچہ نقارخانے مین جوڑئین نقارونکی عمدہ عمدہ ہین مگر ایک جوڑی نہایت کلان ہے
مشہور ہے کہ اسکو اکبر شاہ نے چیتوڑ گڈہ سے لاکر چڑہایا تہا صبح شام دوپہر پہر
آدہی اور پچہلی کو نوبت بجا کرتی ہے دروازہ کی محراب پر کلمہ طیبہ بخط جلی لکہا ہوا ہے
اور یہہ شعر کندہ ہے ؛ بعہد شاہجہان بادشاہ دین پرور ؛ زدودہ ظلمت کفر آفتاب دین یکسر

فصل چوتہی

خاص بازار

یہہ بازار سن ہجری نو سو اٹہتر مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا دو رویہ
دکانین پختہ لداوکی خوش انداز ورنگین فرش بازار سنگین بازار کے شروع مین
یعنی درگاہ کے زینے کے پاس گلفروش حلوای کبابی بیٹہتے ہین اور دوکانونمین ہر قسم
دکاندار عطر فروش صراف بزاز عطار بساطی رنگریز کناری فروش تنبولی بہٹیاری
غرض سب قسم کے سودے والے بیٹہتے اور سودا بیچتے ہین کہتے ہین کہ زمانہ اکبر
بادشاہ مین جب اکبر یہان آتا تہا اس بازار مین مینا بازار لگایا جاتا تہا پردہ کا نہیر
مستورات ملنا زکی گرم بازاری ہوتی تہی بیگمات اور شہزادیان سودا خریدتی تہین
اوسوقت اس بازار مین کیا کیا تکلفات شاہانہ ہوتے ہونگے مگر اندنون یہی

اس بازار کی دو فی بہار ہے یعنے اون دوکانونکے چبوترونپر حسب الحکم ارسطو فطرت فلاطون طینت کپتان ریہٹن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر کے مالکان دکاکین نے برآمدے اور کرسے بنواسے ہین جس سے ایک درجا بہی زیادہ ہوگیا اور بازار کی زینت بہی بڑہگئی اس بازار کے شمالی طرف سے نقشہ درگاہ شریف کہینچا گیا ہے اسکے اندر نصف بازار اور نقارخانہ اور بلند دروازہ اور پہاڑ وغیرہ دکہلایا گیا ہے

سید محمد کی مسجد

یہہ مسجد خاص بازار کی دوکانون کی چہت پر سید محمد نے عہد سلطنت عالمگیر مین بنائی اگرچہ عمارت مسجد کی شان ظاہری مین چندان مشہور نہین ہے مگر چونکہ یہہ کتبہ جو اسکی محرابونپر بخط نستعلیق کندہ ہے لہذا لکہنا ضرور ہوا ؀

است نوبت شاہ و شہنشاہ جہان افاق گیر ؀ داد گر شاہے کہ آمد زیب اورنگ تقی
خسرو عادل شہنشاہ دلی والی کزو ؀ سے ترا دوا ز درو دیوار دین مصطفیٰ
ہر کجا شد مسجد و محراب منبر کو بکو ؀ خطبہ میخوانند از واللیل والشمس الضحیٰ
خاصہ ان مسجد کہ نور دیدہ اہل یقین ؀ قدوہ ارباب دین سید محمد مجتبیٰ
جانشین قطب ربانی معین الدین کہ اوہ ؀ ہر زبان ہر وقت محبوب جناب کبریا
رونق افزا گرامی مسند پیران چشت ؀ زینت آرا نگارین نقش ایوان ہدیٰ
کرد بر پا یہ عقبیٰ براے عاسلے ؀ بلکہ بہر عاصیان توقیع وزبان نجی
عاشش للہ بے تکلف از ملایک بگذرد ؀ ہر کہ باشد اندرو یکیلحظہ با ذکر خدا
بود ناجی در پئے تاریخ سال او خرد ؀ گفت کو بیت المقدس نیک زیبا شد بنا

اور طاق مسجد مین یہہ تاریخ کندہ ہے ؀ ساخت چون سید محمد بہر حق ؀
؀ مسجدسے زیبا کہ انا مسجد ؀ گفت ہاتف سال تاریخ بنا ؀ حسبتہ للہ بیت مسجد ؀

مسجد میا بائی

یہہ مسجد خاص بازار کے درمیان دکاکین شرقرویہ سے ملحق ہے سر سے پیر تک سنگ سرخ کی تعمیر ہے اسکے پانچ درعالیشان ہیں اندر صندلہ شفاف صحن میں فرش سنگین اور صاف جانب شمال صحن مسجد کے کنواں پختہ اور جانب جنوب حجرے بنے ہوئی ہیں یہہ مبارک بنیاد سن ہجری ایک ہزار ترپن میں بنا ہوئی ہے محراب پر کلمہ طیبہ اور سن تعمیر اور نام میا بائی کا کندہ ہے مگر ٹھیک ٹھیک حال میا بائی کا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ کون نیکبخت تھی ؛

مسجد تلوکدی

خاص بازار کے انتہا میں یہہ مسجد تلوکدی نبت میان تانسین نامی کلانوت کی بنا کی ہوئی ہے تین محرابین ٹری ٹری بنی ہوئی ہین لیکن آگے مسجد کے جو بازار واقع ہے اسلیے صحن اسکا مختصر گنبد لداو کا مستحکم وسط کی محراب پر سنگی لوح مین یہہ عبارت کندہ ہے ؛ اللہ اکبر ؛ این مسجد را بائی تلوکدی کلانوت بچی نبت میان تانسین کلانوت راست کردہ ست سن ۱۰۶۲ ہجری ؛

شاہجہانی مسجد

خاص بازار کے شمالی فصیل شہر اور دہلی دروازہ کے متصل یہہ مسجد سنگ سرخ کی خوشقطع بنی ہوئی ہے اگرچہ کوئی کتبہ اس مسجد مین نہین ہے لیکن شاہجہان کے عہد مین جو مسجدین بنی ہین اونسی کمال مشابہ ہے اس مسجد کے تین در ہین پہلو مین حجرے واسطے عبادت اور وظیفہ وظایف کے بنے ہوئی ہین سوا ان مسجدون کے جنکا ذکر رقم ہوا ہے کئی سو مسجدین اس شہر کرامت بہر مین تحفہ چوسفے اور ریخ کی

بنی ہوئی ہین جنکی تفصیل طویل ہے حالانکہ بعض بعض محلہ مین چار چار پانچ پانچ مسجدین ہین
مگر جن مسجدونکا ذکر راقم نے لکہا ہے زمانہ سلاطین سلف کی تعمیر اور یادگار ہین

لاکہن کوٹہری

یہہ محلہ خاص بازار کے غربی سمت واقعہ ہے وجہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ تقدیم
لاکہا نامی ایک بہیل کا یہان مسکن تہا اور کوٹہری ملک مارواڑ مین بہومیہ کے مسکنکو
کہتے ہین کہ جس مین دس بیس گہر زمینداروں اور بہومیونکے آباد ہون اس محلہ مین چاندیکی
کان تہی لیکن جب بہ نسبت صرف کے چاندی کم نکلنے لگی اسلیئے لاحاصل سمجہ کر بند کرادی
گئی سرکاری عملداری کے پہلے یہہ محلہ ویران تہا جبکہ سن اٹہارہ سو سترہ عیسوی کے آخر مین
یہہ شہر قبضہ سرکار دولتمدار انگلشیہ مین آیا بسبب انواع انواع رعایت او اسایش کے
اکثر سیٹہہ ساہوکار ملک مارواڑ کے جاے امن تصور کر کے بہت بطور خود اور بعضے
حسب الطلب ائی اونکو سرکار نے اجازت آباد ہونے اور مکانات بنوانی کی دی
پہر تو اسکی رونق دن بدن بڑہا کی اکثر لکہہ پتی ساہوکارونکی حویلیان بڑی بڑی سنگین
لاکہن کوٹہری مین ہین ٭

موتی کٹرہ

خاص بازار کے شرقی یہہ حویلی میا بائی کی مسجد کے آگے کسی امیر شاہی کی تہی اور
یہہ بہی قیاس جاتا ہے کہ میا بائی کی یہہ حویلی ہو کیسلئے کہ اہل اسلام اپنے مسکن کے
قریب ہی اکثر مسجد تعمیر کراتے ہین العلیم عند اللہ اب اوس حویلی کا نام و نشان
بہی نہین رہا بلکہ سرکار انگریزی کی عملداری سے پیشتر اسجگہ میدان ویران تہا الغرض
کونڈبن صاحب ڈپٹی کمشنر اجمیر نے واسطے بنا تعمیرات کے لوگونکو اجازت دی

بشرقی غربی مین عالیشان دروازے اور اونپر مکانات ساہوکارون نے بنا کئے اندر چوک وسیع نکل آیا محیط بڑی بڑی حویلیان بنائی گیئن اونمین شمال اور شرق کی سمت ساہوکارونکی حویلیان پرتکلف اور خوشنمابنی ہوئی ہین غرب اور جنوب مین اہل اسلام اور ساہوکارونکی حویلیان اور دکانین ملی جلی بنی ہین وسط چوک کے کنجڑنین اور مالنین ہر قسم کی ترکاریان اور میوے بیچتی ہین ؛

حاجی محمد خانکی کوٹھی

یہہ کوٹھی خاص بازار کے آخر سمت شرق متعدد مکانات کی بنی ہوئی ہے اکثر کمرے اچھی طرز کے سامان شیشہ آلات اور فرش وفروش اشیاء نفیس سے اراستہ ہین یہہ شخص کابل سے برفاقت جناب جرنیل جارج لارنس صاحب بہادر اس ملک مین وارد ہوا چند سال منشی اجنٹی میواڑ اور بعد اسکے میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ کا رہا اگرچہ تنخواہ دو سو روپیہ تہی مگر اخراجات بیشتر اور خیرخیرات اکثر اس شہر مین اوسکا دم غنیمت تہا مگر بعد سفر دلی اجنٹی راجپوتانہ کے دیوان ریاست مارواڑ کا ہوا اور پہر بمقام پہکر اچانک ایک سپاہی نے اوسکے سینہ پر ایک ضرب شمشیر ایسی ماری کہ فوراً جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات کسی شاعر نے یہہ کہی ہے ؛ عاش سعیداً ومات شہیداً ؛ مدفن اسکا قاضی کے نالہ پر متصل قبرستان انگریزی اپنے باغ پیش کوٹھی مین ہے تربت اسکی سنگ مرمر مصفا سے بنائی گئی اب کوٹھی کے ہر ایک مکان سے حسرت ٹپکی پڑتی ہے ؛ فاعتبروا یا اولی الابصار ؛

پہول محل

مئوتی کٹہرہ کے شمالی زمانہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا یہہ محل بنا ہوا ہے اوسوقت

اس مکانکی خدا جانے کیسی کچہہ شان و شوکت ہوگی مگر اب ایک صرف نقشا باقی رہگیا ہے

درگاہ برہان الدین قتال

یہہ درگاہ پہول محل کے گوشہ شمال اور شرق کیطرف واقع ہے محوطہ کے اندر ایک گنبد چونہ اور گچ کا بنا ہوا ہے اسکے اندر حضرت برہان الدین قتال اور اونکی بی بی مدفون ہین ان بزرگ کی کرامت اور خرق عادت کے اکثر لوگ قایل ہین عرس آپکا تاریخ اکیسوین رجب کو ہوتا ہے قریب گنبد کے ایک کنوان سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے مگر خشک اور بے آب ہے خوب رو دالان لال پتہر کا ٹوٹا پہوٹا باقی ہے چونکہ آپ کی درگاہ عطر سازون کے محلہ کے قریب ہے اسلئے جو عطر ساز نیا عطر نکالتا ہے وہ پہلے آپ کے مزار پر عطر کی سیخین نذر چڑہاتا ہے تمام گنبد ہروقت خوشبو سے مہکا کرتا ہے

کڑک کا چوک

وجہہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ زمانہ گذشتہ مین کڑک شاہ نامی ایک فقیر یہان رہتا تہا اور مکان کے روبرو فقیر مذکور نے ایک چوک بنا رکہا تہا رفتہ رفتہ یہہ محلہ اوسکے نام سے مشہور ہوا۔ سرکار انگریزی کے عہد معدلت مہد کے قبل اکثر غریب لوگ یہان بستے تہے بلکہ بعض جگہ تو بالکل ویرانہ تہا جب سرکار دولتمدار کے قبضہ مین شہر آیا ہر فرد بشر نے آرام پایا اہل دول بے دہڑکے اپنی اوقات بسر کرنے لگے اوباش بد معاش سیاست سرکار سے ڈرنے لگے شہر ویران اباد ہوا رعایا کا دل شاد ہوا اوسوقت سے اس محلہ مین سیٹہہ ساہوکار و نکی بڑی بڑی حویلیان بنا ہونے لگین چنانچہ اس

چوک کے اندر لب بازار جنوبی اور شمالی دو حویلیان اسقدر تحفہ اور کلان بنی ہوئے ہین
کہ نظیر اونکی اس شہر مین دوسری نہین انکے برآمدون اور دروازون مین کاریگرون نے
پتھر کو نہایت صنعت سے کہودا ہے علاوہ ان کے اور بہی بہت سی حویلیان اس
محلہ مین ہین جنکی تعمیر مین ہزارہا روپیہ صرف ہوا ہوگا ۞

دولتخانہ اکبر شاہ

یہہ محل جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سن ہجری نو سو اٹہتر مین بنوایا ہے اجمیر کی
شرقی فصیل شہر سے ملا ہوا بجاے خود ایک قلعہ مختصر سا بنا ہوا ہے چار دیوار یکے اندر
چار برج پورب پچہم اوتر دکہن نہایت خوش اسلوب ہین اور اون برجون مین ہر ایک
ایوان اپنی طرز کا جدا خوب بنا ہوا ہے غرب رو محل کا دروازہ رفیع او سکے آگے صحن
وسیع ہے کہتے ہین کہ بجاے صحن باغ پر فضا زمانہ شاہی مین لگا ہوا تہا نہرین جاری
تہین اب اوس باغ کا نشان تک بہی نہین ہے مگر زمین دوز نہر اتبک موجود ہے
اوسی نہر کا پانی باولی مین جو اندر محل کے بنی ہوئی ہے آتا ہے اب صحن شمالی مین واسطے
سکونت فوج سرکاری بارگین بنی ہوئی ہین موسم بارش مین بروج اور دروازے کے
اوپر سے سمت غرب بستی کی کیفیت اور شرق کیطرف کوسون تک سبزہ زار کی بہار
نظر آتی ہے مرہٹہ کی عملداری مین یہان صوبہ رہا کرتا تہا اور سرکار انگلشیہ کے عہد مین میگزین
اسجگہ تہا اس سبب سے خاص و عام میگزین کہنے لگے چنانچہ اب بہی یہہ محل میگزین کے
نام سے مشہور ہے جبکہ سن اٹہارہ سو ستاون عیسوی مین فوج سرکار انگریزی نے
از راہ نمک حرامی کے بغاوت اختیار کی تہی او سکے بعد یہان سے میگزین برخاست ہوا
اب دفتر سرکاری اور تحصیل و عملہ پولس وہان رہتا ہے اور کچہری مجسٹریٹی ایک ایوان میں جو شمالی

نیا بازار

ابتدا مین اکبری محل کے غربی سمت یہہ بادشاہی مقبرہ کے پاس میدان وسیع تہا
طرح بازار کی اگرچہ مرہٹہ کی عملداری مین پڑگئی تہی الا تکمیل اوسکی ریلڈر صاحب اور کونٹس
صاحب کے عہد مین ہوئی اس بازار مین سب قسم کی دکانین ہین ایسا بازار کشادہ
او ربارونق سوا ر بازار خاص کے جو پیش درگاہ شریف ہے دوسرا نہین اس بازار مین
عمدہ عمدہ تعمیرات سیٹھہ ساہوکارونکی ہین اور بڑی تجارت کی جگہہ ہے لیکن ایک
تعمیر دلپذیر زمانہ قدیم کی نئے بازار مین دو منزلی سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اس تعمیر کے
چارونطرف بڑے بڑے در رفیع الشان بنے ہوئے بیچ مین لداو کا گنبد ہے
مگر اوسکو اوپر سے مربع کردیا ہے ہرچند کتب تواریخ کو اولٹا پلٹا مگر اصلی حال اسکا
کسی تاریخ کی کتاب سے ظاہر نہ ہوا مردمان دیرینہ سال بعضے تو یہہ کہتے ہین کہ یہہ بارہ دری ہے
اکبر کی بنائی ہوئی اسکے اندر عدالت شاہی ہوتی تہی اور بعضو نکا یہہ قول ہے کہ یہہ
مندر جین مذہب والونکا بنایا ہوا ہے مگر راقم نہ تو بارہ دری کہہ سکتا ہے اور نہ
جین مذہب کا مندر کسلئے کہ چارونطرف کا در چار و منزلا ہے اور وسط مین گنبد خوشقطع
بنا ہوا ہے یہہ وضع بارہ دری کی نہین ہوتی اور مندر بہی اس طرز کا کہین دیکہنے مین
نہین آیا کہ چارونطرف تو در کشادہ ہون اور بیچ مین گنبد بنا ہوا ہو میری دانست مین
یہہ مقبرہ کسی امیر کا اکبر کے عہد سلطنت مین بنا ہے اگرچہ تعویذ مزار لائق اس عمارت کے
گنبد مین نہین ہے مگر احتمال ہوتا ہے کہ تعویذ بہی ضرور ہوگا لوگ اوکہاڑ لیگئے ہون تو
عجب نہین بلکہ ایسا معاملہ اکثر مقبرون مین نظر سے گذرا ہے کہ عمارت مقبرہ بدستور
قایم اور نشان قبر ندارد چنانچہ اسی شہر کے باہر جو امیر الامرا سید حسین علیخان
وزیر فرخ سیر بادشاہ کا مقبرہ بنا ہوا ہے اور طرز اس مقبرہ کی اور اوسکی بہت
مشابہ ہے اوسکا تعویذ قبر بہی نہین رہا ہے چنانچہ حال اوسکا باب دوم کی چوتہی

فصل مین بمفصل رقم ہوا ہے بلکہ اس مقبرہ کے اندر اب تک کچی قبر موجود ہے نار پھول اوس پر پڑے رہتے ہین شرقی دو رہتے ہین پہلے سائر تہی اور اب میونسپلفنڈ کی کچہری ہوتی ہے باقی مکان ویران ہین ابابیل اور چمگادڑین آشیانہ گزین ہین ؛

ڈگی

یہہ چشمہ فیض شہر اجمیر کے جنوبی فصیل سابقہ اور دروازہ شہر پناہ کے روبرو سن ہجری بارہ سو اٹھتالیس مین کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے بنوایا ہے چارونطرف برآمدے خوبصورت برابر برابر بنے ہوئی ہین اوران برآمدونکے نیچی پچہم طرف سافرخانہ اور پورب کے سمت برآمدون کے نیچے دوکانین انکی بیچمین ڈگی کا دروازہ خوبصورت بنا ہوا ہے اسیطورسے اوتر اور دکہن دروازے کے روبرو پختہ گہاٹ اور زینے بنے ہوئی ہین ہروقت اس چشمہ پر پانی بہرنیوالونکا اژدحام مرد و زنکا مجمع کثیر صبح شام رہتا ہے اگر کنہیاجی اس زمانہ مین ہوتے تو اس مقام پر گلرخونکی امدرفت دیکہہ کرجی سے ہاتہہ دہوتی اور گوپیونکا نام تک نہ لیتے بلکہ اون کو بہولے سے بہی یاد نہ کرتے اکثر شوقین برآمدون مین رہنا اختیار کرتے ہین چشمہ کی سیر پانی بہرنیوالونکی کیفیت دیکہتے ہین شرقی دروازہ کے آگے بازار کی دوکانات کی اوپر دو رویہ برآمدے رنگین اور خوش قطع بنے ہوئی ہین ؛

ناتوان شاہ کا تکیہ

یہہ مقام پرفضا درگاہ شریف حضرت خواجہ صاحب کے گوشہ جنوب اور شرق مین فصیل شہر کے اندر دلچسپ اور قابل سیر کے ہے کہتے ہین کہ شاہ صاحب بڑے

درویش کامل ہوئے ہین عہد محمد اکبر بادشاہ مین زندہ تھے مگر ایک مدت سے حبس دم
کئے ہوئے اسی جگہہ پر پہاڑ کے غار مین بیٹھے تھے جسوقت شہر پناہ تعمیر ہونی لگی اسیجگہہ
بنیاد کہدنی شروع ہوئی تو کیا دیکھتے ہین کہ غار مین ایک درویش دنیا سے آزاد خدا کی
یاد مین مشغول ہے لوگون نے یہہ ماجرا مہتمم تعمیر کو جا سنایا وہ بہی اچنبہا جان کر دیکہنے کو
آیا دیکہا تو واقعی ایک بزرگ سن رسیدہ عبادت مولی مین مستغرق ہین آخر منت
وسماجت میر عمارت نے عرض کیا کہ آپ کسی اور مقام کو پسند فرماوین کسلئے کہ بموجب
حکم جہان پناہ کے اس جگہہ شہر پناہ بنائی جاویگی شاہ صاحب نے جواب دیا
کہ فقیر جہان بیٹہہ رہا وہان بیٹہہ رہا آخر کار مجبور ہوکر ایک گنبد فصیل مین بشکل برج بنا دیا اور
شاہ صاحب اوسی غار مین بیٹھے رہے اوس گنبد مین ایک مزار بہی بنا ہوا ہے اور بیضہ کے
نہنگ یا اور کسی صحرائی یا دریائی جانور کے چہت مین اویزان ہین مگر بیضہ مار کا ایک حقہ
عجایب روزگار اوسمقام پر ہے جس روز آپکا عرس ہوتا ہے تو اوس دن فقیر لوگ اسکو
پیتے ہین گنبد کے آگے شرقی سمت چوک پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر آپ کے مرید اور چیلے
مدفون ہین چونکہ یہہ مقام بلندی پر واقع ہے اس سبب سے تمام شہر بلکہ دور دور تک کی
بہار دکہلائی دیتی ہے علاوہ اسکے اس شہر مین جا بجا کثرت سے شہیدونکی درگاہین
اور مزارات بنے ہوئے ہین یہانتک کہ کوئی کوچہ و بازار شہیدونکے مزار سے خالی
نہین اکثر کے عرس کا صرف سرکار درگاہ شریف سے ملا کرتا ہے

فصیل شہر

اکبر نامہ مین فصیل شہر اجمیر شریف کے بننے کا یون ذکر لکھا ہوا ہے کہ شروع سال پانزدہم
جلوس سن نو سو ستتر ہجری کو شہزادہ مراد کے پیدا ہونیکے باعث بار چہارم بائیسوین تاریخ

ربیع الثانی کو عازم اجمیر شاہ بلند اقبال ہوا اور نہایت مسرت سے شکار کھیلتا ہوا
اجمیر مین پہونچا ان ایام سعادت انتظام مین حصار شہر کے بنانیکے لیے حکم نافذ ہوا بنایان
کاردان اور معماران دانشور نے نقشہ جات عالی کھینچکر بادشاہ کی نظر سے گذرانے
ساعت سعید مین کہ پایداری کو لایق ہووے اس عمارت کی چونہ اور سنگ سے بنیاد
رکھی اور تمام منازل و مساکن خواص و عوام شہر کا احاطہ کر کر عرصہ قلیل مین بہت کام
کر کے مورد تحسین و آفرین ہوئے اسیطرح بموجب حکم عالی کے جمیع امرا و ارکان خلافت
نے بقدر اپنے اپنے مقدور کے منازل و مساکن باغ وغیرہ تعمیر کیئے کہ مانند نگارخانہ
مانی اور ہمشکل نگارستان بہزاد کے ہوسکتے تہے دور فصیل چار ہزار پینتالیس گز ہے ٭

باب دوسرا بذکر تعمیرات بیرون شہر ٭ فصل پہلی ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

نور چشمہ جہانگیر

محقق ہو رہے کہ اگلے زمانہ مین اوّل اسمقام پر شہر آباد تہا راجا آجیپال کا آباد
کیا ہوا بلکہ اجمیر خاص اسی شہر کا نام تہا وسعت اور رونق اسکی حد سے باہر تہی
اور بستی اسکی اور بستیون سے بہتر اسی راجا نے قلعہ تاراگڈہ کی تعمیر کی اسکو جیمیر اور
اجے درگ یعنے پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہو سکے ایک قول مشہور ہے نام اس مقام
مشہورہ کا جو کلید راجپوتانہ کی ہے ایک چوہان کے پیشہ پر رکہا گیا ہے وہ بکرین
چراتا تہا اوسکی وجہ سے یہہ نام ہوا کیونکہ شاستر مین آج بکری کو کہتے ہین جو قدیم مشہور
مالی لوگو نکا تہا یہی مضمون تواریخ ماڈ راجستان مین لکہا ہوا ہے ٭ بہر حال اوسجگہ
اب بہی نشان مکانونکے پائی جاتے ہین جب اکبر بادشاہ نے سن ہجری نو سو
اٹہتر مین فصیل شہر کی بنوائی وہ شہر قدیم برباد بلکہ گمنام ہوگیا صرف ایک چشمہ

اوسوقت کا اتبک موجود ہے اسمقام پر ضرور ہوا کہ تہوڑا حال اکبر بادشاہ کے اجمیر مین آنیکا لکہا جاوے کہ کس وجہ اور تقریب سے یہہ بادشاہ پیادہ پا یہان آیا تہا چنانچہ اقبالنامہ جہانگیری سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین اکبر کے جہانگیر کے تولد سے پہلے کئے فرزند ہوئی مگر کوئی ایک سال کوئی دو سال کا ہوکر مرجاتا تہا ہرچند بادشاہ نے اسکی بابت مین ہر طرح کی چارہ جوئی کی مگر کوئی تدبیر خلاف تقدیر مفید نہ ہوئی اسلئے ہر لحظہ اولاد کا الم دلسے بہم تہا ہر وقت لب پر آہ و نالہ پیہم تہا یہہ چاہتا تہا کہ کوئی ولی باخدا میرے واسطے دعا کرے اور اولاد زندہ رہے ایک روز کسی خیرخواہ نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی جو شہر اجمیر مین درگاہ ہے وہان ایک درویش صاحب کمال شیخ سلیم چشتی قدس سرہ موجود ہین اگر وہ آپ کے واسطے دعا کرین تو امید قوی ہے کہ نخل مراد باردر ہو بادشاہ کو تو اسی بات کی آرزو تہی فوراً ایک مقرب کو حضرت ممدوح کی خدمت مین بہیجا اور دلسے عہد کیا کہ اگر حقتعالی بطفیل حضرت خواجہ بزرگ و بہ برکت دعا شیخ سلیم چشتی کے مجہکو فرزند عطا کرے تو اجمیر تک پیادہ پا جاؤنگا اور اوس فرزند کو نذر حضور کرونگا الغرض جب وہ مقرب سلطانی اجمیر مین آیا زیارت روضہ منورہ اور حضرت شیخ سلیم چشتی سے مشرف ہوکر بادشاہ کی التماس کو کمال عاجزی سے عرض کیا آپ نے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کی دعا پر تاثیر اوس ہمایون خصال فرشتہ جمال کی پایہ اجابت کو پہونچکر درگاہ خدا مین قبول ہوئی آپ نے ارشاد کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہہ مژدہ سناؤ کہ جو فرزند اب تولد ہوگا وہ عمر طبعی کو پہونچیگا ہنوز وہ مقرب آگرہ مین پہنچنے نہین پایا تہا کہ صبیہ بہارامل راجہ جودہپور کی بیٹی کو جو منکوحہ اکبر بادشاہ تہی حمل رہا بعد گذرنے نو مہینے کے تاریخ ساتوین ربیع الاول سن نوسو ستتر ہجری کو جہانگیر پیدا ہوا نام اوسکا شاہ صاحب کے نام پر شہزادہ سلیم رکہا گیا سات دن تک بڑا جشن کیا

قید یونکو رہائی دی بارہوین شعبان روز جمعہ کو دارالخلافت آگرہ سے پیادہ پا روانہ ہوا
ہرروز دس بارہ کوس کی منزل طی کرتا تہا منزل اول موضع منڈاگر مین قیام کیا دوسرے
روز فتحپور تیسری منزل بجونہ چوتہی کروہہ پانچوین بسآور چہٹہی ٹودہ ساتوین کلاولی
آٹہوین کسارندی نوین ڈلیہ دسوین ہنس محل سے گذرکر بہول محل مین ہبوط رایات
اجلال ہوا گیارہوین بکانیر سے گذرکر نزدیک نیوتہ کے نزول دولت ہوا بارہوین
موضع چہاک نزدیک مغزآباد کے تیرہوین ساکہون چودہوین موضع کچیل پندرہوین
بقعہ قدسیہ خواجہ اجمیری مین حاضر ہوکر اوس زمین آسمان رفعت پر جبین اخلاص رکہی
چند روز تک اس مقام کرامت بہر پر عبادت مولی مین مشغول رہا اور تمام گوشہ نشینونکو
بخشش بیا لی پاسے فائدہ مند کیا جب جہانگیر بعد فوت ہونے جلال الدین اکبر کے
تخت سلطنت پر بیٹہا اور جلوس کے دسوین سال مین بمقام اجمیر آیا اس نے سن
ہجری ایک ہزار چوبیس مین محل عالیشان متصل چشمہ کے تعمیر کرایا جہانگیر نے اس
محل کا حال اقبالنامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری مین اسطرح لکہا ہے کہ حوالی
اجمیر مین ایک درہ واقع ہے نہایت جاے دلکش اور خوشنما اور اس درہ کے
انتہا پر ایک چشمہ ظاہر ہوا ہے پانی اوسکا ایک جوڑے پچکلے تالاب مین جمع ہوتا
بہ نسبت شہر اجمیر کے پانی اسکا سبک اور بہتر ہے یہہ درہ اور چشمہ بنام تال
حافظ جمال کے مشہور ہے جو گذر میرا اوسمقام پر ہوا مینے حکم دیا کہ عمارت قابل
اسمقام کے بنائی جاوے جو کہ مقام دلچسپ اور قابل سیر کے تہا مدت ایک
سال مین چار خوب اور عمارت مرغوب بنکر طیار ہوئی کہ عالم کے پہرنیوالے مثل
اوسکے کہین نشان نہین دیتے ایک حوض چالیس گز طول و عرض مین بنا ہوا ہے
چشمہ کا پانی حوض مین آتا ہے فوارہ دس بارہ گز کا بلند چہوٹتا ہے حوض کے
کنارہ پر نشیمن بنے ہوئی ہین اور اسقدر اوپر اوسکی کہ تالاب اور چشمہ اوس جگہ

چار موزون ایوا نہا ہر دلکش اور آرامگا ہین خاطر پسند کہ بعض اونمین سے تصویر دار اور منقش ہین اوستادان ماہر اور نقاشان چابکدست نے اونکی نقاشی کی ہے مجھکو یہہ بات منظور ہوئی کہ اسکا نام ایسا رکہا جاوے جو میرے مبارک نام کے ساتھہ نسبت رکھتا ہو اسلیئے چشمہ نور اسکا نام مینے رکہا جس تاریخ سے یہہ محل بنکر طیار ہوا ہے اکثر اوقات جمعرات اور جمعہ کو یہان رہتا ہون اور یہہ بہی شعراء پایٔ تخت کے حکم دیا کہ فکر تاریخ بناء محل کی کرین سعیدائی گیلانی زرگرباشی نے یہہ تاریخ عرض کی ٭ محل شاہ نورالدین جہانگیر ٭ مینے حکم دیا کہ اوپر ایوان عمارت زیرین کے اوس قطعہ کو اوپر سنگ کے نقش کرکر نصب کرین ٭ سبحان اللہ جسوقت یہہ محل بنا ہوگا جہانگیر اور نور جہان بیگم رہتے ہونگے فوارے چہوٹتے ہونگے کیا کچھہ بہار ہوگی اب نہ وہ قصر ہے نہ ایوان ہین نہ نقاشی نہ تصویرین صرف ایک دروازہ اور دروازہ کے اوپر پورب پچہم دو دالان سنگ سرخ کے باقی ہین اور وہ محل خدا جانے کس زمانہ مین دریا برد ہوا الا کچھہ کچھہ نشان دیوارونکے اب بہی پائے جاتے ہین اور حوض بہی ٹوٹا پہوٹا اجتک موجود ہے **ابیات** ہین مکان صورت شکستہ دلان ٭ دربدل مثل دیدہ حیران تہی جو سقف منقش و رنگین ٭ ہین ابابیل آشیانہ گزین ٭ گیر وافاختہ کا پیراہن ٭ ہے سرکنگرہ پہ کوکو زن ٭ تہی ہمہ لاجوردجو دیوار ٭ اومین رخنہ پڑے ہزار ہزار

دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین ٭

٭ بلند اقبال شاہ ہفت کشور ٭ کہ وصف اونمیگنجد بتقریر ٭
٭ فروغ خاندان شاہ اکبر ٭ شہنشاہ زمان شاہ جہانگیر ٭
٭ درین سرچشمہ چون آمد زفیضش ٭ روان شد آب وخاکش گشت اکسیر ٭
شہنشہ کرد نامش چشمہ نور ٭ شدہ آب خضر زو چاشنی گیر ٭
دہم سال از جلوس شاہ غازی ٭ بحکم بادشاہ نیک تدبیر

بطرف چشمہ نور این عمارت ٭ جہان آرا سے شد از روے تقدیرہ
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد ٭ محل شاہ نورالدین جہانگیر ٭

اس محل کے قریب شاہی وقت کا ایک باغ لگا ہوا ہے اوس زمانہ مین تو یہہ باغ بہت خاصا ہوگا مگر آئینہ اور جامن کے درخت اوس قطعہ مین باقی ہین جامن اس باغ کی بہت تحفہ ہوتی ہے ٭

گنج شہدا

یہہ مقام چشمہ نور کے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہے اسی جگہہ امیر تاغان اور امیر ترغان شہید آسودہ ہین علاوہ انکے کثرت سے مردان راہ حق اس جگہہ مدفون ہین اگرچہ یہہ مقام ہمیشہ زیارت گاہ خلایق ہے لیکن ہر پنجشنبہ اور تاریخ اونیسوین رجب کو اکثر زن و مرد زیارت کے لئے آتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ان بزرگوارون کے دولت شہادت پانیکا حال ٹہیک ٹہیک نہین معلوم ہوتا بعضے تو کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے سردار تہے اور بعض انکو حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کے ماموں بتلاتے ہین واللہ اعلم بالصواب چونکہ اس جگہہ اکثر مکانات کے نشان اولٹے معلوم ہوتے ہین اور اونکو لوگ حضرات موصوف سے منسوب کرتے ہین کہ آپ نے اس جگہہ کو زور کرامت سے لوٹ دیا تہا بلکہ جو ظروف گلی وغیرہ بروقت کہودنے اسجگہہ سے نکلتے ہین معکوس ہوتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین قہر الہی سے یہہ طبقہ بہی اولٹا گیا ہے ٭ الغرض انکے مزارات کے گرد پختہ چار دیواری اور دالان اور جہالرہ بنا ہوا ہے اور چنبلی کے درخت کثرت سے مزارات پر چہا رہے ہین زمانہ سابق مین یہہ مقام سنبل گڈہ کے نام سے مشہور اور معروف تہا ٭

چلہ بی بی حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہا

یہہ مقام حضرت بی بی حافظ جمال کی چلہ کشی کا نور چشمہ کے متصل پہاڑ کے اندر بنا ہوا ہے بارہ مہینے چشمہ کا پانی اسجگہ پر جاری ہے اور ادوہراب روان کے کنارے امریان ہین تاریخ اونیسوین رجب کو اس جگہہ میلہ بڑی دہوم دہام کا ہوتا ہے صدہا زن ومرد آتے ہین بہتیرے نذر نیاز چڑہاتے ہین فی الواقع یہہ مقام لایق دید اور قابل سیر ہے موسم بارش مین اکثر اوقات شہر کے لوگ یہان براے سیر آتے ہین حضرت مخدومہ جہان بی بی حافظ جمال اس مقام پر اپنے معبود کی یاد مین رہتین اور چلہ کشی کرتی تہین طرح طرح کی ریاضت اور مجاہدت سے گو بظاہر بنیاد جسمانی کو ڈہاتی تہین لیکن باطن مین عمارت روحانی بناتی تہین یہان ضرور ہوا کہ مختصر حال حضرت بی بی حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہا کا بیان کیا جاوے کتاب اخبار الاخیار مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے یون لکہا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے ایکرات خواب مین حضرت خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ یون ارشاد فرماتے ہین اے معین الدین تمنے میری سنت نکاح کسواسطے ترک کری اتفاقاً قلعہ بیٹہل گدہ کا حاکم ملک خطاب نام بعزم تسخیر ملک ہنود چڑہ دوڑا اور وہان کے راجا پر فتحیاب ہوا راجا مذکور کی لڑکی اسیر ہوکر پاس ملک خطاب کے آئے ہو کہ ملک خطاب مرید خواجہ صاحب کا تہا اوسنے اس دختر کو نذر کیا آپنے سنت نبی کو ادا کیا یعنے سلک زوجیت سے سرفراز کر کر نام اونکا امۃ اللہ یعنے بندی اللہ کی رکہا چنانچہ حضرت بی بی حافظ جمال امۃ اللہ کے شکم سے پیدا ہوئین مرید حضرت خواجہ صاحب کی ہین صاحب کشف وکرامت اور خلاصہ اہل ریاضت یقین اور بعض بزرگون نے اپنی تصنیفات مین آپ کو خواجہ غریب نواز کے خلفا مین لکہا ہے اکثر عوام مین جو یہہ بات مشہور ہے کہ حافظ جمال راے پتہورا کی بیٹی تہین اوسکے واسطے

ازمایش کے براہ فریب حضرت خواجہ کی خدمت مین بہیجا اور پوجاریون نے اوسکو کہا تہا کہ خواجہ صاحب جو بدنظی اس سے کرینگے تو کرامات جاتی رہیگی آپ نے اونکو دیکہہ کر کہا کہ اے بیٹی حافظ جمال آؤ اوسیوقت انکے تئین قران مجید حفظ ہوگیا اور فیض صحبت حضرت خواجہ صاحب سے مسلمان ہوئین سرتاسر غلط ہے ٭

سوت برج

اگرچہ یہانکے لوگ اسکو روٹہی رانی کے محل کہتے ہین اور شاید اسوجہ سے کہ یہہ برج نورالدین جہانگیر کے محل سے بہت قریب ہے لیکن دراصل یہہ چرخ پانی قلعہ تارگڈہ کے اوپر لیجانیکے واسطہ مالدیو راٹہوڑ راجہ جودہپور کا بنوایا ہوا ہے چنانچہ تواریخ ٹاڈ راجستان مین مرقوم ہے کہ مالدیو راٹہوڑ سمت پندرہ سو اٹہانوے مطابق سن پندرہ سو بتیس عیسوی مین گدی نشین ہوا یہہ نہایت زور آور راجہ ہندوستانکا ہوا جس سال مالدیو راجا ہوا اوسنے دو بڑے ملک اپنے خاندان قدیم کے دوبارہ فتح کیئے یعنے ناگور اور اجمیر اور اپنے علم اور فن کے ظاہر کرنیکے واسطے ایک چرخ بنایا جس سے پانی قلعہ کے اندر چشمہ سے جاتا تہا اوسکو سوت برج کہتے ہین ٭ القصہ اگرچہ اب اس برج کی راہ پانی تو نہین جاتا مگر دو تین درجے اوسکے اب تک قایم ہین شاید اوپر کے درجے گرجانے سے پانی کا جانا موقوف ہوگیا ہے مگر میری دانست مین یہہ برج بنتے بنتے ناتمام رہگیا ہے اگر یہہ برج پورا بنجاتا تو قلعہ مین بہت افراط پانیکی ہوجاتی اب بہی بہت سے حوض قلعہ پر ہین مگر کبہی کبہی پانیکی قلت ہوجاتی ہے ٭

فصل دوسری

اندرکوٹ

ہندی تاریخون سے یون معلوم ہوتا ہے کہ کچھہ اوپر چار ہزار برس پیشتر یہہ شہر راجا
اندرسین نے بسا کر اندرکوٹ نام رکھا یہہ راجا بدھ کا مذہب رکھتا تھا سراوگی
او جینی بدھ مذہب کے پیرو ہین صدہا تبخانے پہلے اس شہر مین تہے اور ان تبخانوں کے
روبرو سنگین باولیان بنی ہوئی تہین جب علاؤالدین غوری ہند پر متسلط ہوا اور سلطان
شہاب الدین غوری نے راے پتہورا کو شکست دیکر اجمیر مین آیا دس ہزار زن و مرد کو
قوم ہنود سے مسلمان کیا اس بادشاہ نے اندرکوٹ کے کل تبخانونکو نیست و نابود
کردیا مگر مندرون کی باولیان اتبک موجود ہین اب اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ
بستے ہین مسجدین بہی اسمین بکثرت ہین قدیمی مسجدین تو بالکل ویران اور کہنڈر ہوگئی
ہین لیکن نو تعمیر مسجدین آباد ہین یہہ کوٹ خاصی خاصی پختہ عمارتون سے ایک مختصر سا
معمورہ معلوم ہوتا ہے ❊

اڈہائی دن کی مسجد

زمانہ گذشتہ مین راجا اندرسین نے شہر اندرکوٹ کے اندر یہہ تبخانہ بنایا تہا
صدہا مورتین اور اقسام اقسام کے جانورونکی صورتین اوسمین تہین اسی راجا نے شہر
پرسوتم پور مین جو دکہن طرف دریاے شور کے کنارے ہے تبخانہ جگناتہہ کا بنیاد کیا جب
سلطان شہاب الدین غوری سن ہجری پانسو بچانوے مین یہان آیا اس تبخانے کو
خانہ خدا بنادیا مگر صرف اسیقدر تبدیل کی کہ بتونکی صورتونکو مسخ کرکر عمارت کو بحال خود
چہوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک محراب سنگ مرمر بنا کر اوسپر بخط طغرا
آیات قرانی کندہ کرا کر تاریخ بنا لکہہ دی اور اس تغیر سے تبخانہ کو مسجد کرکر نماز جمعہ
بادشاہ نے اوسمین ادا کی جب سے اسکا نام اڈہائی دنکی مسجد مشہور ہوا تاریخ تعمیر اوس

محراب پر اسطرح کندہ ہے ؛ بنائی الحادی والعشرین جمادی الاخر سن خمستہ و تسعین وخمسمائتہ ؛ اور دیوار غربی مین یہہ عبارت مرقوم ہے ؛ فی تولیت ابوبکر بن احمد جمال الفضلتہ بتاریخ ذالحجہ ستہ و تسعین وخمسمائتہ ؛ مگر یہہ عبارت ایسی دقت سے پڑہی گئی کہ جسکا بیان کرنا بہی خالی از تکلیف نہین الغرض اس سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ یہہ تغیر جو بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قائم ہوئی ابوبکر بن احمد اوسکے متولی تہے اکیسوین تاریخ جمادی الاخر سن ہجری پانسو پچانوے مین یہہ بتخانہ خانہ خدا ہوا اور ذالحجہ سن ہجری پانسو چہیانوے تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ سلطان موصوف کے وقت مین صرف اسی قدر بتخانے کا تغیر ہوا تہا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتونکی صورتین مسخ کردین تہین مگر شاہ شمس الدین التمش نے تو اس سے بتخانہ کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اوکہڑا ڈالا اور نئے سر سے سن چہہ سو چودہ ہجری مین سنگ سرخ سے مسجد اس مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتہہ بنوائی کہ اکثر جہان دیدہ اوسکو دیکہہ کر مقام حیرت مین آتے ہین بلکہ نقش دیوار بتخانہ جو دیرپائی اوسکی ظاہر اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر حق تو یہہ ہے کہ ایسی مسجد عظیم الشان ملک ہند مین دوسری کم ہے برجو نکے اندر پتہر کو اسقدر کہود کر لگایا ہے کہ ہو بہو ہر ایک برج طلسمات کا بنا ہے عقل کام نہین کرتی کہ آیا محرابو نپر بیلو نکو کہودا ہے یا پتہر کو موم کرکے سانچہ مین ڈہالا ہے کتابے اونپر ایسی نادر اور خوشخط کندہ ہین کہ انسان اونکو دیکہہ کر درود بہیجے اور کندہ کارو نکے حقمین تحسین و آفرین کہے صورت مسجد کی یہہ ہے کہ غربی سمت مین ایک درجا قدیم بتخانے کا بحال ہے جسکے پاکیزہ پاکیزہ ستون اور عمدہ عمدہ خوش تراش پتہر و نپر تین تین برجیان دونو طرف اور بیچ مین بڑی برجی قائم ہے اسکے چہت اور ستونو نپر تصویرین ہیں مذہب کی جسقدر تہین وہ شہاب الدین غوری نے مسخ کردین مگر

گل کاریونکا جوبن اور بہار اور پتہر کے پہولونسے چہتونکے نقش و نگار آج تک قابل دید موجود ہین اور اسی درجے کے غربی دیوار کی وسط مین وہ محراب اسلامی سنگ مرمر کی ہے جو سلطان شہاب الدین غوری نے لگائی اور اوسکے آگے شرقاً ملا ہوا اوّل سے دوسرا درجا بہی قدیم اسی بتخانہ کا لیکن عرض مین درجہ اول سے کمتر اور طول اور حسن عمارت مین اوسی اوّل درجے کے ہمسر اون دونون درجونکے آگے تیسرا درجا مشتمل بر عمارت سنگین بڑی بڑی سات محرابونکا سلطان شمس الدین التمش نے بنوا کر ملا دیا اور بیچ کی محراب کلان کے دونو بازو پر دو منار سنگ سرخ قایم کئے اور چند دروازے اور احاطہ و نشیمن و مکانات و صحن بہت خوش ترکیبی سے ترتیب دئی طول اسکا سرکاری گز سے چار اوپر اسی گز اور عرض معہ صحن کی چوڑان کے چوراسی گز بیچ کی محراب چہپن فٹ بلند اوسپر دو منار ہین مگر بعض منار ونکی گر گئی ہین اور بخط نسخ طغرائی سلطان شمس الدین کا نام پتہر کی مرغولون پر بالاء منار مذکور کندہ ہے جو محیط کی دیوارین پینتیس ۳۵ فٹ اونچی صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لئے بنے ہوئی ہین محمد عارض کے اہتمام سے علی احمد معمار نے اس مسجد کو بنایا ہے چونکہ یہہ مسجد عالیشان نے مرمت اور ویران تہی سرکار دولتمدار نے علو ہمتی سے ہزارون روپیہ صرف کر کر سن ہجری بارہ سو ترانوے سے اسکی مرمت شروع کرادی اگرچہ قریب دو سال سے اسکی مرمت باہتمام سردار بہگت سنگہہ صاحب انجنیر نور محمد معمار کی معرفت ہو رہی ہے مگر ابہی بہت کام باقی ہے امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد بخوبی تمام اسکی مرمت اختتام کو پہونچے شہر اجمیر کے ہندو مسلمان خواندہ ناخواندہ لوگ اس بنیاد عجیب کی حکایات غریب ویسے گڈھ گڈھ کر کہتے تہے عقل بہی ذہن لڑاتے تہے مگر اصل مدعا کیطرف جاہل اور قابل کسی نے رجوع نہ کی اس مسجد کی داہنی محراب پر سورہ انا فتحنا اور درمیان تعمیر اور محراب لیسار پر سورہ تبارک

اور وسطکی محراب پر یہہ کتبہ بخط طغرائے جلی کندہ ہے ؀ امر بہذہ العمارت السلطان
العالم العادل المعظم والخاقان الاعظم ملک الترک شہنشاہ الاعظم مالک رقاب الامم
مولی ملوک العرب الترک والعجم ظل اللہ فی العالم شمس الدنیا والدین غیاث الاسلام
والمسلمین تاج الملوک والسلاطین قامع الکفرۃ والملحدین قاہر الظلمۃ والمشرکین
ناصر الاسلام علاء الدولتہ القاہرہ والملتہ الباہرہ مالک البر والبحر سلطان الشرق
المؤید من السماء المظفر علی الاعداء ابی المظفر ایلتمش السلطانی معین خلیفتہ اللہ ناصر
امیر المومنین اعلی اللہ فی کل شانہ واظہر فی کل ساعتہ برہانہ واکتبہ فی العشرین
من ربیع الآخرین ؀ اسکے آگے سن تعمیر کندہ تہا مگر وہ انکا پتہر گل کر اوکہڑ گیا اور
اوتر کی محراب کے سردل کے پاس نام مہتمم کا یون کندہ تہا فی نوبتہ تولیتہ احمد محمد العارض
اور سردل کے پاس نام علی احمد معمار کا بہی نقش ہے اب جس صفحہ سنگ پر نام مہتمم کا
کندہ تہا اوسکو درجہ دوم کی برجی کے اندر سمت جنوب لگا دیا ہے اور نئے سر کے
تعمیر ہونے مسجد کی یہی دلیل کافی ہے کہ جس جگہ کی دیوار مسجد گری ہوئی تہی وہان سے اوس
بتونکی مورتین بہری ہوئی تہین بلکہ محیط کی دیوار زمین اکثر جگہہ دیوار مین بت چنے
ہوئی ہین باین صورت اب تک اصلی حال اسکا کسیکو معلوم نہ تہا امید کہ اس محنت
اور جانفشانی کا صلہ تحسین ناظرین باتمکین دیوینگے اب مرشد کی عملداری مین اکثر
فقیر ازاد وبانوا انکر شہیر نے لگے اور پنجابی بادشاہ نے کسیقدر مرمت وغیرہ کرا دی اس مسجد کو
فقیر لوگ اڈہائی دن کا جہونپڑا کہنے لگے ورنہ در اصل یہہ مسجد سلطان شمس الدین التمش
تعمیر کرائی ہے اسی بادشاہ نے مسجد قوۃ الاسلام جسکا مینار قطب صاحب کی لاٹہہ کے
نام سے واقع مہرولی شریف دہلی مین ہے تعمیر کی ہے اس مسجد کے محراب منار وغیرہ بالکل
مسجد قوۃ الاسلام کے مطابق ہین الغرض یہہ بادشاہ نہایت رحم دل کمال عادل
سلطان کامل مکمل خلفار نامدار اور مریدان باوفا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

قدس اللہ سرہ العزیز سے اور محبوبان نظر او منظوران حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کے تھے اور کمال اعتقاد حضرات خواجگان چشت اہل بہشت سے انکو تھا اگرچہ بظاہر
تعلق بادشاہی رکھتے تھے لیکن دل سے فقیر اور درویش دوست تھے تمام تمام رات
عبادت مین بسر کرتے اور واسطہ کاروبار کے تکلیف اپنے غلامونکو نہین دیتے یہانتک کہ
وقت شب پانی کنوین کا اپنے ہاتھ سے کھینچکر وضو کرتے اور روادار نہ تھے کہ کسیکو
اپنے نوکرون سے آرام کرین اور آخر شب دلق پوش ہوکر واسطے خبرگیری رعایا کے
شہر مین پہرتے فخر الملک بغدادی اور نظام الملک دونو وزیر بادشاہ کے تھے
کتاب مجمع الواصلین مین لکھا ہے کہ وقت نماز جنازہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے
خواجہ ابو سعید نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے وصیت کی ہے کہ امامت ہمارے جنازہ کی
وہ شخص کرے جسکا ازاربند کبھی حرام پر نہ کھلا ہووے اور نماز عصر کی سنت اور تکبیر اولی
نماز فرائض کبھی اوسنے ترک نہ کی ہو اس وصیت کو سنکر سلطان شمس الدین دیر تک
خاموش رہے تاکہ کوئی دوسرا حاضرین سے پیدا ہوا اور امامت جنازہ کرا سے جب
کوئی نہ بولا ناچار سلطان امام بنے اور کہا کہ مین یہہ چاہتا تھا کہ کوئی میرے حال سے
مطلع نہووے لیکن جب خواجہ نے ایسا حکم دیا تھا مینے چارہ نہ دیکھا ۔ تاریخ وفات
اس بادشاہ کی یہہ ہے ۔ چون طشت زبام شمس افتاد ۔ سہ مرتبہ یار رکن یاد
جسمین سن چھہ سو تینتیس ہجری نکلتے ہین اور یہہ قطعہ بھی سلطان موصوف کی رحلت کا ہے ۔
چو شش صد سی و سہ از سال ہجری ۔ گذشتہ بست روز از ماہ شعبان ۔
ابشد سلطان شمس الدین التمش ۔ بسوئے جنۃ الماوا خرامان

کاتن باولی

یہہ چشمہ فیض کا اڑہائی دن کی مسجد کہن دروازیکے آگے کمال تحفہ بنا ہوا ہے
درجہ بدرجہ سنگ سرخ کے دالان باولی کے اندر ہین پانی اس چشمہ کا صاف و شیرین
و سبک اسقدر کہ اگر بہوکا پیئے تو سیر ہو جاوے اور شکم سیر پیئے تو اوسکو فوراً بہوک
لگ آوے تواریخ کی کتابون سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ اس چشمے کو کسنے بنایا مگر زبانی
بعضے بڈہون کے یہہ سننے مین آیا کہ ایک بڑہیا یہان بیٹہہ کر سوت کاتا کرتی تہی اتفاقاً
کسی بادشاہ کی سواری اسطرف ہوکر جو نکلی بڑہیا نے اوٹہکر سوت کی آنٹی بادشاہ کو
نذر گذرانی بادشاہ نے سواری ٹہیراکر دریافت کیا کہ کیا حاجت رکہتی ہے جواب دیا
کہ یہہ آرزو اور تمنا رکہتی ہون کہ ایک مسجد اور باولی بنواؤن تاکہ دنیا مین مجہہ گمنام کا
نام باقی رہے بادشاہ نے التجا اوسکی قبول کی یہہ باولی اور مسجد بنوادی چنانچہ باولی کے
اوپر سمت شرق اب تک وہ مسجد سنگی قدیم قایم ہے بدانست راقم وہ بادشاہ شمس الدین
التمش تہا جسنے یہہ باولی بڑہیا کو بنوادی کسلیے کہ اس تعمیر کو اڑہائی دنکی مسجد کے ساتہہ
کمال مناسبت ہے جیسے اومین کندہ کاری کے ستون لگے ہوئے ہین اوسیقدر اسمین ہین
اور ستونو مین بہی جسقدر بتونکی صورتین بتہین سنگ کی ہوئی ہین سوا اسکے جس خط مین احادیث
اڑہائی دن کی مسجد کے شرقی دروازہ مین کندہ ہین اوسیطرح اس مسجد کی محراب پر کندہ ہے
اور باولی کے ستون بہی درجہ بدرجہ کندہ کاری کیئے ہوئے ہین ایسی خوشش انداز
اور سہانی باولی اس شہر مین دوسری نہین ہے خدا بانی عمارت کو مستغرق
بحر رحمت کرے اور اس نیکبخت بڑہیا کو غرق دریار مغفرت ٭

شمسی حمام

یہہ حمام اور باغ اڑہائی دنکی مسجد کے متصل جنوبی سمت کو واقع ہے مسجد موصوف کے

سا تہہ سلطان شمس الدین التمش نے اسکو بنا کیا تہا اب اوس باغ کے قطعہ مین تو حویلیان بن گئی ہین اور حمام بہی ٹوٹ پہوٹ گیا صرف ایک درجا اوسکا باقی رہگیا ہی

بہاٹ باولی

یہہ باولی زمانہ گذشتہ مین کسی راجا کے بہاٹ نے بنوائی تہی اگرچہ بعضے لوگ اسکو پرتہی راج کے بہاٹ کی تعمیر کرائی ہوئی کہتے ہیں لیکن وہ باولی اجمیر کے باہر شرقی سمت چاندا باولی کے نام سے معروف ہے اب ایک فقیر نانک پنتہی یہان پر رہتا ہے باولی کے پاس درختان انبہ اور باغچہ لگا ہوا ہے مکان بہی اسجگہہ پختہ پختہ چونے اور گچ کے وہ ہندون نے بنوا دئے ہین اندرکوٹ مین یہہ مقام بہی پرفضا اور دلکشا ہے

مسجد گیسو خان

اندرکوٹ کے غربی تارا گڈہ کے راستہ پر یہہ مسجد قلندری واقع ہے مسجد کے دکہن باولی سنگین بنی ہوئی ہے قریب اوسکے حوض پختہ بنا ہوا تہا اب بہی کچہہ کچہہ نشان حوض کا باقی ہے کسی وقت مین یہان باغچہ لگا ہوا تہا مگر اب سوا چونہ کے ڈہیر اور ایک کہنڈر کے جسکی وضع حمام کیسی ہے نہ باغ ہے نہ حوض ہے صرف باولی اور مسجد موجود یا درختان انبہ ہین مسجد کی محراب مین سنگ مرمر کی لوح پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛ بعہد حضرت شاہ فلک قدر ؛ پناہ دین احمد ظل یزدان ؛ جلال الدین محمد شاہ اکبر ؛ سکندر حشمت دارا دوران ؛ بہیمن ہمت خان حسن خلق ؛ سپہر جود گیسو خان عمران

زہجرت نہصد و ہفتاد و شش بود ؛ کہ شد تعمیر این سقاے میران ؛

کتبہ الراجی درویش محمد حاجی ؛

فصل تیسری

آنا ساگر

اس تالاب کی بنا کو کچہہ کم آٹہہ سو برس ہوئی **آنا دیو** نے جو بعد سارنگ دیو کے مالک راج اجمیر کا ہوا اس تالاب کا باندھہ بند ہوا کر نام اسکا اپنے نام پر رکہا موسم بارش مین دور اسکا چہہ میل سے زاید ہوجاتا ہے چہہ سو گز تک پال تالاب کا طول اور سو گز عرض ہے سن عیسوی اٹہارہ سو چالیس مین اجیپال کے پہاڑ کا پانی کاٹ سرکار دولتمدار نے آنا ساگر مین ڈالا جس سے اب پانی تالاب مذکور مین بافراط رہتا ہے اس تالاب کے شرقی اور جنوبی کنارہ پر بہت عمدہ گہاٹ اور باغات معمورہ رئیسان شہر جو اونہون نے ایام قحط سالی سمت ۱۹۲۵ مین واسطہ رفاہ غربا و مساکین کے تیار کرائی موجود ہین کنارہ کے باغ بہت اراستہ و پیراستہ ہین یہان عجب طرح کی کیفیت تمام ہر صبح و شام حاصل ہے تالاب کے کنارے کہین سبزہ کی لہک پہولون کی مہک تا ہے کسی باغ مین بیلا چنبلی موتیا ہے تو کسی مین جوہی کیتکی کیوڑا ہے اگر ایک تختہ مین لالہ زار ہے تو دوسرے مین نافرمان اور ہزارے کی بہار ہے کسی مین سرو کہڑے ہین سبزہ نو دمیدہ ہے فرش زمردین بچہہ رہا ہے کسی مین نہرین جاری ہین جانوران خوش نوا کا شور ہی فرادی رہا ہے اس تختہ مین رنگ برنگ کی عباسی ڈنڈہی تو اوسمین گل مہندی قسم قسم کے رنگ کی چہپی ہی اس مین رنگت گل کا ڈنڈ تا پن سے تو اوسمین بہی ہر چمن پر جوبن ہے اگر پوری صفت ان کی لکہون تو یہہ فصل گلستان ہوجاوے الغرض اسی تالاب سے ساگرمتی ندی نکلکر

سرستی ندی سے جو بوال کے پہاڑ سے نکلی ہے پینا نگن کے پاس ملگئے ہے یہانسے
ان دونو نکو دریاے لونی کہتے ہین جو علاقہ جودہپور مین ہوتی ہوئی کچہہ کی کہاڑی مین گرتی ہے
ان دونون ندیون مین تہوڑا بہت پانی ہمیشہ بہتا ہے لیکن کچہہ زراعت کی آب پاشی کو
کفایت نہین کرتا۔ مگر ساگرمتی ندی مین متصل موضع ڈوماڑہ جسکو بن گیلن کہتے ہین تابہ
مواضعات آنیہ مسینہ جاگیر درگاہ خربوزہ خوشرنگ و شیرین بکثرت پیدا ہوتا ہے
اور بنام نہاد بہانوتہ مشہور ہے ۞

دولتخانہ شاہجہان

یہہ تعمیر دلپذیر لب دریا یعنے آناساگر کے شرقی باندھہ پر شہر اجمیر کے شمالی
نہایت خوبصورت اور پاکیزہ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے مکانات دلکشا و ایوانات
دلربا سنگ مرمر کے متصل متصل ایک دوسرے سے مین وسط کی بارہ دری کانو کنیا
جو شاہجہان جیسے بادشاہ کی نشست گاہ ہو جو وضع قلعہ دہلی مین دیوان خاص کی ہے
وہی وضع اسکی ہے اسمین اوسمین صرف طول و عرض کا فرق ہے کہ یہہ اوس سے کمتر
ورنہ حسن عمارت مین تو اوس سے بہتر ہے اگرچہ زمانہ ماضی مین ہر ایک ایوان کے آگے
چمن او گلشن تہے نہرین جاری تہین فوارے چلتے تہے لیکن نخلبند قدرت کے ارادہ مین
جو اون چمنونکی بہار کو سرسبزی دینی منظور نہ تہی بلکہ خزان اونکے منظور تہی کہ مرہٹہ کی
عملداری مین بسبب ضعف سلطنت وہ سب کیفیت اور بہار خاک مین ملگئے
صرف درختان انبہ اور مولسری کے یا شہ نشین سنگ مرمر کی اون چمنونکی جگہہ باقی
ہین مگر چادر آب کیطرف جو ایوان تہا اور اب وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی
آرامگاہ کا بنگلہ ہے اوسکے آگے چمن بدستور قایم وسط کے ایوان رفیع الشان کے روبرو

ایک حمام سنگ مرمر کا کمال خوش قطع بنا ہوا ہے نظر باغ کے آگے پائین باغکے
زینے سے ملحق سر سبز بنگلہ سنگ مرمر کا جالیدار بہت نفیس بنا ہوا تہا اوس بنگلہ مین
خزانہ سرکاری رہا کرتا تہا مگر بسبب جالیونکے مکان جیسا چاہئی ویسا محفوظ نہو گا شاید
اسی وجہسے سرکار نے اوسکو نیلام کر کر بجاے اوسکے مکان محکم خزانہ کیواسطہ بنا لیا
پائین باغ جسکو اب دولت باغ کہتے ہین سب سے زیادہ مشہور اور نامی اس دونوںمیں
مین سے ہے اس باغ مین آنب جامن مولسری کیلے شریفے نارنگی وغیرہ کی درخت اس کثرت سے
تہے کہ ڈنکو آفتاب نظر نہین آتا تہا اور آبریزی کے باعث اقسام کے پودے
بکثرت پیدا ہوتے تہے کرنیل ڈکسن صاحب بہادر مرحوم سابق کمشنر اجمیر کی احداث
باغات مین کہ یہہ امر موجب ترقی و رونق شہر کا ہے از حد توجہ تہی کل سرکاری اور بیوپاری
شہر کے باغات مین اکثر پودے ہر قسم کے درختونکے اسی باغ سے جاتے تہے
مگر صاحب موصوف کے انتقال کے بعد وہ درخت اکثر کاٹے گئے اب اوس باغکے
بہر نصیب کہلے کہ حکام عالیمقام نے توجہ فرما کر باغ کو رونق بخشی اور قرار واقعی بہر
اوسکی غور و پرداخت ہونے لگی روشونکے کنارے دورویہ سرو شمشاد کے درخت
نصب کرائے طرح طرح کی پہلواریونسے تختے لہلہائے باغ کے بیچ سنگ مرمر کا
حوض مربع پانی سے بہرا ہوا سنگ مرمر کا فوارہ لگا ہوا حوض کے کنارونپر اور باغ کی
روشونمین قطار در قطار گملے پہولونسے بہری ہوئی رکہی ہوئی بہار تازہ دیتے ہین ابیات

سرو و شمشاد جہومتے ہین کہڑے ٭ دار بستونپہ تاک مست پڑے ٭
بلبلین شاخ گل پہ نغمہ سرا ٭ نعرہ زن قمری چمن پیرا ٭٭
لالہ و گل کہلے چمن بہ چمن ٭ نرگس شوخ چشم چشمک زن ٭
شاخین سنبل کی یون بگرد گل ٭ عارض گلرخان پہ جیون کاکل ٭
یون لب نہر پہ ہے سبزہ تر ٭ سبزہ جس رنگ لعل خوبان پر ٭

شاخ ہر نخل میوہ سے پر بار ؛ تو نہالون تلک ہین برخوردار ؛
قمریان کر رہی ہین کوکو کو ؛ ؛ ؛ ؛ کہتی کویل کہ پی کہان ہے تو ؛
دیکھہ عالم یہہ کوکلا وہان کا ؛ قطعہ پڑہتی ہے یہہ گلستان کا ؛
روضۂ ما رہنما سلسال ؛ دوختہ سجع طیرنا موزدن ؛
ان پر از لالہاے رنگارنگ ؛ وین پر از میوہاے گوناگون ؛
باد در سایہ درختانش ؛ گسترانید فرش بوقلمون ؛ ؛
فی الواقع پہلے نخلستان تہا اب باغ و بوستان ہوگیا یہہ دولتخانہ شہاب الدین
محمد شاہجہان بادشاہ نے قبل از جلوس تعمیر کردیا تہا ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

سہیلی بازار

دولتخانہ کے پایئن باغ کے متصل یہہ سہیلی بازار جسیلی سہیلی اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے دو رویہ دکانین لداو کی بنی ہوئین ہین بازار کے روبرو نہرین جاری تہین چمن لگا ہوا تہا اب نہ وہ نہرین رہین نہ چمن مگر عمارت محکم چونے اور گچ کی بنی ہوئی اتنک موجود ہے عقب بازار کے شاہی وقت کی نہر بختہ پر حوض بنے ہوئے تہے اوسوقت مین چادر کا پانی اون حوضون مین ہو کر گذرتا تہا اور وہان بدرجہ دوم چادر کی کیفیت تہی جیسا کہ مہرولی مین دہلی کے متصل جہرنا اور حوض ہین اوسیطرح یہہ بہی بنے ہوئے تہے اب وہ سب مسمار ہوگئے کچہہ نشان باقی ہین ؛ ؛ ؛

سدا بہار پہاڑی

یہہ پہاڑی تالاب آنا ساگر کے شرقی اور دولت خانہ کے جنوبی واقع ہے چونکہ

اس کے اوپر متعدد چلے اور مکانات پر فضا بنے ہوئی ہین اسلیئے ہر ایک کا بیان علیحدہ علیحدہ رقم کیا جاتا ہے تا ناظرین کتاب کو ہر ایک کو حال مفصل معلوم ہووے ؛

چلہ حضرت خواجہ معین الدینؒ

یہہ چلہ سدا بہار پہاڑی کے بیچین گھاٹی کے اوپر نہایت لطیف بنا ہوا ہے جب خلاصہ عارفین حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اجمیر مین تشریف لاتے تھے تو پہلی پہل اسی مقام کو پسند فرما کر گوشہ نشینی اختیار فرمائی تہی پہاڑی کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے اندر گنبد کے ایک تخت سنگی جسپر بیٹہہ کر آپ یاد الہی مین مشغول رہتے رکہا ہوا ہے سن ہجری ایک ہزار بین تیس مین مہابت خان صوبہ اجمیر کے شقدار دولت خان نے روبرو چلہ کے ایک محوطہ سنگین بنوا کر دروازہ کے اوپر یہہ اشعار کندہ کرا دیئے ؛ بزمان شہ رفیع القدر ؛ حامی شرع دین شہاب الدین ؛ رونق عدل وجود داد جہان ؛ کہ بنازد از وزمان وزمین ؛ گشت والی صوبہ اجمیر خانخانان بعزت وتمکین ؛ پاک دین پاکباز دولتخان ؛ بود شقدار او بریسم این ساختہ این مکان چلہ چشت ؛ تا بود یادگار او بزمین ؛ سال تاریخ طالبی گفتا سی وہفت وہزار و یو سینین ؛ اس تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کے سال اول جلوس مین صوبہ دار اجمیر کا مہابت خان خانخانان تہا چلہ کے اندر باہر کثرت مزارات سے ایک شہر خموشان بستا ہے ؛

چلہ سالار غازی

اسی پہاڑی کی چوٹی پر ایک چبوترہ سنگ سرخ کا جسپر گنبد سنگی بنا ہوا ہے اندر

گنبد کے ایک قبر سنگ مرمر کی اور سرہانے اوسکے ایک چوکی سنگ مرمر کی کمال خوشنما ہے
واللہ اعلم بالصواب اسمین کون بزرگ مدفون ہین مگر یہہ مقام سالار غازی کے چلہ کے
نامسے مشہور ہے ؛ سالار غازی جنکی درگاہ بہرائچ کے متصل سرجو ندی سے ایک منزل پر
واقع ہے اکیسوین تاریخ شعبان کی اتوار کے روز سن ہجری چار سو پانچ مین بمقام
اجمیر پیدا ہوئی اور چودہوین تاریخ رجب کی جمعہ کے روز سن ہجری چار سو چوبیس مین
شہید ہوئی تاریخ تولد اور وفات سالار مسعود غازی کی یہہ ہے ؛

محبوب خدا کہ بود امیر مسعود ؛ در چار صد و چہار آمد بوجود ؛ چون مدت بست و چہارش
افزود ؛ در چار صد و بست و چہار رحلت فرمود ؛ واضح ہو کہ سن ہجری تین سو تراوہ
مین سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر کو مفتوح کیا اجا بیسلدیو تو بہنگام تحفظ اجمیر بمقابلہ
سلطان مذکور قتل ہوا اور اوسکے بیٹے بیسلدیو نے بعد شکست پانیکے مسلمان ہوکر
کالک جو بنیر علاقہ میبور کے پہاڑ پر سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی سلطان محمود نے
سالار ساہو کو جو سالار غازی کے باپ تہے اور سلطان محمود کی بہن کی اونکے
ساتھہ شادی ہوئی تہی اجمیر کا حاکم کیا اوسی عرصہ مین سالار غازی پیدا ہوئے
جب سن تمیز کو پہونچے اسمقام کو پسند کر کر چلہ گاہ مقرر کری اس گنبد کی بنا کو نوسو
برس کے قریب عرصہ ہوا عجب دلچسپ اور پر فضا مقام ہے کہ اگر آدمی تمام عمر یہان
بیٹھا رہے تب بہی یہانکی سیر سے سیر نہو جدہر نظر جاوے بہار تازہ نظر آوتی ہے

شادی دیو

شادی دیو کا حال کتاب مونس الارواح مین اسطرح لکہا ہے کہ یہہ جن
خواجہ صاحب کے ہاتہہ سے مسلمان ہوا ہے بعد مسلمان کرنیکے خواجہ صاحب نے

اسکا نام شادی رکہا تہا چنانچہ مفصل حال اسکا باب چہارم کی دوسری فصل مین لکہا گیا ہے یہہ مقام اوسکے نام سے مشہور ہے اکثر ہنود اس مقام کی پرستش کو آتے ہین نذر بہیٹ چڑہاتے ہین طرفہ تر یہہ کہ پوجاری اسمقام کا مسلمان فقیر ہے گنبد پختہ کے اندر ایک بڑا پتہر ترشا ہوا چکر کے طور کا بشکل کنگن رکہا ہوا ہے عوام کا قول ہے کہ اس چکر کو اجیپال جوگی نے خواجہ صاحب پر جادو کے زور سے پہینکا تہا واللہ اعلم بالصواب گنبد کے غربی فرش سنگ سرخ کا اور ایک دالان سنگی بنا ہوا ہے متصل اوسکے ایک حوض پختہ جسمین بارہ مہینے پانی رہتا ہے؛

قطب صاحب کا چلہ

اسی پہاڑ کے شرقی کمر کوہ مین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمت کا چلہ بنا ہوا ہے خواجہ موصوف مرید و خلیفہ خواجہ معین الدین چشتی کے تہے جب اجمیر مین آتے تہے اسمقام پر عبادت الہی مین مصروف رہتے چلہ کے صحن مین بدرجہ اول ایک مسجد پختہ تین درکی جسکا گنبد لداو کا بنا ہوا ہے مولانا شمس الدین مرید مولوی فخر الدین صاحب دہلوی نے سن ہجری گیارہ سو نوے مین بنا کر دارین مین نیکنامی لی اگرچہ مسجد کی محراب پر قطعہ تاریخ لکہا ہوا تہا مگر اکثر لفظ کتبہ کے فرسودہ ہوگئے مین صرف نام بانی مسجد کا اور یہہ شعر تاریخی بدشواری تمام پڑہا گیا؛ ازپی تاریخ سال شہر ہاتف از روی نوید؛ داد پاسخ گو مورخ ذکر ہو رب مجید؛ اس تاریخ سے بہی سن ہجری گیارہ سو نوے نکلتے ہین چلہ کے نیچے صحن مین بدرجہ دوم ایک محوطہ پختہ بنا ہوا ہے اوسکے اندر محمد شاہ خان کی قبر ہے جو نواب امیر خان والی ٹونک کے رفیقون مین تہا محوطے کے غربی ایک مسجد پانچ در کی محمود خان خلف محمد شاہ خان نے سن ہجری

بارہسوانتالیس مین بنا کی احاطہ کے دروازہ پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ کتبہ کندہ ہے
اللہ اکبر ٭ بنا کرد محمود عالی نگاہ ٭ مزار محمد شہ دین پناہ ٭ ز تاریخ تعمیر گوید لطیف ٭
زہی مقبرہ مسجد و خانقاہ ٭ تاریخ بارہوین ربیع الاول سے چودہوین تک یہان
میلہ ہوتا ہے اکثر زن و مرد آتے ہین بہتیرے چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ۱۲۳۹ سن
متصل اسکے دو تنحانہ ہے جسکا مذکور اوپر ہو چکا ہے ٭

فصل چوتھی تالاب بیسلہ اور تعمیرات شرقی شہر اجمیر کے بیان مین

فیل سنگ

شہر اجمیر کے شرقی گوشہ مین بیرون شہر پناہ اکبری محل معروف بہ میگزین کے
قریب جو سڑک حوالی شہر کی ہے عین سڑک کے کنارے بارڑیونکے کہیت مین زیر درخت
پیپل ایک پتہر کا ہاتی کہ عوام ہندو اوسکو بہیرون جی کہتے ہین اور اپنی حاجات دنیاوی
اوس سے مانگتے ہین بنا ہوا ہے یہہ ہاتی سنگ خارا کا ہے اسکی سونڈ اور کان
کسی شخص نے زمانہ سابق مین توڑ ڈالے ہین نشان باقی ہے ہاتی پر سیندور
اور تیل انہین عامی لوگونکا لگا ہوا ہے البتہ سب نشانات ہاتہہ پاون وغیرہ کے
بہت درست موجود ہین اور پشت اوسکی جون کی تون بیٹہے ہوئے ہاتی کے انداز پر
بنی ہوئی ہے اصل اوسکی صرف اسقدر ہے کہ اس کہیت مین پیشتر کوئی فٹ
اونچا یہہ پتہر اسی نواح کے پہاڑ کا ہے جو زیر زمین سے نکلا ہوا تہا اوسی کو تراش کر
جہانگیر بادشاہ کے عہد مین کہ اوسوقت سن ہجری ایک ہزار بائیس تہے یہہ ہاتی
بنایا گیا چنانچہ ہاتی کے پہلو راست پر یہہ شعر بخط نستعلیق کندہ ہے ٭
تاریخ فیل سنگ شد از حکمت الہ ٭ این کو ہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ

مصرعہ ثانی اسکا پوری تاریخ ہے ہرچند یہہ تیر کا ہاتی کچہہ عمدہ چیز نہین ہے مگر چونکہ ایک یادگار ہے ذکر اسکا درج کتاب کیا گیا ؀

سورج کنڈ

یہہ کنڈ واسطے نفع عام کے مدار دروازہ کے روبرو ۱۸۴۲ عیسوی مین کرنیل ڈکسن صاحب مرحوم سابق کمشنر اجمیر نے تعمیر کرایا ساخت اسکی نہایت خوشنما تعمیر کا نقشہ ہی جدا چارونطرف کنڈ کے اوپر خوبصورت خوبصورت بارہ دریان بنی ہوئی ہین غرب رو دروازہ سنگ مرمر کا استوار نہایت شاندار جسپر سنہری نشست گاہین تعمیر مین حفیظ نامی ایک معمار تہا جسکی تدبیر سے یہہ کنڈ طیار ہوا اگرچہ ایک دروازہ شمال رو بہی اس کنڈ کا بنا ہوا ہے مگر بیشتر آمد ورفت خاص عام اسی دروازہ سے ہے کنڈ کے جنوبی لب سڑک بازار کونڈس صاحب سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر کا تعمیر کرایا ہوا کونڈس پورہ کے نام سے معروف ہے ہر قسم کے دوکاندار اسمین بیٹھتے ہین سودا بیچتے ہین اب مالک دوکانات نے ہر ایک دوکان کے روبرو چبوترونپر برآمدے بنوائے ہین جس سے حسن بازار دوچند ہوگیا انتہائے بازار پر سمت شرق سرائے پختہ نواب فیض اللہ خان بنگش کی بنوائی ہوئی نہایت استوار ومحکم تہی مگر سن اٹھارہ سو چوہتر عیسوی مین بسبب زیر آمد اسٹیشن ریل کے کہد گئی

مسجد سرا

یہہ مسجد خوش قطع سرائے سابق کے دروازہ کے روبرو سن ہجری بارہ سے انسٹہہ مین

میر سعادت علی سابق میر منشی اجنٹی راجپوتانہ نے بنا کر کے دنیا مین نام اور عقبی کا کام کیا
ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق بسمت جنوب بنا ہوا ہے مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی
لوح مین بخط طغرا یہہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ؂ میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح
مسجد و چاہے کہ ہست از چشمہ آب بقا ؂ آنکہ از باقر علی تا بہ علی میر سلسلہ
حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا ؂ ساختہ شد این مکان کرد بدل اجر آن
از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا ؂ از پئے این سال نیک گفت ہمایون سروش
چشمہ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا ؂ کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سن ۱۲۶۹ ہجری
اب مسجد کے روبرو بسبب تعمیر ہونے اسٹیشن ریلوی کے بہت رونق اور گلزاری
ہوگئی ہے اور ہوتی جاتی ہے قریب اسکے پہلے چشتی چمن تہا اب چشتی چمن کے
اوس مقام پر سرائے پختہ سرکار درگاہ کیطرف سے بہت خوشنما تعمیر ہوگئی ہے اسکی
لاگت مین تخمیناً چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا ہے ؂

مقبرہ عبد اللہ خان

نام انکا سید میان اور لقب شاہی عبد اللہ خان بارہ کے سیدون مین
کمال دلاور اور بڑے بہادر تہے فرخ سیر بادشاہ کے عہد سلطنت مین انکا خوب
عروج تہا پنجہزاری منصب رکہتے تہے سیر المتاخرین مین حال انکا مفصل لکہا ہوا ہے
الغرض سید میان نے اپنی حیات مین اس مقام پر ایک باغ معہ مسجد کے سن ہجری
گیارہ سو پندرہ مین دانشمند خواجہ سرا کے اہتمام سے بنوایا اور آنا ساگر کی نہر پر ہزار ہا
روپیہ صرف کر کر باغ ڈالی تہوڑے عرصہ کے بعد منزل عدم کی راہ لی وسط باغ مین
دفن کئی گئے سن ہجری گیارہ سے بائیس مین امیر الامرا سید حسین علیخان وزیر
فرخ سیر بادشاہ دہلی نے جو سید میان کا خلف الرشید تہا سنگ مرمر کا
مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے سید میان کی قبر پر تعمیر کرایا یہہ کتبہ مقبرہ کی

محراب جنوبی پر بخط نستعلیق کندہ ہے ؛ ہو الغفور الرحیم

امیر عادل عبد اللہ خان عالیشان ؛ چو رخت بست ز دار فنا بدار جنان
حسین خلق علی جود شیر تابان ؛ کہ ہست حسین علیخان باتفاق جہان
دیانت آئین یعنی ہدایت اللہ را ؛ اشارہ کرد ز ابروے حکم لطف نشان
کہ بہر سید شاہی لقب بہشت نشین ؛ بنا کنند چو فلک روضہ علو انشان
بہر پرسش غیب ز سال بنائے اشرف او ؛ بگفت روضہ عالی بگوش دل پنہان

یہہ مقبرہ خوشنما اور محکم بنا ہوا ہے پہلے مقبرہ کی چار دیواری کے اندر بہت تحفہ باغ تہا اب اوس باغ کا تو نشان بہی باقی نہین ہے مگر مقبرہ کے غربی جو سنگی مسجد بنی ہوئی ہے اوسکے کتبہ سے ظاہر ہے کہ یہان باغ بہی تہا چنانچہ مسجد کی محراب پر بخط نستعلیق یہہ کتبہ کندہ موجود ہے ؛ از اہتمام دانش تعمیر این مکان ؛ آراستہ بروے زمین باد عبادان
باغے و مسجد یست نشان از چنین جہان ؛ تاریخ این بنائی نکو روضہ جنان ؛

اس مسجد کے صحن مین بہت پاکیزہ فرش سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے مسجد کے ہم پہلو دو حجرے واسطہ عبادت اور وظیفہ وظایف کے بنے ہوئے ہین ؛ سید میان کے مقبرہ کی چار دیواری کے اندر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت پاکیزہ و نفیس دس گز طول و عرض کا بنا ہوا ہے اوسپر ایک محوطہ سنگ مرمر کا جالیدار ہے اسمین عبد اللہ خانکی بیوی دفن ہین جسقدر خوش اسلوب اور نازک یہہ محوطہ بنا ہوا ہے اوسیقدر مضبوط بہی ہے گرد ان مقبروں کے پختہ چار دیواری کہنچی ہوئی ہے دو دروازے چار دیواری کے ہین مگر ایک دروازہ نہایت شاندار سنگ مرمر کا سمت شمال ہے جسکی محراب پر الباقی من کل فانی اور سن ہجری گیارہ سو ستائیس سن چار جلوس فرخ سیر بادشاہ غازی کندہ ہے ابتدا عملداری سرکار انگریزی مین یہان جہلی خانہ تہا اور بعد تعمیر جہلخانہ جدید کے عرصہ تک زراعت ہوتی رہی اب بسبب ٹوٹ جانے سرا قدیم کے یہان سرا ہو گئی ہے ؛؛

مزار مدار شاہ مجذوب

یہہ بزرگ روشن شاہ کی مرید تہے اور وہ ہمیشہ گنگوانہ مین جو اجمیر شریف سے چار یا ساڑہے چار کوس کے فاصلہ پہ ہے رہا کرتے تہے وہ بہی درویش کامل تہے اور یہہ بہی مجذوب زبردست تہے اکثر لوگ انکے دیکہنے والے انکی کرامات کے قایل ہین قریب المرگ اسی درخت کے نیچے جو اب آپ کے مزار کے گرد قدرت الہی سے گنبد بن رہا ہے اور پہلے خشک تہا جب نشست ٹہیری تو قدرت خدا کی وہ چال کا درخت سرسبز ہوگیا یہان تک کہ شاخین اوسکی زمین سے لگ گئین بعد انتقال اسی جگہہ دفن کئے گئے اکثر لوگ انکی قبر پر جاتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ۔ جو بقا اپنی فنا سمجہے وہ دکہہ بہرتے نہین جو مٹی ہو زندگی مین وہ کبہو مرتے نہین

مقبرہ حسین علیخان

یہہ مقبرہ عبد اللہ خان کے مقبرہ کے غربی فصیل شہر کے قریب امیر الامرا سید حسین علیخان فرخ سیر بادشاہ کے وزیر کا ہے اسکی بنا کو تخمیناً ڈیڑہ سو برس گذرے تاریخ چہٹی ذالحجہ سن ہجری گیارہ سو چبیس ہین میر حیدر کے ہاتہہ سے نواح فتحپور مین شہید ہوئے اگرچہ میر حیدر نے واسطے طمع دنیاوی کے ایسے دلاور کو دغا سے بضرب پیش قبض ہلاک کیا مگر اوسیوقت غیرت خان سید مغفور کے خواہر زادہ نے اوسکا بہی کام تمام کردیا واقعی دنیا دار مکافات ہے اس ہاتہہ دے اوس ہاتہہ لے نواح فتحپور سیکری سے سید حسین علیخان اور غیرت خان کا جنازہ بڑے جلوس سے اجمیر مین پہونچایا گیا بعد دفن کے عمارت عالیشان بنائی گئی اب تعویذ مزار تک ندارد ہے اور مقبرہ کی یہہ صورت ہے کہ چارو طرف سے بند کرکے بطور کوٹہی کے بنالیا ہے پہلے گورنمنٹ کالج

اسمین تہا اور اب صاحب لوگ بکثرت رہتے ہین ؛

تالاب بیسلہ

یہہ تالاب اسٹیشن ریلوی کے قریب جسجگہہ سرا کہیڑ کر اسٹیشن بنایا گیا ہے اجمیر کے شرقی راجا بیسلدیو نے بنایا ہے تواریخون سے ثابت ہے کہ اس تالاب کے گرد صدہا بتخانے بنے تہے پہلے تو سلطان محمود غزنوی کے وقت مین وہ مسمار ہوئے اور دوبارہ سلاطین غوری نے اونکو نیست و نابود کیا کہتے ہین کہ محیط تالاب کے پتلیان تو مرہٹہ کی عملداری تک موجود تہین اور اس شمار پر پتلیان بنائی گئی تہین کہ جسوقت پتلیون کے منہہ تک پانی تالاب کا آتا سب کے سر پر سے فوارے اچہلتے تہے تالاب کا فرش بہی سنگین تہا مگر مٹی مین دب گیا وسط تالاب کے دو ٹیلے مین انپر راجا کے محل بنے ہوئے تہے جہانگیر بادشاہ نے اس تالاب پر مکانات بنوائے تہے اور اونہنے ملاقات ساتھہ سفیر جارج اول شاہ انگلستان کے اسی مقام پر کی تہی اور ایک چہرٹ چار اسپہ اوسنے شاہ کی نذر کیا تہا جسکو بادشاہ نے رتہہ فرنگی کرکر لکہا ہے اب نہ وہ محل ہین نہ پتلیان نہ فرش فی الواقع جسوقت محل بنے ہوئے ہونگی اور پتلیونکے سر پر سے فوارے چلتے ہونگے تو عجب کیفیت اور بہار ہوتی ہوگی اب اونکا نام ونشان بہی باقی نہین رہا دور اس تالاب کا دو میل سے زیادہ موسم بارش مین ہوجاتا ہے اگرچہ کنارے کے گہاٹ اکثر جگہہ سے ٹوٹ گئے ہین مگر نشان اونکے اب تک موجود اور باقی ہین یہہ تالاب بشکل انڈے کے گول ہے ؛

شاہ مدار کا چلہ

یہہ چلہ سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کا شہر اجمیر کے شرقی پہاڑ پر واقع ہے اسجگہہ آپ عبادت باری مین مشغول رہتے آخرالامر بموجب فرمان حضرت خواجہ خواجگان آپ مکنپور کو تشریف لیگئے یہہ چلہ تخمیناً سات سو فٹ بلند پہاڑ پر بنا ہوا ہے یہان ایک گنبد پختہ اور اسکے آگے حوض پانیکا بنا ہوا ہے حوض کے کنارے ایک چھتری جمن جتی کے جو حضرت شاہ مدار کے مریدون مین تہا بنی ہوئی ہے تاریخ اٹہارون جمادی الاول کو وہان میلہ ہوتا ہے کثرت سے خلقت جاتی ہے خصوصاً عوام ہندو مسلمان کی عورات اکثر فقیر مداری جلالی وہان آتے ہین لوگ نذرین چڑہاتے ہین منتین اوتارتے ہین ؛

فصل پانچوین بذکر تعمیرات جنوبی شہر ؛

عیدگاہ

یہہ عیدگاہ نواب میرزا چمن بیگ ولد مرزا عادل بیگ نے سن ہجری گیارہ سو ستاسی مین بنوائی ہے جنکے فرزند مرزا عزیز اللہ بیگ کی اہلیہ نے راقم کو بوجہ رشتہ ہمشیرہ زادگی اپنا فرزند خوانده اور متبنی کیا ہے ایک لاکہہ روپیہ واسطے تعمیر عیدگاہ کے حضرت مولانا شمس الدین کے پاس مقام اجین سے بہجوایا تہا مولانا صاحب موصوف نے مرزا احمد علی بیگ ولد مرزا غلام محمد بیگ مرحوم احدی شاہی کے اہتمام سے جو عاصی کے نانا ہوتے ہین عیدگاہ کو بنوایا حق تو یہہ ہے کہ اس نواح مین سو سو کوس تک ایسی باوسعت اور خوبصورت عیدگاہ دیکہنے مین نہین آئی طول اسکا ایک سو تیس گز اور عرض چالیس گز سرکاری ہے پانچ دروازے شرقرویہ پیش عیدگاہ اسیقدر طول اور باون گز عرض مین چار دیواری پختہ کے اندر بانچہ ہے وسط کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ قطعہ تاریخ کندہ ہے ؛ شہ ملک توحید خواجہ معین

جبین پرورش سود عرش برین ✤ ز فیضش شده فروزیب جہان
یگانہ زمان فخر دین متین ✤ ز لطف و کرم ان ولیّ اللہ
شده شمس دین نور شرع مبین ✤ ز عونش بنا کرد این عیدگاه
چمن بیگ از روے صدق و یقین ✤ بتاریخ سالش خرد این بگفت
بشد آراستہ معبد اہل دین ✤

آپ مہاراجہ مادہوجی سیندہیا کیطرف سے صوبہ مالوہ تہے لکوکہا روپیہ تعمیر مساجد وغیرہ کار خیر مین صرف کرکر عقبیٰ کا کام کیا دنیا مین نام کیا بعد فوت کے جنازہ انکا بموجب وصیت کے اجمیر مین آیا درگاه شریف مین سبیل کے متصل مدفون ہین قبر انکے سنگ مرمر تحفہ سے بنائی گئی لوح مزار پر یہہ مناجات کندہ ہے ✤ بادشاہا جرم ما را درگذار ✤
ماگنہ گاریم تو آمرزگار ✤ تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم ✤
جرم بے اندازه بیحد کرده ایم ✤ مغفرت دارم امید از لطف تو
زانکہ خود فرمودهٔ لا تقنطو ✤ بحر الطاف تو بی پایان بود ✤
ناامید از رحمتت شیطان بود ✤ عبدک المعروف بالعصیان وانت المعروف بالغفران ✤

نیا کالج

اسمقام پر پہلے تو کرنیل ڈکسن صاحب نے بہت وسیع باغ کی بنا ڈالی تہی درخت بہی نصب ہونے جاتے تہے مگر صاحب موصوف کی عمر نے وفا نہ کی یہہ باغ ناتمام رہگیا سن عیسوی اٹھارہ سو اڑسٹھہ مین اسمقام پر نیا کالج کی تجویز ہوئی چنانچہ تاریخ سترہوین فروری سن مذکور مین یہان صاحبان انگریز اور رؤسای اجمیر کا جلسہ ہوا سہ پہر کو بنیاد اسکی کرنیل کٹنگ صاحب بہادر رزیڈنٹ راجپوتانہ نے

اپنے دست خاص سے رکھی مکانات اسمین بمرتبہ فرحت افزا د نہایت اعلی بنے ہین باغچہ بھی پیش کا لچ بہت خاصا پرفضا لگا ہوا ہے ؛

ملّوسر

یہہ پانی کا چشمہ پہاڑ کے دامن مین سنگین بنا ہوا ہے کسی زمانہ مین چشمہ کے اوپر سمت دکہن باغ تہا اب بہی جامن کے درخت اوس قطع مین موجود ہین اس حوض کو یہانکے لوگ بڑا ملوسر کہتے ہین قریب اسکے دوسرا حوض اکتالیس گز مربع طول اور عرض کا نہایت خوش وضع ہے شرقی جنوبی زنانے گہاٹ واسطہ عورات کے بنے ہوئے ہین پرندہ بہی اونکو نہ دیکہہ سکے پہر آدمی کی تو کیا مجال ہے اگرچہ اسکے بہی شرقی جنوبی طرف باغ لگے ہوئے تہے مگر اب جنوبی باغ کا تو نشان بہی نہین ہے مگر شرقی سمت کا باغ ویران اب تک بہی موجود ہے مسجد پختہ اس باغ مین ہین چار ہین ایک مسجد کے روبرو مربع حوض بنا ہوا ہے مگر شکستہ حال اور خراب اکثر باغ کے تختون مین زراعت ہوتی ہے اور بعضے قطعون مین اقسام اقسام کے درخت کہڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے نہرونکی جگہہ پانیکی وہو رہے بلبل کی جگہہ بوم شوم کا مسکن نہ چمن نہ گلشن ہے جہان رقص کرتے تہے طاؤس باغ ؛ مین اب بولتے اون منڈیر پہ زاغ ؛ ان حوضون کی بنا کا حال کسی تواریخ مین راقم کی نظر سے نہین گذرا مگر بوڑہے بوڑہے آدمیون کی زبانی ایسا معلوم ہوا کہ ملوخان اور مولاخان کے بنا سے ہوئے ہین اور ان چشمونمین ایک کا نام ملوسر اور دوسرے کا نام مولاسر ہے مگر میری راے مین یہہ دو نو حوض باپ بیٹونکے جسکا نام ملو اقبال خان اور بیٹے کا نام ملوخان تہا جسنے بعد زوال سلطنت خلجیہ کے اپنا لقب سلطان قادر کیا تہا بنوائے ہین بلکہ عرصہ تک ملوخان سلطان محمود خلجی کیطرف سے

حاکم اجمیر کا اور بعد فوت سلطان موصوف کے بطور خود حکمران رہا ہے اور اسیجگہ فوت
ہوا آیندہ العلم عند اللہ ۔ عشرہ محرم کے روز ان حوض پر خلقت کا بڑا اژدحام ہوتا ہے
اکثر تعزیہ دار اپنے اپنے تعزیونکو اسی جگہہ سیراب کرتے ہین مگر خدامو سنکے تعزیے
بڑے جلوس اور روشنی سے قریب پچھلی رات کے یہان پہونچتے ہین اور دفن کیے جاتے ہین
اگرچہ تمام دن عشرہ کے یہان خلقت کا انبوہ رہتا ہے لیکن شب کو بڑی دہوم دہام ہوتی ہے

سیسہ کان

شہر پناہ اجمیر کے قریب سیسہ کی کان بہت دور تک پہاڑ کے اندر بطور
کہو کے چلی گئی ہے بعض جگہہ کان کے اندر پانی کے ڈہیر سے بہرے ہوئے ہین
عجب تر کیفیت یہہ ہے کہ جیٹھہ بیساکہہ کے مہینے مین کان کے اندر سردی کا سا
موسم رہتا ہے اگر گرمی کا مارا ہوا کان مین چلا جاوے تو فوراً جسم خنک ہو جاوے
بلکہ تہوڑی دیر کے بعد بسبب سردی کے بدن کانپنے لگے موسم گرما مین اکثر لوگ وہان جاکر
سردی کا لطف اوٹہاتے ہین پانی بہی یہانکا نہایت سرد ہوتا ہے مگر یہہ مقام جیسا گرمی کے
موسم مین سرد رہتا ہے اوسیقدر سردی کے موسم مین گرم پہلے منون سیسہ روزمرہ نکلتا تہا
اب عرصہ سے سرکار نے بند کرا دیا ہے یہہ جگہہ بہی قابل دید ہے ؀

بڑے پیر صاحب کا چلہ

یہہ مقام فرحت افزا پہاڑ کے اوپر واقع ہے وجہ تسمیہ اسکی یون ہے کہ ایک
شخص سید سونڈا نام قوم کا سید بغداد شریف سے غالباً درگاہ حضرت پیران پیر قدس اللہ

سرہ العزیز کی اینٹ اوٹھالایا تہا قریب مرنیکے لوگون سے یہہ وصیت کی کہ بعد میرے
اس خشت کو تعویذ قبر مین لگا دینا یہہ وصیت کر کر سید مذکور فوت ہو گیا لوگون نے
بموجب وصیت کے عمل کیا یعنے اوس خشت کو قبر مین چن دیا شدہ شدہ یہہ مقام
حضرت محبوب سبحانی کے چلہ کے نام سے مشہور ہو گیا پہلے نواب جمشید خان مرحوم نے
جو نواب امیر خان والی ٹونک کے رفیقو نمین تہا شمال رو دالان دو درجے کے بناکر
رونق اسکی دوچند کر دی بعد اسکے شیخ اصغر علی نے جو اس چلہ کے متولی تہے اور کار خیر
مین انکی ہمت بہت مصروف تہی گنبد اور مسجد اور صحن پختہ بنوایا چونکہ یہہ مقام بلندی پہاڑ پر
واقع ہے بسبب نہونے چشمہ اور حوض کے خلقت کو نہایت تکلیف ہوتی تہی اس
جہت سے حکیم ارشاد علی جاگیردار نے جو اس چلہ کے متولی ہین قریب دروازہ کے بہت
ستہرا پختہ حوض خوشنما اور دالان پر فضا اور چند دروازے اور صحن بنواکر دارین مین نیکنامی
لی اور رونق اسکی چوگنی ہو گئی اس حوض کی بنا کو پچیس برس ہوئی اب بارہ مہینے حوض مین
بافراط پانی رہتا ہے شہر اجمیر کی کیفیت اور بہار اسمقام سے خوب نظر آتی ہے
ربیع الآخر کے مہینے مین نوین تاریخ سے گیارہوین تک بہت اچھا میلہ اس جگہہ ہوتا ہے
ہر شب روشنی ہوتی ہے مگر قل کے روز اژدحام خلائق کا بکثرت ہوتا ہے کل مرد عورت
حاضرین میلہ کو عموماً شیرینی اور خصوصاً مشائخین اور عابدین کو دستارین سرکار درگاہ کیطرف سے
ملتی ہین ؛

فصل چھٹی تالاب پہکر کے بیان مین ؛

پہکر

اجمیر سے تین کوس پر سے پہکر ہے اگرچہ ہنود کہتے ہین کہ عمق اس تالاب کا
آج تک کسینے نہین پایا تہ کو اسکے پانون کسیکا نہین لگا کیونکہ اسمین پاتال پہوٹی ہوئی ہے

لیکن یہہ بات قیاس مین نہین آتی کیونکہ جہانگیر بادشاہ نے جب دریافت کرایا تہا تو
اوسوقت بارہ گز سے زیادہ نہ نکلا تہا ظاہرا یہہ سبب معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب مین
مگرمچہ بہت ہین جنکے خوف سے کوئی غوطہ نہین لگاتا ہندؤنکا یہہ بیان ہے کہ اسمقام پر
برہما نے جگ کیا تہا اور یہہ پہکر ہون کنڈ ہے یعنے آتشکدہ کہ جسمین جگ کیوقت
میوہ جات اور غلہ وغیرہ آگ روشن کرکر ڈالتے ہین فی الواقع ہندؤنکا بڑا تیرتہہ
ہے بلکہ سارے تیرتہون کا گرو جانتے ہین اور اسی سبب یہہ بہی کہتے ہین کہ اگر انسان
سارے تیرتہون مین پہرے اور روے زمین کے مندرونکی پوجا کرے جب تک
اسمین نہ نہاویگا تو ثواب کچہہ نپاویگا کتاب اخبار الاصفیا مین لکہا ہے کہ ہندوستان مین
سب سے پہلی جو حوض زمین پر کہودا گیا ہے وہ پہکر ہے اور ہندوون مین جو لوگ قیامت
ہونیکے قایل ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی غرض اعتقاد
اس قوم کا یہہ ہے کہ زمین کی دو آنکہین ہین داہنی آنکہ تالاب پہکر اور بائین آنکہ کہتا پچہ
تالاب مگہیالی کی حدون مین متعلق صوبہ پنجاب لاہور الغرض شکل اس تالاب کی ایک
بیقاعدہ بیضاوی ہے اسکے کنارونکے گرداگرد خصوص جانب مشرق جہان دلدل تا
دامن کوہ پہیلی ہوئی ہے مختلف اقسام کی عمارتین بنی ہوئی ہین ہر ہندوکے خاندان کے
لئے یہان ایک طاق بنا ہوا ہے تاکہ جب دنیاوی کام سے فراغت حاصل ہو وہان
بیٹہکر عبادت کرے بڑے بڑے مشہور انمین وہ ہین جو کہ راجا مان سنگہہ والی آمیر
اور اہلیا بائی رانی ہولکر و جواہر مل ساکن بہرتپور و بجے سنگہ رئیس مارواڑ نے بنائی ہین
سمادین بہی یہان بیشمار بنی ہوئی ہین چنانچہ سمادہ جے آپا جو ناگور مین قتل ہوا تہا اور سمادہ
اوسکے بہائی سنتاجی کی جو اس شہر کے محاصرہ مین مارا گیا تہا اسجا پر بڑی عالیشان
بنی ہوئی ہین سب سے زیادہ شاندار عمارت اسجا کی برہما کا مندر ہے جسکو گوکل پاریکہ
خزانچی مہاراجہ سیندہیہ نے ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ صرف کرکر بنوایا ہے اسمین

چوکہی مورت سنگ مرمر کی ترشی ہوئی ہے اوسکے کلس کی جگہہ بشکل چلیپا بطور صلیب کے
لگی ہوئی ہے بنیاد اسکی برہمن لوگ یون بیان کرتے ہین کہ قبل از پیدائش مخلوقات خالق نے
ارواح پاک آسمانی کو اس جگہہ پر جمع کیا تہا اور رسمیات پوجا کی عمل مین لائی گئین اس متبرک
جگہہ کے گرد فصیل کہڑی کی گئی تہی کہ ناپاک ارواحین اوسکے اندر دخل نہ پاسکین
اور یہہ ثبوت پیش کرتے ہین کہ چارون طرف چار پہاڑ جہیل کے پرے جدا جدا کہڑے ہین
اس جہیل مین قنات کہڑی کی گئی تہی وہ پہاڑ جو بجانب جنوب واقع ہے بنام رتناگڈہ معروف ہے
اوسکی چوٹی پر شوالہ ساوتری بنا ہوا ہے اوسکے جنوب کیطرف جو پہاڑ واقع ہے وہ
نیلگری یا کوہ نیلگون کہلاتا ہے بجانب شرق جو پہاڑ ہے اوسکو کٹ کا نگر کہتے ہین
اور جو بجانب مغرب ہے وہ بنام سونا کورو نامزد ہے نندا یعنے مہادیو کا گہوڑا اوسکی
گہاٹی پر بدین نظر رکہا گیا ہے کہ وہ ریگستان کی ارواح ناپاک سے محافظت کرے
کنہیا بہی یہی کام بجانب شمال کرتا ہے یہان ہوم ہوا تہا لیکن از بسکہ ساوتری قبیلہ برہما
برہما وہان موجود نہ تہی اور تلاش کئے سے بہی کہین نہ پائی چونکہ ادا رسمیات ہوم بغیر
عورت کے متعذر ہے اسلئے ایک گوجری خوردسال کو ساوتری کی جگہہ بٹہا دیا تہا
یہہ سنکر ساوتری ایسی ناراض ہوئی کہ وہ رتناگڈہ پہاڑ مین چلی گئی اور وہان جاکر غائب
ہو گئی اسمقام پر ایک چشمہ پانیکا نکل آیا جو اتبک اوسیکے نام سے نامزد ہے بروقت
ادا کرنے ان رسمیات کے مہادیو جو بہولا ناتہہ بہی کہلاتا ہے اور مدام مخمور رہتا ہے
آگ کو بجہانا بہول گیا وہ آگ پہیل گئی اور غالباً کل دنیا کو جلا دیتی لیکن برہما نے ریت سے
اوسکو بجہا دیا اس سبب سے ریت کے ٹیلے موجود ہین بعد ازان ناہر راو پڑیہار راجہ
منڈور جسکو جذام کی بیماری تہی شکار کے پیچہے گہوڑا دوڑا سے اس میدان مین آگیا
اور یہان پہونچکر اوسنے اپنے ہات اس چشمہ مین دہوئے فوراً جو بیماری اوسکو
لاحق تہی جاتی رہی جب تو اوسنے یہان تالاب کہدوایا اور ہمیشہ اسی تالاب سے پانی پیتا

یہہ اصلیت اسقام کی تواریخ ٹاڈ راجستان مین بہی مرقوم ہے ۞ الغرض اننددیو راے پتہورا کے دادا نے اس تالاب کا باندہ باندہا اور اکثر جا سیڑہیان سنگین تالاب مین بنا کر کنارونکو خوش اسلوب کر دیا چارو نطرف ستہرے ستہرے گہاٹ اور مکانات حویلیان مندر شوالے بڑی بڑی لاگت کے اکثر رئیسون اور سیٹہون کے بنے ہوئے ہین کنارہ جنوبی پر ایک محل اکبر بادشاہ کا بنوایا ہوا تہا مگر اب صرف اوس محل کے نشان باقی ہین پورب اور اوتر کیطرف تالاب پہکر کے بستی ہین اکثر برہمن لوگ رہتے ہین بستی کے بیچون بیچ کیشوراے کا ایک بتخانہ تہا بعضے برہمن اوسکو کلیان سے منسوب کرتے ہین عالمگیر نے اوس مندر کو توڑوا کر بجاے اوسکے ایک مسجد عالیشان سنگ سرخ کی بنوائی ایک قدیم بتخانہ اس بستی مین بارہ کا تہا جسکو جہانگیر بادشاہ نے مسمار کیا توزک جہانگیری مین اس بادشاہ نے حال اس مندر کے مسمار کرنیکا یون لکہا ہے کہ سن ہجری ایک ہزار بائیس مین تاریخ ساتوین ماہ ذالحجہ کو بہ قصد سیر و شکار تالاب پہکر پر کہ معبد ہنود کا ہے متوجہ ہوا اتفاقاً شکار مرغ آبی وغیرہ کے پہر اجمیر مین آیا پہکر مین دیول بہت ہین منجملہ اونکے رانا شنکر نے کہ بیرے یہان امراے عظیم سے ہے اوسنے ایک مندر کئی لاکہہ روپیہ کی لاگت کا بنایا تہا اور اوسمین ایک صورت سنگ سیاہ سے تراشی ہوئی کہ سر اوسکا مثل سور کے اور جسم آدمیکا دیکہنے مین آئی عقیدہ ہنود کا یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے یہی صورت بنائی ہے اوس صورت کو مینے توڑکر تالاب مذکور مین ڈلوادی لوگون نے کہا کہ عمق تالاب کی انتہا نہین معلوم کرایا تو بارہ گز سے زیادہ گہرا نہ تہا اور دو تالاب کا پیدہ کوس ہ بستی کے اندر بعد ضعف سلطنت اگرچہ شوالے اور مندر بڑی بڑی لاگت کے بنگئے ہین مگر تالاب کے کنارہ کی عمارتین سب کی سب دلچسپ اور قابل سیر کے ہین پورب کیطرف ناگ پہاڑ واقع ہے اس پہاڑ کا اور ندی وغیرہ کا پانی پہکر مین آتا ہے

آمد کیطرف کوئی مکان نہین ہے جب سورج تل راس یعنے آفتاب برج میزان مین آتا ہی ہزارون زن و مرد دور دور سے آتے ہین علاوہ انکے اتیت جوگی تپشی بہی صدہا کوس سے آکر وہان ٹہیرتے ہین اور کاتک کی گیارس سے پونون تک ثواب عظیم جانکر نہاتے ہین یہہ میلہ اکثر ملکون مین مشہور ہے ہر قسم کے بیوپاری جمع ہوتے ہین گہوڑے اونٹ بیل مارواڑ وغیرہ کے سوداگر لاکر بیچتے ہین اور خاص کر لوگ اس میلہ سے یہہ جانور بہت خرید کرتے ہین چنانچہ بیل اور اونٹ مارواڑ کا اکثر اسی میلے سے سب طرف خرید اجاتا ہے سوداگران اسپ کو سرکار انگریزی کیطرف سے ہزارہا روپیہ توصرف انعام مین ملجاتا ہے اور منافع خاطر خواہ انعام سے علیحدہ کثرت خلایق کو سون چہہ دن تک رہتی ہے قریب اسکے کنشت پہکر جو بوڑہے پہکر کے نامسے معروف ہے اوسکو ہنود شیو کا بتلاتے ہین تیسرا مدہ پہکر جو موضع ٹہرلہ کے متصل ہے مگر ان دونون تالابون پر کوئی میلہ بہی نہین ہوتا اور نہ کچہہ تعمیرات اس لایق ہین جنکا ذکر کرنا واجب ہو پہلے سڑک پہکر کی موضع کہربگیری کے قریب ہو کر جاتی تہی اور پیدل کا راستہ نوسر کے قریب قدیم گہاٹی کہ جسمین گذر گاڑی کا نہ تہا اوسکو دولت مل سیٹہہ نے بنا کی پہر میکناٹن صاحب سپرنٹنڈنٹ نے پہاڑ کو کٹوا کر دوسری جگہہ بموافق گذر گاڑی کے سڑک طیار کی مگر برسات مین خراب ہو جاتی تہی اب سرکار دولتمدار دام اقبالہ نے دونو گہاٹیون کے بیچ مین پہاڑ کاٹ کر ایک اور سڑک بنوانی شروع کی ہے جب یہہ طیار ہو جاویگی پہر تو ہر طرح کی سواری بلے دقت گذر کر سکے گی ؛؛ ؛؛؛؛

باب تیسرا قلعہ تارا گڈہ کے حال مین ؛ فصل پہلی بذکر بنیاد قلعہ تارا گڈہ ؛

	کوہ اربلی	

زہے کوہ اجمیر عنبر سرشت ؛ مقام سر مقتدایان چشت

چہ کوہ ہے کہ چون سود بر اوج سر ۞ محیط سپہرش بود تا کمر ۞
نماید حجرم مہ و آفتاب ۞ بران کوہ مانند چشم عقاب ۞
چو خورشید در روے عیان شب‌ہا ۞ کواکب بود ریگ آن چشمہ‌ہا
بسی نسر طائر بگردون شتافت ۞ کہ بر قلہ اش راہ یابد نیافت
شود گر از ان قلعہ سنگے رہا ۞ بریزد فلک را ز ہم قلعہ‌ہا
نہ بر قست ہر سو درخشان ز تیغ ۞ کہ آن کوہ را سود بر چرخ تیغ
ز بالای آن قلعہ گاہ نگاہ ۞ فلک چشمہ و چشم ماہیست ماہ
بر و سیل آن قلعہ پر شکوہ ۞ ہزاران چو الوند و البرز کوہ ۞
چو برخیزد از دامن آن عقاب ۞ فتد سایہ اش بر مہ و آفتاب
ہمین طالبا رفعت پایہ اش ۞ کہ حب اگر د خورشید در سایہ اش
ہندی کتابون مین اس پہاڑ کو جسکے دامن مین اجمیر بستا ہے اربلی پربت کر کر لکہا ہے
جو کہ زبان سنسکرت مین اربل معنے عمر کے ہین اسلئے اسکو عمر کا پہاڑ یعنے قدیم سے مشہور پہاڑ
کہتے ہین بلکہ اسی سبب سے زمانہ سابق مین اس پہاڑ کے نیچے جو بستی تہے اوسکو اودیم
کہتے تہے یعنے ہمیشگی کا پہاڑ غالبا پہاڑ کے نام سے یہہ آبادی ابتدا مین مشہور ہوئی

باب تیسرا

قلعہ تاراگڈہ

سورخان ہندی یون کہتے ہین کہ قدیم نام اس قلعہ کا تاراگڈہ ہے وجہ تسمیہ اسکی
یہہ ہے کہ بال سنگرپو کا بہائی راجا رام چند کے لشکر مین فوج بوزنہ کا سردار تہا اوسکی
عورت سے کہ نام اوسکا تارا تہا یہہ قلعہ اربلی پربت پر بنوا کر نام اوسکا اپنی نام پر تاراگڈہ
رکہا کئی لاکہہ برس اسکی بنا کو گذرے ۞ ہر چند کہ اسکی مدت تعمیر مین بہت کچہہ مبالغہ معلوم

معلوم ہوتا ہے مگر قدیم ہونا اس قلعہ کا دوسری کتابون سے بہی ثابت ہے چنانچہ اخبار الاخیار
مین جو بہت معتبر کتاب ہے یون لکہا ہے کہ پہاڑ کے اوپر ہندوستان مین جو دیوار
قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ اسی تارا گڈہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ صاحب نے
تواریخ ٹاڈ راجستان مین اس قلعہ کو اجیپال چکوا کا بنا کیا ہوا لکہا ہے جسکے عہد کو
کچہہ اوپر ستترہ سو برس گذرے الغرض جب رائے پتہورا سمت گیارہ سو پندرہ راجا
بکرماجیت مین پیدا ہوا اور بلوغت کو پہونچا راجا بیسل دیو نے جو پتہورا کا باپ تہا اپنی
جین حیات مین پتہورا کو ولی عہد اپنا کیا اوسی عرصہ مین راجا پتہورا نے ناگ پہاڑ پر قلعہ
بنانیکا ارادہ کیا کئی ہزار مزدور اور بیلدار کار تعمیر کرنے لگے کہتے ہین کہ جو عمارت دنکو بنائی
جاتی تہی رات کو گر جاتی تہی بہر حال اب تک ناگ پہاڑ پر قلعہ کی بنیادوں کے نشان موجود
ہین القصہ جب رائے پتہورا نے ناگ پہاڑ کی قلعہ کی تعمیر کو کسی خاص وجہ سے ادہورا
چہوڑا تب گڈہ بیٹلی پر یہہ قلعہ بنا کیا اٹہہ سو فٹ بلند پہاڑ پر قلعہ تارا گڈہ بنا ہوا ہے
اور اس مقام پر یہہ جاننا بہی ضرور ہے کہ سب خاص و عام کی زبان پر بیٹہلی گڈہ بہی اسی
قلعہ کا نام ہے جسکو تارا گڈہ بولتے ہین ہر چند کہ نہایت قدیمی ہونا اس بنیاد کا کتابون سے
ثابت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن یون خیال کیا جاتا ہے کہ وہ عمارت قدیم
جو اصلی تارا گڈہ اور بیٹہلی گڈہ کے نام سے وقتاً فوقتاً مشہور تہی مسمار اور منہدم
ہو گئی تب رائے پتہورا نے اوس جگہہ پر یہہ عمارت قلعہ بنوائی جو اب تارا گڈہ مشہور ہے
یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بہت خوبصورت اور کمال مستحکم بنا ہوا تہا مگر سرکار انگریزی کی
عملداری مین جو اسکی مرمت موقوف ہو گئی بلکہ مغربی دروازہ کی پاس کی فصیل بہی کسی مصلحت سے
ڈہا دی گئی ہے اسلئے اوسکی اصلی وضع مین تفاوت ہو گیا پہلے سن ہجری پچانوے مین
ولید بن عبد الملک نے ایک فوج جرار بہیجکر ہندوستان مین تہلکہ ڈالا اوس فوج
والے مسلمین نے بڑے بڑے معرکے کئے یہانتک کہ پہلے تو تمام سندہ مین اونہون نے

اپنا عمل دخل کر لیا اور بہت سے راجاؤنکو اپنا باج گذار کیا اوس فوج کے سپہ سالار محمد قاسم نے
گجرات کو فتح کر کر اجمیر پر چڑہائی کی اوسوقت دولہا راے نے مقابلہ کیا بعد بہت سی
کشت و خون کے دولہا راے معہ اوسکے فرزند لوت نامی کے مارا گیا اور قلعہ
اول جمادی ۸۴ ہجری مین فتح ہوا یہان بخوبی تسلط کر کر محمد بن قاسم نے چتوڑ گڈہ کی جانب
نوبت کی لیکن وہان باپا سے شکست کہائی اور اولٹا اجمیر کو پہر گیا۔

فصل دوسری

حضرت امیر سید حسین کے تشریف لانے اور منصب شہادت پانیکے بیان مین

آپکا ذکر خیر کتب تواریخ خصوصاً چہار گلشن اور تواریخ فرشتہ وغیرہ مین یون
لکہا ہے کہ آپ قوم کے سید اولاد مین حضرت امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام
بن حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے ہین شہاب الدین غوری کے امیرون مین
افسر فوج کے تہے جب سلطان مذکور راے پتہورا پر فتحیاب ہوا اور قطب الدین
ایبک کو نایب سلطنت کر کر ہمراہ سوالک محالات کوہستان غارت کرتا ہوا
غزنین پہونچا سلطان قطب الدین ایبک نے سید حسین مشہدی کو جو عظم بزرگوار
سید حسین خنگ سوار کے تہے قلعہ دار اجمیر شریف کا کر دیا ایک روز سید حسین
مشہدی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو خواب مین دیکہا کہ آپ
فرماتے ہین اے فرزند تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین سے
کر دو جب آپ بیدار ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے جو اوسوقت
اجمیر مین تشریف رکہتے تہے جا کر حال خواب کا ظاہر کیا یہہ مضمون سنکر حضرت نے
کہا کہ اگرچہ میرا سن اب قابل نکاح کرنیکے نہین ہے مگر بموجب ارشاد جناب امام کے
مینے قبول کیا آخرش حضرت بی بی عصمت اللہ سے خواجہ ممدوح نے نکاح کیا۔
صاحب سیر العارفین لکہتے ہین کہ ہزارہا زن و مرد ہدایت فرمانے امیر سید حسین معروف
بہ سید وجیہ الدین اور امیر سید حسین خنگ سوار سے اسلام قبول کرتے تہے

اور آپ موافق مذہب صوفیہ کے کسی شخص کو از راہ حکومت تکلیف امر بالمعروف کی نہیں دیتے
جسکی خوشی ہوتی ایمان لاتا اور جسکی نہوتی اوس سے کچھہ تعرض نہ تھا آخر ایام سلطنت قطب الدین
ایبک میں ہنود اس دیار کے عداوت قلبی سید حسین خنگ سوار سے بسبب ترقی روز افزون
اسلام کے رکہنے لگے جب خبر فوت ہونے قطب الدین کی شہر اجمیر میں مشہور ہوئی
اوسوقت راے پتہورا کے علاقہ دارون نے ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتھہ لیکر ارادہ
شبخون کا کیا آپ جماعت قلیل کے ساتھہ اوس رات قلعہ پر تشریف رکہتے تہے
اور لشکر کے آدمی اکثر پرگنون میں واسطے تحصیل زر شاہی کے متفرق تہے الغرض وقت
شب تاریخ سترہوین رجب کو کہ سن ہجری پانسو اٹہانوے تہے کمند کی راہ ہزار ہا گروہ
قلعہ میں اوترے اور شبخون کیا حضرت امیر سید حسین کہ اس مکر سے محض بیخبر تہے
معہ جماعت مسلمین شہید ہوئے مگر کفار بہی آپکے اور مردان موجودہ کے ہاتہہ سے
اسقدر مارے گئے تہے کہ خون کا نالہ قلعہ تار اگڑہ پر سے بہنے لگا تہا تاریخ شہادت
حضرت ممدوح کی ماہتاب ملک ہند ہے حضرت خواجہ بزرگ کو تو اس واقعہ کی پہلی ہی
خبر تہی وقت سحر معہ اپنے مریدون اور خادمون کے قلعہ پر تشریف لیجا کر سید حسین
اور اونکے ہمراہیونکو جو شہید ہوئے تہے دفن کیا ۞ **فصل تیسری** بذکر تعمیرات قلعہ ۞

درگاہ میران صاحب

پہلے آپ کے مزار پرانوار پر عمارت پختہ نہ تہے سن ہجری ایک ہزار چوبیس میں
اعتبار خان خواجہ سرا نے جو اکبر کے عہد میں منصب دو ہزاری اور جہانگیر کے عہد میں منصب
شش ہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار رکہتا تہا ممتاز خان کے خطاب سے معروف تہا
قبر شریف پر عمارت روضہ بنوائی کلس زرین گنبد کے اتبک جگ جگاتے ہیں جنوب رو

دروازہ کی کہڑکی پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛ شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ ؛
کاندر زمان او شدہ آسودہ دل جہان ؛ سال دہم زعہد جلوس مبارکش
شد فتح ملک رانا زان شاہ کامران ؛ وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش
بر تخت زر نشستہ بد از فتح شادمان ؛ بود از ہزار افزون بست و چہار سال
گیتی زعدل و داد اش چون روضۂ جنان ؛ در روضۂ مقدس سید حسین کرد
این پنجرہ ز صدق و صفا اعتبار خان ؛ آپکا مزار شریف تاش بادلے کے قبر پوش سے
ڈہنکا رہتا ہے سرہانے کیطرف شہیدانہ پر دستار زرتار جسپر موتیونکا سہرا پڑا
ہوا از دور دیکہا جاتا ہے چاندی کا چہپر اور جسمین مزار شریف آثار پر آویزان ہین سنہری +
چوکہٹونمین آیینے کٹہرہ کے اندر جڑے ہوئی پہولونکے سہرے پڑے ہوئی لطف دیتی ہین
شان محبوبیت آپ کے روضہ اقدس پر پائی جاتی ہے خرق عادات حضرت سید ابرار
خنگ سوار کا ایک عالم گواہ ہے مزار پر نور جنت دانش کا زیارتگاہ ہے روضہ شریف کے
غربی کمانجی راو سیندہیہ نے سات درکا دالان سنگ مرمر کا نہایت خوش وضع بنوایا سن ہجری
بارہ سو ستائیس مین بنیاد اسکی شروع ہوئی اور سن بارہ سو انتیس ہجری مین اختتام کو
پہونچا اور شش محراب مرغول ستون بہت نفیس سنگ مرمر کے ہین اور غربی دیوار کے
محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین ؛ معدن نور منبع اسرار ؛ ہست درگاہ شاہ خنگ سوار ؛
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت ؛ راو کمانجی سیندہیہ بوقار ؛ ۱۲۲۷ھ
اور تاریخ اختتام تعمیر کی یہہ کندہ ہے ؛ کمانجی راو چون کردہ بنائے ؛
مکان پر فضا بر کوہ محکم ؛ پئے تاریخ ختم گفت ہاتف
احاطہ تا قیامت باد قائم ؛ اس دالان سے ملحق روضہ کے شمالی
ایک اور دالان خوش اسلوب کی سن ہجری بارہ سو بائیس مین بالا راو انگلہ نے
بنا ڈالی اور سن ہجری بارہ سو تیئس مین بنکر طیار ہوا بیچ کی محراب پر یہہ اشعار کندہ ہین

از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار ٭ کرد ایوان را و بالا اینکہ پیش مزار ٭
یک ہزار و دو صد و افزون ازین گر بست دو ٭ سال ہجرت خانہ بیت العدن آمد شمار
روضہ عالی کی چاردیواری کے دو دروازے ہین ایک شرق رو دوسرا جنوب رو دروازہ
دروازہ شرقی تعمیر زمانہ قدیم کی ہے اور جنوبی دروازہ سنگ مرمر کا سن ہجری بارہ سو
پچیس مین بنا ہے دروازہ کی محراب پر یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا کندہ ہے ٭ ٭ ٭
شہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین ٭ قاتل کفار آن سید حسین بے جبین
منبع جود و سخا کان فتوت و اتقا ٭ واقف سر ہدا آن مہبط نور معین
سرور ہر دو جہان مشکلکشائی انس و جان ٭ مفخر کون و مکان آن حاکم دنیا و دین
خانقاہش پر عرف از عطر جنت ہر طرف ٭ مرقدش بر دہ شرف چون طور بر کوہ زمین
فرش دروازہ بہین از سنگ مرمر شد زمین ٭ شد مرتب بر زمین بر صفحہ اش در ثمین
از پے تاریخ او کردم سوال از عقل کل ٭ گفت جو تاریخ او از روضہ سلطان دین
درجہ دوم مین زیر دروازہ شرقی خنگ گھوڑے کی قبر ہے یہہ گھوڑا حضرت امیر سید
حسین کی سواری کا تھا اسکے قبر پر سبز قبر پوش کے اوپر بجاے میر فرش کے۔
گول گول پتھر رکھے ہوئے ہین عوام مین جو یہہ بات مشہور ہے کہ حضرت بدیع الدین
شاہ مدار نے یہہ غلولے جانورونکو لاشو نپر سے اوڑانے کیواسطے پھینکے تھے محض غلط ہے
اول تو حضرت مدار صاحب اور امیر سید حسین خنگ سوار کے زمانہ مین ہی فرق بہت ہے
دوسرے اتنے بڑے غلیلو لکا ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ اونکا وزن بھی چار چار سیر سے
کم نہین۔ روضہ کے غربی دوسرے درجے مین مسجد عالیشان اور خوشنما مولوی
مجید الدین مرحوم صدر امین اجمیر کے اہتمام سے بنکر طیار ہوئی طول اسکا چوبیس گز اور عرض
چھہ گز سرکاری صحن اسکا بہت معقول ہے درجہ سیوم مین عمدہ عمدہ دالان عالیشان
جنوبی شمالی حصہ مین پہن غربی مین ایک مسجد قدیم نہایت محکم اور اسکے آگے صحن مین شہیدونکے

مزارات اور ایک حوض پاکیزہ بنا ہوا ہے سمت شمال والا نوبتکے یعنی پنج نقارخانہ زمانہ
جلال الدین محمد اکبر کا بنا ہوا بہت خوش وضع ہے ؛

بلند دروازہ

یہہ دروازہ بلند روضہ حضرت امیر سید حسین خنگ سوار کا اسمٰعیل قلیخان
صوبہ اجمیر نے سن ہجری نوسو چہتر مین سنگ سرخ سے بنوایا اونچان اسکی چونسٹہہ فٹ
اور چوڑان سترہ فٹ فرش دروازہ کا سنگ مرمر مصفا کا ہے اگرچہ بخط نسخ
کتبہ محراب دروازہ پر کندہ ہے مگر چونکہ ہر سال دروازہ پر سفیدی کیجاتی ہے اسلیئے
بخوبی پڑہنے مین نہین آتا دروازے کے اندر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا
کندہ ہے ؛ بعہد بادشاہ آسمان قدر ؛ پناہ ملک وملت ظل یزدان
؛ جلال الدین محمد اکبر آن شاہ ؛ کہ دارد در نگین ملک سلیمان ؛
بدین درگہ کہ ہمچو کعبہ آمد ؛ سوادش عین نور و نور ایمان
بنا فرمود این ایوان عالی ؛ کریم الذات اسمٰعیل قلیخان ؛
ز کاخ دلکشا تاریخ اتمام ؛ اگر خواہد کسے سمے یابد آسان
کتبہ الراجی درویش محمد الحاجی المشتہر بہ رفری ؛ بلند دروازہ کے نیچے درجہ چہارم
مین متصل دالان کے ایک مسجد بھی پختہ اور خوشنما بنی ہوئی ہے صحن مین شہیدونکے
کثرت مزارات ہے ایک شہر خموشان بستا ہے درجہ چہارم کے دو دروازے
ایک شرقرو دوسرا شمال رو ہے دروازہ شمالی کے متصل دو آہنی دیگین مین ایک دیگ
نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کی بنوائی ہوئی اور دوسری ملا مداری کی یہہ قطعہ اسکی تاریخ کا
دیگ کے اوپر کندہ ہے ؛ صرف زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ ؛ بادشاہ

بادشاہش و جہان روشن مثل آفتاب ؛ تخت ورہیتہ اسکیے چیدش نمودہ اہتمام ؛

گفت ہاتف سال تاریخش جہانشد فیضیاب

رجب المرجب کی سولہوین تاریخ سے اٹھارہوین کی دوپہر تک بہت اچھا میلہ ہوتا ہے ہزارون مرد عورت زیارت کو آتے ہین مرادین مانگتے ہین نذرین چڑہاتے ہین ہر شب محفل سماع مین خاص و عام کا اژدحام روشنی کا لطف تمام درجہ سیوم مین دو طرفہ بازار لگا ہوا خلقت کی کثرت سے ہر درجہ بہرا ہوا ارباب نشاط کا ہجوم خلق اللہ کی دہوم کہین جلسہ احباب منعقد کہین فقرا کا مجمع از حد دوکانون مین انواع اقسام کی جنس رنگ برنگ کی پہول طرح طرح کی مٹہائی قرینہ سے چنی ہوئی لینے دینے والے خورسند مجاور لوگ نذر نیاز سے سودمند پر اچہا زیادہ یہہ ہے کہ آپ کی درگاہ کے خادم سبکے امامیہ مذہب رکہتے ہین یہہ لوگ واسطے رقت کے روضہ کے کٹہرے کے گرد کئی سیر سرخ لچہا تان دیتے ہین جسوقت میلہ کا قل ہوتا ہے اوسوقت ہندو اوس کلاوے کو لوٹتے ہین ہرچند کہ یہہ رسم ساختہ ہے اور شرعاً محض بے اصل مگر اسکے ٹوٹتے وقت عجب رقت کا عالم ہوتا ہے جسکے لکہنے سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے نہ جنون کا ہنگامہ آنکہون کے تلے پہر جاتا ہے درگاہ کے قریب سمت جنوب گنج شہدا ہین کثرت سے شہیدونکے مزارات ہین سن ہجری ایک ہزار بائیس مین گنج شہدا کی چاردیواری پختہ وزیر خان کلان نے جو جہانگیر کے امیرون مین سے تہا بنوائی شرق و اس چاردیواری کا دروازہ ہے دروازے کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح مین یہہ اشعار کندہ ہین مگر بالفعل جس پتہر پر یہہ کتبہ کندہ ہے درگاہ مین رکہا ہوا ہے شاید کسی باعث سے گر گیا ہوگا دو شعرونکا مضمون بوجہ فرسودہ ہوجانے الفاظ کے پڑہا نہین جاتا ؛ در زمان شہ رفیع مکان ؛ کہ نبازد بدور او دوران ؛ آن شہنشہ کہ ذات او آمد ؛ باعث عدل و داد و امن امان ؛ شاہ گیتی پناہ نور الدین

برجہانغیست سایہ یزدان ٭ بانی این بنائے لطف ائین ٭ بایکے
سال اوخرد گفت ان ٭ دولت است از وزیر خان کلان
کم نشان چنین زدو لبت دان ٭ یک ہزار و بست دو ٭ باب چوتھا

فصل پہلی

مخفی نہ رہی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سجستان مین جو بلاد غور
سے ہے سن ہجری پانسو سینتیس مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام نامی
سید غیاث الدین اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار
مین نام حضرت کی والدہ شریفہ کا بی بی خاص الملکہ لکہا ہے اور بعضون نے تاریخ تولد
حضور خواجہ غریب نواز کی عاشق نو لکہی ہے اس سے تولد ایکاسن ہجری پانسو ستائیس مین
معلوم ہوتا ہے ٭ نسب نامہ آپکا کتاب بحر الانساب مین اسطرح لکہا ہے کہ
خواجہ معین الدین حسن سجزی ابن خواجہ غیاث الدین ابن سید ضیاء الدین ابن
سید ابو المعالی بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن امام موسی کاظم ابن امام
حضرت جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حضرت ابو عبد اللہ
حسین ابن اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب اور شجرہ انساب و
مرات الاسرار و ہدایت المعین مین نسب نامہ آپکا یون لکہا ہے کہ خواجہ معین الدین حسن
بن خواجہ غیاث الدین حسن بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم
بن سید ادریس بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام
زین العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ یہہ رباعی بیچ
ولادت و مدت عمر و وفات شریف حضرت خواجہ بزرگ کی مشہور ہے ٭٭

ولادت عاشق نوسال عمرشش ٭ بود در والی ہند آشکارا ؂
وفاتش آفتاب ملک ہندست ٭ زابجد کن شمار این راخدا را ؂

چونکہ آپ کو بیعت سلسلہ چشتیہ مین ہے کہ بلدہ چشت سے منسوب ہے
اور چشت نام ایک شہر کا ہے ہرات سے قریب کہ اس زمانہ مین اوسکو
شاقلان کہتے ہین اور اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ چار بزرگوار
اس سلسلہ عالیہ کے ساکن چشت تہے اور اوسیمقام متبرک مین آسودہ ہین
اول خواجہ ابو احمد چشتی دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سیوم خواجہ ابو یوسف
چشتی چہارم خواجہ قطب الدین مودود چشتی جنکا سلسلہ ارادت ان بزرگوارون
تک منتہی ہوتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہین ؛ الغرض آپ سادات حسینی حسنی سے ہین
پندرہ سال کے سن مین پدر عالیمقدار آپ کے قضای الہی سے فوت ہوئی ایک
باغ اور کارخانہ پن چکی باقی چہوڑا اوس موضع مین ابراہیم قندوزی مجذوب کامل تشریف
رکہتے تہے ایک دن گذر انکا حضرت خواجہ غریب نواز کے باغمین ہوا اوسوقت
خواجہ بزرگ درختونکو پانی پلا رہے تہے جب ابراہیم قندوزی کو دیکہا دوڑے
اور ہاتہہ اونکے چومکر درخت کے سایہ مین بٹہلایا اور خوشہ ہاے انگور آگے اونکے
لا رکہے ابراہیم قندوزی نے ایک کہل کا ٹکڑا جیب سے نکالا اور اوسکو دانتون سے
چباکر حضرت خواجہ کو کہلا دیا بمجرد کہانیکے جذبہ طریقت نے آپکو کہینچا دنیا کی محبت
اور گہربار کی الفت دلسے اوٹہہ گئی آپ نے باغ وغیرہ فروخت کرکر زر قیمت
درویشونکو دے ڈالا اور وہان سے مسافرت اختیار کرکر طرف سمرقند اور بخارا کے
تشریف لیگئے حضرت حسام الدین بخاری کی خدمتمین رہ کر قران شریف حفظ کیا اور
علوم ظاہری مین دستگاہ کامل حاصل کی بعد از تکمیل جانب عراق عرب توجہ فرمائی
جبکہ قصبہ ہارون مین کہ نواح نیشاپور سے ہے پہونچے وہان حضرت خواجہ عثمان چشتی

ہارونی کے مرید ہوئے اور اونکی صحبت سے بہرہ کامل اوٹھایا پہر عبادت و ریاضت مین غرق ہوئے وسلسلہ طریقت آپکا یہہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونیکے جنکا مزار مبارک مکہ معظمہ مین ہے اور وہ مرید حضرت حاجی شریف زندنی کے اور وہ مرید خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے اور وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار خواجہ یوسف چشتی کے اور وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے اور وہ مرید اپنے والد ابو محمد ابدال چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ابواسحاق شامی چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ممشاد علو دینوری کے اور وہ مرید شیخ امین الدین ابوہبیرۃ البصری کے اور وہ مرید شیخ سدید الدین کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے اور وہ مرید شیخ ابوالفیض فضیل کے اور وہ مرید شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید کے اور وہ مرید حضرت شیخ حسن بصری انصاریکے اور وہ مرید حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الغرض مدت بیس برس اور چہہ مہینے تک ریاضت اور مجاہدت کر کر خرقہ خلافت کا اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی سے پایا بعد اسکے سنجار مین خواجہ نجم الدین کبری کی خدمت مین پہونچے پندرہ روز وہان قیام فرمایا پہر وہانسے متوجہ بغداد کے ہوئے اور بغداد شریف مین پہونچکر شیخ ضیاء الدین پیر روشن ضمیر شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے ملاقات کی بعد حضرت خواجہ اوحدالدین کرمانی کی خدمت مین پہونچکر خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے پہر قصبہ جبیل مین آئے کہ وہ بغداد سے سات کوس ہے اور کشتی حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام کی اسی جگہہ طوفان آب مین ٹہہری تہی سات دن حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کی خدمت مین رہے مگر تاریخ آرائش محفل مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی جب بیس برس کی عمر ہوئی تب شیخ عبدالقادر گیلانی سے فائدہ حاصل کیا مونس الارواح مین لکہا ہے کہ حضرت خواجہ کا

حجرہ متبرکہ اتبک قصبہ جبل مین موجود ہے پہر آپ جبل سے ہمدان اور ہمدان سے تبریز اور
استر آباد اور ہرات تشریف لیگئے اوسجگہ کا حاکم محمد یادگار نام مذہب شیعہ رکہتا تہا آپ
اوسکے باغمین پہونچے اور لب حوض قیام فرمایا اتفاقاً ایک روز محمد یادگار واسطے سیر
گل وگلزار کے اوس باغ مین آیا جبکہ حوض کے قریب پہونچا آپکو دیکہکر غضبناک ہوا
آپ نے جوہین آنکہہ اوٹہاکر اوسکی طرف دیکہا فی الفور غش مین آکر بیہوش ہوکر گر گیا
حضرت خواجہ بزرگ نے جب اوسکو اس حال مین دیکہا حوض سے پانی لیکر اوسکے منہہ پر
چہڑکا جب ہوش آیا اوسیدم اپنے کردار باطل سے تایب ہوکر معہ اعیان وارکین کے
مرید ہوا چند روز مین فیض صحبت حضرت خواجہ بزرگ سے تکمیل کو پہونچکر خرقہ خلافت پایا
اور خلافت صوری ومعنوی ملک ہرات پر مامور ہوا بعد اسکے حضرت خواجہ ہرات سے
متوجہ بلخ کے ہوئے اور چند سے نزدیک شیخ احمد خضرویہ کے اقامت کی اوسجگہ
ایک حکیم ضیاء الدین نامی نہایت مغرور ومتکبر علم حکمت مین بہرہ کامل رکہتا تہا اور
درویشون سے منکر تہا ایک روز آپ واسطہ شکار کے تشریف فرما ہوئے اور دامن کوہ
کے پاس کلنگ کا شکار تیر سے کیا آگ روشن کر کر کباب طیار فرمانے مین مصروف تہے
اتفاق سے حکیم ضیاء الدین بہی وہان آپہونچا اور آپ کے پاس بیٹہا آپ نے کباب
طیار ساختہ سے حکیم کو دیا مجرد کہانے کباب کے زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہوگیا
جب ہوش مین آیا نہایت عقیدت سے مرید ہوکر جسقدر کتب حکمت اوسکے
کتب خانے مین موجود تہین سب کو دریا مین ڈالکر کاملان وقت سے ہوا بعد اسکے
حضرت خواجہ بزرگ بلخ سے غزنین اور غزنین سے لاہور اور دہلی ہوتے ہوئے اجمیر مین
تشریف لائے ۔ نقل ہے کہ ایک روز بعد نماز صبح کے ایک آدمی حضور کی خدمت مین
حاضر ہوکر بچشم اشکبار ودیدہ خونبار عرض کرنیلگا کہ حاکم ظالم نے میرے فرزند کو بیجرم وگناہ
قتل کیا ہے آپ کی درگاہ عالی سے امید انصاف کی رکہتا ہون آپ یہہ حال سنکر

مقام سکونت سے روانہ ہوکر بالین مقتول پر پہونچے اور اوس مقتول کے سر کو اوسکے
جسم سے ملا کر فرمایا کہ اے جوان اگر حاکم ظالم نے تجھکو ناحق قتل کیا ہے تو خدا کے
حکم سے زندہ ہو جا یہہ کہنا تہا کہ فی الحال جسم اوسکا جنبش مین آیا اور زندہ ہوگیا۔ نقل ہے کہ
ایک روز حضرت خواجہ راستہ مین چلے جاتے تہے اور شیخ علی نامی مرید آپ کے
ساتہہ تہے ایک شخص آیا اور شیخ علی کو پکڑ لیا اسواسطہ کہ چند درہم قرضہ کے شیخ علی کے
ذمہ اوسکے تہے وقوع اسحال سے حضرت خواجہ بزرگ نے بملایمت قرضخواہ سے
مخاطب ہوکر فرمایا کہ چند روز کی مہلت دے اسمین وہ تیرے درہم ادا کردیگا اوسنے
فرمانا حضور کا قبول نکیا اور گستاخانہ جواب دیا کہ اگر آپ اسکی شفاعت کرتے ہو تو
اپنے پاس سے قرضہ اوسکا ادا کردیجئے یہہ جواب اوسکا سنکر حضور کو طیش آیا اور
ردائے نورانی جو زیب دوش پردہ پوش حضور کے تہی زمین پر بچہادی فی الفور آپکی
کرامت سے درہم و دینار دن سے ردائے مبارک پر ہوگئی آپ نے اوسکو فرمایا
کہ تیرا حق اسمین سے لیلے اور زیادہ طلبی نکر اوس شخص نے ہاتہہ دراز کر چاہا کہ اپنے
حق سے زیادہ لے فی الحال ہاتہہ اوسکا خشک ہوگیا یہہ حالت دیکہہ کر فریاد و زاری کرنیلگا
اور آپ کے قدم مبارک پر گر پڑا توبہ و فریاد کری آپ نے دست مبارک اپنا اوسکے
دست بیکار پر پہیرا اور بسیدم آپ کے دست شفا سے اوسکا ہاتہہ جو خشک ہوگیا تہا
اچہا ہوگیا۔ نقل ہے کہ حضرت خواجہ خدمت خواجہ عثمان ہارونی سے رخصت حاصل کرکے
مکہ شریف مین آئے اور مکہ معظمہ سے واسطے زیارت روضہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مدینہ مین گئے عرصہ تک روضہ شریف کی خدمت کرتے رہے ایک روز روضہ
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اواز ائی کہ اے معین الدین حسن ولایت ہند
ہمنے تمکو بخشی اجمیر کو جاؤ کیونکہ کفر اوس سرزمین مین بہت ہے تمہارے جانیسے
حق سبحانہ تعالی اسلام کو قوت دیگا یہہ حکم سنکر آپ کو حیرت دامنگیر ہوئی کہ یا خدایا

اجمیر کہان ہے اسی تردد مین آنکھہ لگ گئی اورحضرت رسول خدا نے طرفۃ العین مین تمام عالم
شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک آپکو دکہلادیا اور قلعہ اور کوہسار
اجمیر کا بہی نشان بتلادیا اور ایک انار بہشتی آپکو عطا فرماکر رخصت کیا جسدم آپ بیدار
ہوئے ہندوستان کا قصد کیا ہر ایک بلاد و امصار مین کامل بزرگونسے ملاقات
کی اوسوقت چالیس درویش ہمراہ آپ کے تہے کہ آپ براہ غزنین ولاہور ودہلی
جانب اجمیر راہ نورد ہوئے اوس زمانہ مین راجا پتہورا تخت نشین اجمیر کا تہا مادر اسکی
علم نجوم مین بہرہ کامل رکہتی تہی اوسنے بارہ سال پہلے رائے پتہورا کو یہہ خبردی تہی کہ ایک
درویش تیرے ملک مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملاویگا اس وجہ سے رائے
مذکور ہمیشہ غمگیں رہتا تہا بلکہ راجا کی مان نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے
بتادیا تہا الغرض رائے پتہورا نے اوس حلیہ کو جابجا بہجوایا اور راجا یان کے نام فرمان
جاری کئی کہ جو کوئی نووارد حلیہ کے مطابق تمہارے یہان آوے بہت جلد اطلاع اسکی
کرو بلکہ بحفاظت وحراست روانہ اجمیر کردو القصہ اکثر راجا جو مطیع اور فرمان بردار پتہورا
کے تہے دربے تلاش آپ کے رہتے جب کہ آپ قطع منازل کرتے ہوئے قصبہ
سمانہ حوالی پٹیالہ مین پہونچے رائے پتہورا کے آدمی جو اوس جگہہ موجود تہے اونہون نے
آپ کو دیکہا اور حلیہ سے مطابق پایا براہ فریب التماس کرنیلگے کہ آپ کے رہنے
رہنے کی جگہہ تجویز کرین اوسجگہہ آپ کو سب طرحکا آرام ملیگا اوسوقت حضرت خواجہ نے
مراقبہ کیا تو کیا دیکہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اے
معین الدین قول ان لوگونکا ہرگز منظور نہ کرنا کیونکہ انکی نیت مین شر ہے پس آپ
اونسے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ درویش کو بجز ذات خداوند تعالی کے کسی سے
غرض نہین ہے بعد اسکے جو واقعہ اپنے مراقبہ مین مشاہدہ کیا تہا یاران ہمراہی
ظاہر کیا اور اجمیر کیطرف روانہ ہوئے بعد طے منازل کے دسوین تاریخ محرم کو

کہ اوسوقت سن ہجری پانسواکستہہ تہے اجمیر مین پہونچکر ایک سایہ دار درخت کے نیچے آپنے
ارادہ قیام کا کیا دہین ایک آدمی نے آواز دی کہ یہان راجا کے اونٹ بیٹہا کرتے
ہین تم اور جگہہ ٹہیرو آپنے فرمایا کہ راجا کے اونٹون سے ہمکو کیا غرض ہے بیٹہے
رہنے دو اوسوقت خواجہ بزرگ معہ مردمان ہمراہی بالائے آناساگر اوسمقام پر
کہ جہان اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے ایک درخت سایہ دار کے نیچے ٹہیرے
آپکے ہمراہیون مین بعضون نے شکار کے کباب طیار کئی اور بعضے سیر کرتے
ہوئے تالاب بیسلہ پر جا نکلے اوسوقت کنارہ تالاب کے صد ہا بتخانے تہے
کہ مین تیل اور پہول روشنی و خوشبو مین صرف ہوتا تہا انہون نے ارادہ طہارت کا کیا
برہمن لوگ منع کرنیلگے اور مستعد فساد ہوئے ناچار خادمون نے واپس آکر تمام
حال بتخانونکا اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو حضرت خواجہ کے بیان کیا
آپنے چہاگل مین پانی تالاب بیسلہ اور آناساگر کا بزور کرامت بند کر دیا
فوراً آب تالاب آناساگر اور بیسلہ کا خشک ہوگیا چونکہ حوالی شہر مین کوئی چشمہ
بجزان دونو چشمونکے نہ تہا بلکہ اور جو حوض کنوئین تہے سب کے سب دفعتاً
سوکہہ گئے یہانتک کہ شیر زنان طفل دار اور چہارپایونکا خشک ہوگیا الغرض
جب خبر آنے حضرت خواجہ صاحب کی اور نہ اوٹہنے اونٹونکی جلسے نشست سے
اور خشک ہوجانے آب تالاب بیسلہ و آناساگر اور شدت پیاس و بیقراری
رعیت کی راے پتہورا نے سنی بہت گہبرایا اور تمام حال اپنی ماسے جاکہ بیان کیا
اونے سب حقیقت سنکر جواب دیا کہ یہہ وہی درویش ہے جسکے آنیکی خبر تجہکو
دیتی تہی مگر کسیطرحکی ایذا اور تکلیف اسکو نہ دینا بلکہ تعظیم اور تواضع سے پیش آنا
چاہئی کہ یہہ موجب تیرے فائدہ کا ہے اور اوسکے ناخوش کرنے سے سراسر
نقصان ملک و دولت کا اوٹہانا ہوگا یہہ گفتگو سنکر راجا پتہورا نے واسطے دیا

خبر پہونچا نے اس حادثہ کے کسی آدمی کو پاس جوگی اجیپال کے کہ وہ بڑا جادوگر اور راجا کا گرو تہا
بہیجکر مدد چاہی اجیپال نے جواب دیا کہ راجا سے کہدو یہہ جادوگر ہے مین تدبیر اسکے
مدافعہ کی کرتا ہون الغرض اوس حالت اضطراب مین راے پتہورا نے دوسرا آدمی جوگی
مذکور کے پاس بہیجکر کہلایا کہ مین تو اوس درویش کو دیکہنے جاتا ہون تم اپنی تدبیر کرکر
جلد آؤ جسوقت راے مذکور اپنے محل سے نکلا راہ مین کوئی امر بیہودہ نسبت خواجہ بزرگ کے
تجویز کیا اوسیوقت اندہا ہو گیا جب اوس قصد کو دلسے دور کیا آنکہین بدستور
روشن پائین چنانچہ سات دفعہ نابینا اور بینا ہوا آخر کار اوس ارادہ باطل کو دلسے
دور کرکر خدمت حضور خواجہ غریب نواز مین حاضر ہوا ؛

فصل دوسری

واضح ہو کہ ادہر تو راے پتہورا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسطرف سے جوگی
اجیپال فن جادوگری مین کامل علم سحر کا عامل پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو اژدر
خونخوار سے جن پر ایک ساحر غدار سوار تہا سحر کی نیرنگیان دکہاتا ہوا چلا حضرت
خواجہ صاحب پر یہہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجیپال بڑے زور شور سے واسطہ مقابلہ
کے چلا آتا ہے پہلے آپ نے وضو کیا اور ایک حصار دور تک کہینچا جسکے اندر
تمامی خدمتگذار بیٹہہ گئے یکایک غول کا غول ساحرونکا نمودار ہوا اور انواع انواع کے
سحر کرنیلگے الغرض عرصہ تک کوئی دقیقہ جادو کا باقی نہ رکہا جب کوئی منتر اور جادو موثر
نہ ہوا تو اون پندرہ سو چکر کو ایکبارگی آپ کیطرف پہینک مارا مگر وہ بہی سب رد ہوکر
وبال جان ساحرونکے ہوئے اور جسقدر اژدہار آتش فشان تہے سب زمین پر
سر مار کر مرگئے کہتے ہین کہ اجیپال جوگی کے چکرونمین تاثیر سحر اس درجہ تہی کہ جو کسی جادوگر

سے ٹرتا یا کوئی اوس سے مدد طلب کرتا تہا اپنی چکیرون کو جانب مخالف پہینکتا وہ سو سو
کوس تک معلق ہوا مین جاکر دشمن کو قتل کرتے تہے القصہ جب راجا پتہورا اور اجیپال جوگی نے
یہہ حال دیکہا اور تمام آدمی بہ سبب نایابی آب کے قریب ہلاکت کے پہونچے عاجزی
کرنی شروع کی حضرت خواجہ نے اجیپال جوگی سے فرمایا کہ اوس چہاگل کو اوٹہا لا ہر چند
اجیپال نے ارادہ اوٹہانے چہاگل کا کیا نہ اوٹہی نہایت لاچار ہوا آپ نے فرمایا
کہ یہہ سحر اور جادو نہین ہے جو رد ہوجاوے یہہ چہاگل مردان راہ خدا کی ہے کتاب
مونس الارواح سے منقول ہے کہ ایک جن تہا جس سے پتہورا نہایت اعتقاد رکہتا تہا
اور باعث دولت و اقبال اوس جن کے طفیل سے جانتا تہا بمجرد تشریف آوری حضرت
خواجہ صاحب کے جن مذکور خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا آپ نے اوسکو مسلمان
کرکر نام اوسکا عبد اللہ عرف شادی رکہا اوسدم آپ نے اوس جن کو حکم چہاگل
لانیکا دیا شادی جن چہاگل اوٹہا لایا آپ نے اوس چہاگل سے تہوڑا سا پانی
تالاب بسیلہ اور آنا ساگر کی طرف ڈالدیا فرمان الہی سے کل چاہ و چشمہ پر آب ہوگئے
اور بہی آپ نے دعا کی کہ پتہورا کے اونٹ اوٹہکر بیٹہے ہوئے تہے ہٹ پڑے اس کرامت سے
جو بضرورت خواجہ صاحب سے ظاہر ہوئی اور مسلمان ہوچکنے جن سے مخالف
کف افسوس ملنے لگے اور نہایت حیران ہوکر کہنے لگے کہ ہمنے تمام عمر پرستش اس
جن کی اور خدمتگذاری اجیپال کی کری خزانہ کثیر اسکی اصراف مین خرچ کیا لیکن حیف ہے
کہ ان سے کچہہ بہی مطلب نہ نکلا آخرکار اجیپال جوگی نے عرض کی کہ آپ نے بارگاہ
ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام والا تک آپ کی رسائی ہے آپ نے
فرمایا کہ اول جو بات تو نے حاصل کی ہے وہ دکہلا اوسوقت اجیپال نے پوست
آہو کو ہوا پر ڈالا کہ وہ مرگ چہالا ہوا پر کہنچ گیا بعد اسکے جس دم کرکر ایک جست کی
اور اوس پوست پر جا بیٹہا یہہ حال دیکہہ کر پتہورا اور اوسکے ہمراہی بہت خوش ہوئے

جسوقت اجیپال فلک پرواز ہوا تہا توحضور مراقبہ مین تہے جب کچھہ عرصہ گذرا ارشاد ہوا
کہ اجیپال کہان تک پہنچا خدمت گذارون نے عرض کیا کہ برابر ایک مرغ کے دکہلائی
دیتا ہے بار دگر بعد ایک لمحہ کے عرض کی کہ اب نظرون سے غایب ہوگیا اوسوقت
حضور نے نعلین چوبین کیطرف اشارہ کیا فوراً وہ ہوا ہوئین اور رفتہ رفتہ اجیپال
تک پہونچکر سرکوبی شروع کی آواز ضرب کی اور شور و فریاد داد بیداد اجیپال کی حاضرین
نے سنی پاپان کار زد و ضرب کرتے ہوئین اوسکو زمین پر لائین آخر اجیپال قدم مبارک پر
گر گیا اور امان چاہی حضرت خواجہ بزرگ نے نعلین کو سرکوبی سے منع فرمایا جوگی اجیپال
عرض کرنیلگا کہ اب امیدوار اسبات کا ہون یعنے حضور بہی اپنا رتبہ عالی دکہلاوین
آپ نے وہین مراقبہ کیا اور روح پرفتوح نے عالم بالا کو عروج کیا جو کہ اجیپال نے
بہی بہت کچھہ ریاضت شاقہ سے قوت استدراج حاصل کی تہی اوسنے بہی مراقبہ کیا
اور روح اوسکی عقب روح پاک حضرت کے چلی جب قریب آسمان اول کے پہونچی
حضور کی روح مقدس تو بالائے آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال کی روح آسمان
کے نیچے رہ گئی مطلق راہ نہ ملی اوسوقت عاجزی اور زاری شروع کی اوسوقت آپ
ترحم کرکر ہمراہ اپنے عالم بالا کو لیگئے اور زیر عرش برین پہونچے بہ برکت روح مطہر حضرت
خواجہ بزرگ کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے سے اوٹہالیا گیا تعظیم اور ادب
فرشتگان ملاء اعلی کا کہ روح پاک حضور سے کرتے تہے دیکہا جبکہ روح حضور نے
اوس جگہہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور آسمان اول تک واپس ائی دوسری بار
پہر ارادہ عروج کا کیا اجیپال نے بہی ثانیاً استمداد ہمراہی رکاب کی چاہی اور یون
عرض کی کہ مجہکو یہان تنہا نہ چہوڑئے کیلئے کہ حضور کے ہمراہ رہکر قدرت خالق جل و علی کا
دیکہون آپ نے فرمایا کہ تو لائق سیر اون مقامات کے اوسوقت ہوگا جو صدق
دلسے خدا اور رسول خدا پر ایمان لاوے اجیپال نے بصدق تمام قبول کیا اور کہا

کہ مین مسلمان ہوتا ہون لیکن امیدوار اسبات کا ہون کہ تا قیامت زندہ رہون
آپ نے دعا کی اور دست مبارک اجیپال کے سر پر پہیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی
تو زندہ رہیگا اجیپال نے کلمہ شہادت پڑہا اوسوقت حضور کی روح نے روح +
اجیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہان تک کہ قریب عرش اعظم کے پہونچے الغرض
عجایب غرایب آسمانونکے ملاحظہ فرماکر مراجعت کی آپ نے چشم حق بین مراقبہ سے
کہولی کہ اجیپال کلمہ طیب کہتا ہوا قدمونپر گرا اس عرصہ مین واسطے مشاہدہ حق و باطل کے
ایک خلقت جمع ہوگئی تہی جب یہہ حالت اجیپال کی راے پتہورا نے دیکہی سخت حیران
اور از حد پشیمان ہوکر اپنے گہر گیا کہتے ہین کہ اجیپال اتبک زندہ ہے کوہستان
اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور ہر روز زیارت روضہ شریف کے واسطے آیا کرتا ہے
زمانہ جاہلیت مین جسمقام پر کہ رہتا اور کڑی کڑی ریاضتین کرتا تہا اب تک اجمیر کے
غربی تین کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اور نام اوسکا عبداللہ بیابانی مشہور ہے
اکثر مردمان نواحی اجمیر سے سنا گیا کہ ہم راستہ بہول گئے تہے عبداللہ بیابانی نے
ہمکو راستہ بتایا اور بعضون نے وقت شب جب درگاہ شریف کے دروازے
بند ہوجاتے ہین اوسی جوگیانہ وضع سے اوسکو آستانہ مین جاتے ہوئے دیکہا ہے
القصہ حضور خواجہ ممدوح نے راے پتہورا کو ہدایت مسلمان ہونیکی فرمائی لیکن وہ
بدبخت ایمان نہ لایا المختصر اجیپال اور شادی جی منت اور سماجت کر کر حضرت خواجہ کو
مقام شادی پر لائے آپ نے وہ جگہہ پسند فرمائی جماعت خانہ اور عبادت خانہ
اور باورچیخانہ بنوایا جس مقام پر کہ مطبخ خاص تہا اب وہان روضہ مبارک آپکا ہے
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے جو مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے ہین
نقل ہے کہ ایک شخص پتہورا کے پاس سے بہ نیت مرید ہونیکے خواجہ صاحب کے
پاس آیا آپ نے اوسکو مرید نہ کیا اوسنے آپ کی شکایت پتہورا کے روبرو کر ہی

راے مذکور نے کسی آدمی کو بہیجکر سبب مرید نہ کرنیکا دریافت کرایا آپ نے جواب دیا
کہ تین چیز کے سبب جو اوس شخص مین ہین اور نہ کبہی اوس سے جاوینگی اول تو یہہ
گنہ گار بہت بڑا ہے دوسرے ہمارے طریقہ کا نہین ہے اور ہم اس شخص کو کلاہ
نہین دیتے جو غیر کے روبرو سر جہکاوے تیسرے لوح محفوظ پر مینے لکہا دیکہا ہے
کہ وہ اس جہان سے بے ایمان جاویگا جب یہہ جواب راے پتہورا نے سنا نہایت
برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہہ درویش غیب کی باتین کرتا ہے اس سے کہدو کہ میرے
شہر سے چلا جاوے جب یہہ حقیقت آپنے سنی تب کہ راجا سے کہلا بہیجا کہ
تین روز کی مہلت ہمکو دیوے اسمین یا تو وہ خود چلا جاویگا یا ہم اوسی عرصہ مین سلطان
اسلام معز الدین بن محمد سام کا لشکر یورش کر کر آیا اور راجا پتہورا اوسکے مقابلے
گیا اور زندہ گرفتار ہوا اور یہہ بہی ایک روایت ہے کہ از روے غضب کے آپنے
یون فرمایا کہ پتہورا کو ہمنے زندہ پکڑا اور دیدیا چنانچہ اوسکا ظہور ہوا اور وہ شخص کہ جو
مرید ہونیکے واسطے آپ کیخدمت مین آیا تہا قصداً پانی مین ڈوب کر مر گیا ؛

فصل تیسری

واضح ہو کہ روز تشریف آوری حضرت خواجہ بزرگ سے ہتر سال تک مردمان
دیار و امصار کو آپ سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوتا رہا کتاب سیر العارفین
مین لکہا ہے کہ خواجہ صاحب بعد کرنے نکاح کے سات برس زندہ رہے بعد اسکے
انتقال فرمایا تواریخ آرایش محفل مین لکہا ہوا ہے کہ زندگانی آپنے دنیا مین
ستانوے برس کی آخر رجب کی چہٹی تاریخ ہفتے کے دن سن چہہ سو تینتیس ہجری مین
وفات پائی کتاب مخبر الواصلین مین یہہ قطعہ آپ کی تاریخ وفات کا لکہا ہوا ہے

فیض بخش جہان بہ عسلم یقین ❊ خواجہ حق نما معین الدین
رونق خاندان چشت ازوست ❊ زینت روضہ بہشت ازوست
سال ترحیل ونقل او برخوان ❊ ہاتفم گفت شمس عدن وجنان

ایضاً

جمعہ وششم رجب بودہ ❊ کز جہان خواجہ نقل فرسودہ ❊
نود وہفت سال عمرش بود ❊ کاندر آن نقل از جہان فرمود ❊
سال نقلش بعزت وتمکین ❊ گو سراج جہان معین الدین ❊
روضہ پاک اوست در اجمیر ❊ زایرش جن والنس از درویش

ایضاً

خواجہ والا معین الدین کہ از انوار او ❊ گشت روشن در دو عالم باشنایک ہند
محو شد در نور حق چون آئمہ چرخ یقین ❊ شد ندا از چرخ چارم آفتاب ملک ہند

ایضاً

معین الدین معین ہر دو عالم ❊ دلش روشن ز انوار تجلی
بتولیدش امام مجتبی خوان ❊ وصالش نیر اکبر معلی ❊

کتاب اخبار الاخیار میں اور دوسرے ملفوظات حضرت خواجہ میں لکھا ہے
کہ آپ کی وفات کے بعد پیشانی نورانی پر بخط سبز یہہ عبارت لکھی ہوئی تہی
ہذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ ❊ اور دوسری روایت پر یعنے اگر ولادت
سن پانسو ستایس فرض کیجاوے تو عمر آپ کی ایک سو چہہ سال کی تہی اور ایک
یہہ بہی روایت ہے کہ سن ہجری چہہ سو تیتیس مین پیر کے دن تاریخ چھٹی ماہ رجب کو
آپنے انتقال فرمایا اور دوسری روایت یہہ ہے کہ اتوار کے دن ذالحجہ کے مہینے
سن ہجری چہہ سو تین تیس ۶۳۳ مین لیکن پہلا قول صحیح ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا

اور بہی اس خاندان کے دوسرے بزرگواردن سنے تصحیح اسکی کی ہے صاحب سیر الاقطاب لکہتے ہین کہ جس رات کو حضرت خواجہ معین الحق والدین سنے اس جہان پرملال سے انتقال فرمایا بعد نماز عشا کے دروازہ حجرہ متبرکہ کو بند فرماکر خواص اصحاب کو آمد ورفت حجرہ سے منع کردیا محرمان درگاہ جو در حجرہ پر تہے تمام رات صدا ء قدم جیسے کوئی وجد مین رہتا ہے سنتے رہے یقین ہوا کہ حضرت خواجہ وجد مین ہین آخر شب کو وہ آواز ساکت ہوئی جب وقت نماز کا ہوا ہرچند دستک دی جواب نہ ملا ناچار دروازہ کہولا اور دیکہا کہ حضرت خواجہ واصل حق ہوئے اوس رات کو چند کس اولیا اللہ نے حضرت شاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیت کو خواب مین دیکہا کہ فرماتے ہین ہم آج کے روز واسطہ استقبال محبوب اللہ معین الدین کے آئے ہین

ہر سال رجب کی چاندرات سے چہٹے تاریخ تک آپکا عرس ہوتا ہے اکثر ملکون سے زن و مرد امیر غریب میدانی کے ہمراہ آتے ہین چاندرات کے دن اکثر ملکون سے میدانی اجمیر مین آپہونچتی ہے بیوپاری بہی اس میلہ مین دور دور سے آتے ہین اور اقسام اقسام کی چیزین لاتے ہین بہ نسبت اور قومونکے میواتی لوگ بیشتر آتے ہین چوکیان بہرتے ہین نذرین چڑہاتے ہین غرض کہ چہہ دن تک تمام شہر مین خلق کا انبوہ اسقدر رہتا ہے کہ کان پڑی آواز سنی نہین جاتی +

درگاہ شریف مین جہان رویت ماہ سے محفل وجد وحال منعقد ہوتی ہے جو ابتداء شب سے انتہا ے رات تک رہتی ہے یہہ کیفیت ہوتی ہے کہ مجلس خانہ کے انتہا سے صحن پر یعنے درجہ دوم کے پیش والان سرخ سبز کٹہرا چوبی لگادیا جاتا ہے اور اوس صحن مین دل بادل ڈیرہ استادہ کرکے بیچ مین قمقمہ اور پہولونکی بار لٹکا دئی جاتے ہین چارون کو شونپر چار چوبین نہایت بلند جنکا نام خواجہ بخش قطب بخش میران بخش مدار بخش ہے ڈیرہ کے نیچے لگاکر گرد اونکے کئے درین

ہر کھینچ کر اونپر قندیلین اور لال ٹینین روشنی کی برابر برابر لگا دیتے ہین چنانچہ ایک ہزار
قندیل ہر شب کی روشنی کے لئے مقرر ہین ہر قندیل پر سرخ سبز غلاف چڑہے ہوئے
ستون پر پہولونکے ہار پڑے ہوئی عجب جوبن اور بہار دیتے ہین اس دل بادل
ڈیرہ کے نیچے یعنے مجلس خانہ کے آگے ایک بوقلمون تمگیرا چاندیکے استادون پر
کہڑا کیا جاتا ہے زیر شامیانہ زرتاب فرش نہایت پاکیزہ اور مصفا بچہا ہوا
استادون کے قریب چاندیکی انگیٹہیان جنمین اگر اور عود سلگتا ہوا دماغ کو معطر
کردیتا ہے اگر دانیونکے قریب مردنگیان سرخ سبز شربتی نزاکت کی بہری روشن
جہاڑ فانوس ہانڈی کنول وغیرہ سے مجلس خانہ رشک گلشن پہر رات گذرے
اس مقام پر محفل سماع کا جلسہ ہوتا ہے ہزارہا آدمی وارد وصادر و اہل شہر کیفیت
محفل کی دیکہتا ہے ہزارون درویش سیکڑون مشایخ اس محفل قدس منزل مین آ
حاضر ہوتے ہین کٹہرے کے نیچے جو روضہ شریف کے اندر درجہ اول مین جابجا آراستہ
ہے اوسمین خاص و عام کی کشمکش سے شانہ سے شانہ چہلتا ہے نسیم و صبا کو
بہی سیدہا راستہ نہین ملتا ہے ہر صحن مرد و زن سے بہرا ہوا جا بجا مہندیونپر
روشنی کا جوبن کٹہرہ کے قریب حوض مین مدار سے جلا لئے فقیرون کی دہوم تمام
خلقت کا اژدحام علاوہ ان کے جبس کسی طوایف نامی کو ناچنا منظور ہوتا ہے
وہ حوض کے اندر ناچتی ہے گرد اوسکے اور بہی طائفہ دس بیس جنکی پوشاکین
نہایت عمدہ و نفیس حوض کے کنارونپر بیٹہہ جاتے ہین مردمان رقص پسند نعمہ دوست
اوسکے آس پاس کہڑے ہوئے تماشا دیکہتے ہین سبیلی دروازہ کے برابر
فقیر آزادون کا مجمع گرز مارون کی صدائین اور طرح طرح کی ضربین لگانا عجب لطف
دکہلاتا ہے دو رویہ دوکاندار گلفروش حلوای تنبولی فالودہ ساز ہر ایک کی
جدی جدی خوشنما آواز دوکانون مین ہر شی افراط سے دہرے ہوئے خوانچہ کے

خوانچہ بہرے ہوے بیچتے ہین روضہ عالی کے روبرو ہزارون ہیوا تی مرد عورت شام کے وقت اپنے اپنے ہاتہو نبرگہے کے چراغ روشن لئے ہوئے بہتیرون کے روبرو دس دس پانچ پانچ چراغ رکہے ہوئے اپنی بولی مین حضرت خواجہ بزرگ کی صفت وثنا کرتے ہین روضہ شریف کے شرقی جنوبی صحن مین جتنے درخت ہین اون مین عوام لوگ ڈوریان ڈال ڈالکر لٹکے ہوئے کوئی ہاتہہ ڈوریون سے باندہے کہڑا ہوا ہے کوئی پیرون کو باندہے ہوے بیٹہا کوئی اولٹا لٹک رہا کوئی گلا باندہے ہوے اپنی مراد مانگ رہا ہے ؏ فکر ہرکس بقدر ہمت اوست غرض چہہ دن تک ہر ایک مقام پر ایک نیا تماشا اور قدم قدم پر اک عجیب رولا رہتا ہے خاص بازار پیش درگاہ مین دو رویہ دوکانات کے آگے دوکانین لگ جاتی ہین تمام شہر مین خلقت کا ہجوم رہتا ہے غدر سن ستاون عیسوی سے پہلے میدنی کثرت آتی تہی بعد غدر کے چند سال تک کم ہوئی وجہ اسکی بربادی خلق اللہ جو بغاوت شعار ونکی وجہ سے ہوئی او دوسرے گرانی ہے اہل میدنی ہزار ہا روپیہ علی قدر حیثیت خرچ کرتے ہین او زندرانہ مین ہر چیز تحفہ حضور مین نذر جسمین نصف نذرانہ حق دیوانجی صاحب سجادہ نشین کا ہوتا ہے اور نصف حصہ کو خدام تقسیم کرتے ہین ❊

فصل چوتہی

واضح ہو کہ خاندان چشت اہل بہشت مین بعضے اولیا اللہ تو ایسے گذرے ہے کہ اونکو رتبہ بادشاہت صوری و معنوی حاصل تہا او ہزارون اولیا اللہ ایسے ہوئے کہ کتابین کی کتابین اونکے کرامات اور مجاہدہ سے بہری ہوئی ہین لہذا مختصر حال اون بزرگوار ونکا جو بعد حضرت خواجہ بزرگ کے وقتاً فوقتاً زیب مسند ہدایت وارشاد رہے بیان کیا جاتا ہے ❊

حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ قطب الدین بن کمال الدین ابن احمد بن موسی اوشی اعظم خلفاء حضرت خواجہ
بزرگ سے ہین اوش ایک قصبہ کا نام ہے توابع ماوراءالنہر سے اور بعضے
کہتے ہین دیار فرغانہ کے متعلقات سے ہے لقب آپکا بختیار کاکی تہا اپنے
وقت کے قطب عالم اور پیشواے بنی آدم تہے مدت تک اجمیر شریف مین
ریاضت اور مجاہدہ مین غرق رہے آخر حضرت خواجہ کے ارشاد کے موافق آپنے
دہلی کا قیام اختیار فرمایا عرصہ تک مردمان دیار وامصار کو آپسے فیض باطنی حاصل
ہوتا رہا جب سن شریف چونسٹھہ سال اور دوسری روایت سے چہتر سال کو پہونچا
زمانہ سلطنت سلطان شمس الدین التمش مین روز دوشنبہ چودہوین تاریخ
ربیع الاول سن ہجری چہہ سو تینتیس مین آپنے وفات فرمائی مزار پرانوار آپکا
جوار دہلی مین زیارتگاہ خاص و عام ہے ۞ **حضرت شیخ فرید شکر گنج**
مرید اور خلیفہ حضرت قطب الاقطاب کے اپنے عہد مین اعظم و افضلین خلق سے تہے
آپکا سلسلہ نسب شریف فرخ شاہ عادل بادشاہ کابل تک منتہی ہوتا ہے
کمالات آپکے اوس سے سوا ہین جو بیان مین آوین روز شنبہ پانچوین
محرم الحرام سن چہہ سو اونہتر ہجری زمانہ سلطنت غیاث الدین بلبن مین یا حی
یا قیوم کہتے ہوئے جان کو ساتہہ جان آفرین کے تسلیم فرمائی عمر شریف آپکی
پچانوے سال کی تہی قصبہ پٹن مین مدفون ہوئے کبہی کبہی فکر شعر و سخن فرماتے
تہے یہہ شعر آپکا ہے ؎ ہمچو مرغ نیم بسمل بر درت ٭ درمیان خاک و خون میغلطم
حضرت شیخ نظام الدین اولیا اجداد بزرگوار آپکے بخارا سے تشریف لائے
تہے سلسلہ نسب آپکا بقول اکثر مورخین کے امیرالمومنین حسین ابن علی علیہ السلام
تک منتہی ہوتا ہے روز آخری چارشنبہ ۱۸ ماہ صفر ۷۲۵ ہجری کو بعد طلوع

آفتاب کے قصبہ بداون مین پیدا ہوے اور سن تمیز کو پہونچکر بداین مین تحصیل علوم رسمی کیا چونکہ مباحثہ علوم مین ہر شخص پر آپ غالب آتے تہے نظام محفل شکن مشہور ہوئے بیس برس کی عمر مین معاملات دنیا سے ہاتہہ کہینچکر طرف قصبہ پٹن کے گئے اور وہان حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج سے مستفیض ہوکر مدت تک آپ کی خدمت مین حاضر رہے بعد اسکے دہلی کو مراجعت فرمائی آپ کو شعر و سخن سے بہت شوق تہا یہہ بیت آپکے نتایج طبع سے ہے ؎ از تو نتواند بریدن کس باسانی مرا گر بمیدانکسے آخر تو میدانی مرا ؛ جب سن شریف آپکا نواسی برسکا ہوا ربیع الآخر کی اٹہارہوین تاریخ ۷۲۵ ہجری مین وفات فرمائی جوار دہلی مین مدفون ہوے تاریخ آپ کی وفات کی یہہ ہے ؛ نظام دو گیتی شہ ماوطین ؛ سراج دو عالم شدہ بالیقین ؛ ؛ چو تاریخ فوتش بجستم زغیب ؛ ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵

حضرت شیخ نصیر الدین محمودؒ آپ بڑے ولی اللہ ہین اور حضرت سلطان المشایخ کے خلیفہ اعظم تہے اور روشن چراغ دہلی آپکا لقب ہے ؛ کہتے ہین کہ حضرت عبداللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے طواف کعبہ مین پوچہا تہا کہ دہلی مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے جواب دیا کہ اس زمانہ مین شیخ نصیرالدین محمود ہے دلی کا چراغ روشن ہے جب سے آپکا لقب روشن چراغ دہلی ہوگیا رمضان المبارک کی اٹہارہوین رمضان المبارک ۷۵۷ ہجری مین آپ کا وصال ہوا اسواد دہلی مین آسودہ ہین حضرت شیخ کمال الدینؒ علامہ آپ کی وفات تاریخ ۲۷ ذیقعدہ سن ہجری سات سو چہین مین ہوئی آپکا مزار مبارک دہلی مین اپنے مرشد کی خانقاہ مین ہے حضرت شیخ سراج الدینؒ وفات آپ کی تاریخ چہبیسوین ۲۶ جمادی الاول سن اٹہہ سو سترہ مین ہوئی مزار آپکا پیران پٹن مین ہے حضرت شیخ علیم الدینؒ وفات آپکی ۲۶ ماہ صفر کو ہوئی قبر آپ کی پیران پٹن مین ہے

حضرت شیخ محمود رضہ وفات آپکی تاریخ بائیسوین ماہ صفر سنہ ۹ ہجری مین ہوئی
مزار مبارک آپکا پیران پٹن مین ہے **حضرت شیخ جمال الدین** آپ نے بیسوین
ذالحجہ سن نوسو چالیس ہجری مین ملک بقا کو رحلت فرمائی قبر آپکی بلدہ چانپانیر کے
قریب احمدآباد کے لیکن بعض کتاب مین لکہا ہے کہ آپ احمدآباد مین آسودہ ہین
حضرت شیخ حسن محمد رضہ وفات آپکی ۲۹ ربیع الآخر کو اور ایک یہہ بہی
روایت ہے کہ اٹہائیسوین ذیقعدہ سن نوسو بیاسی ہجری مین ہوئی قبر آپکی
احمدآباد گجرات مین دروازہ کے باہر مسجد انصار کے قریب ہے **حضرت شیخ محمد** رضہ
وفات آپکی اٹہائیسوین ذیقعدہ اور ایک روایت سے ۲۹ ربیع الاول سن ہجری
ایک ہزار چالیس مین ہوئی مزار پرانوار آپکا احمدآباد گجرات مین متصل مسجد انصار کے ہے
حضرت یحیی مدنی رضہ وفات آپکی ۲۸ صفر سن گیارہ سو ہجری مین ہوئی
قبر آپکی مدینہ منورہ مین جنت البقیع کے اندر نیچے روضہ حضرت امیرالمومنین عثمان
ابن عفان رضی اللہ عنہ کے ہے **حضرت شیخ کلیم اللہ جہاناآبادی** رضہ
وفات آپکی تاریخ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین ہوئی مزار پرنور آپکا
دہلی مین جامع مسجد اور لال قلعہ کے بیچ ہے جسجگہ پہلے خانم کا بازار تہا:
حضرت شیخ نظام الدین اورنگ آبادی رضہ نسب آپکا حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے زوجہ مطہرہ آپکی
زبدہ اولاد حضرت مخدوم سید محمد گیسودراز سے ہین اوائل حال مین اورنگ آباد سے
دلی مین وارد ہوئے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مدنظر تہی لیکن چونکہ خواستہ
تقدیر او مشیت کردگار قدیر یہہ تہی کہ آپکا خاندان ارشاد حقایق معارف کے
ساتہہ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہاناآبادی
قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین فایز ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے

ازبسکہ ذات فایض البرکات اونکی جامع کمالات صوری ومعنوی تہی تحصیل علوم ظاہری اور باطنی کی انہین کی خدمت مین کرکر منصب خلافت سے سرافراز ہوے اور اخرالامر سعادت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور سالہا خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی تاریخ بارہوین ذیقعدہ سن ہجری گیارہ سو بیالیس مین عالم بقا کو راہی ہوئے مزار مبارک اورنگ آباد مین ہے

فخر الملۃ والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمہ آپ کے مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد ولاتحصی ہین آپنے پدر والا اقتدار مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت مین علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کرکے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اوسکے چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ اور ہمت یار خان کی سرکار مین بسر کیا آپ کے انفاس متبرک کی برکت سے بہت سے گم گشتگان بادیہ ضلالت نے راہ ہدایت حاصل کی ❊ ازبسکہ قدیم الایام سے تعلق پر ترک غالب تہا دنیا سے دل برداشتہ ہوکر اجمیر شریف مین تشریف لائے اور چندے مزار مبارک قدوۃ واصلان بارگاہ ذوالجلال حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے وسیلہ سے قیام اختیار کیا آخر بموجب ارشاد باطنی حضرت خواجہ ممدوح کے دلی کو تشریف فرما ہوئے آپ کی ہدایت وارشاد سے ایک خلق کثیر بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی اور یہہ عجیب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سے ظاہر ہوئی کہ آپ کے خلفاء باصفا اطراف ہندوستان مین باعث نجات سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوئی کتاب نظام العقائد اور رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن حضرت کی تالیفات سے ہے اور چہار دانگ ہندوستان سے ولایت تک لکو کہا آپ کے خاندان کے مرید مین جب سن شریف تہتر تک پہونچا تاریخ ۲۷ جمادی الاخر کو سن گیارہ سو ننانوے ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوئے

؛ خورشید دوجہانی ؛ آپ کی رحلت کی تاریخ ہے مزار آپکا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے زیارتگاہ خلایق ہے **حضرت مولانا قطب الدین** رضی آپ حضرت مولانا محمد فخرالدین علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند ہین حضرت ممدوح کے بعد مسند خلافت متمکن رہے ستر ہوین ماہ محرم الحرام ۱۲۰۰ھ ہجری مین عالم فانی سے ملک بقا کی طرف رحلت فرمائی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے جوار مین آسودہ ہین **حضرت حاجی غلام نصیرالدین** رضی آپ حضرت مولانا قطب الدین علیہ الرحمہ کی فرزند ارجمند ہین محامد آپ کے اوس سے کہین زیادہ ہین جو لکھے جائین ادنی ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی نور اللہ مرقدہ آپ کے مرید اور خلیفہ تھے تمام سلاطین اور جمیع امرا عظام آپ کی آستانہ بوسی کو سعادت ابدی سمجھتے تھے آخر سن ہجری بارہ سو اٹھاسٹھ مین آپ نی رحلت فرمائی اناللہ وانا الیہ راجعون مزار مبارک قطب صاحب کی درگاہ مین زیارتگاہ خلایق ہے

حضرت مولانا غلام نظام الدین صاحب سلمہ اللہ تعالی

سجادہ نشین اور خلف ارشد حضرت حاجی غلام نصیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہین آپ کے والد بزرگوار نے اپنی حین حیات مین شرف بیعت سے مشرف فرماکر ارشاد وہدایت کا امر آپ کے تفویض کیا بعد وفات مولانا ممدوح کے آپ پر شوق الہی غالب ہوا اور اپنے دادا صاحب کے فیض حاصل کرنیکو دل چاہا اگرچہ وہ فیض سینہ بسینہ آپنے جناب والد ماجد مغفور سے پایا تھا لیکن یہہ شوق ایسا ہے اور یہہ نعمت وہ ہے کہ طالب اسکا بس نہین کرتا آپنے سفر اختیار کیا اور شاہ سلیمان صاحب کی خدمت مین پہونچے شاہ صاحب اس بات کو نہایت غنیمت سمجھے اور فرمایا کہ بہت اچھے وقت آپ ائے

چندے آپ نے وہان تشریف رکہی اور جو کچہہ فیض اور برکات اپنے دادا صاحب کے تہے اونکو پہر تجدید کیا کہتے ہین کہ بعد دینے نعمت فقر کے شاہ صاحب واصل حق ہوئے اسی وجہ سے آپنے فرمایا تہا کہ اچہے وقت اُسے حق تو یہہ ہے کہ اس زمانہ مین ایسا نامی گرامی شیخ نہین ہے خدائی عزوجل آپ کی عمر کی ترقی کرے کہ طالبان صادق کا آپکے فیض باطن سے فواید کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی رہے اللہم بارک فی عمرہ وارفع درجتہ فے الدارین آمین یارب العالمین *

عہد سلاطین غوری کے انتظام کا حال تو کسی تحریر سے ظاہر نہین ہوتا کہ اوسوقت درگاہ شریف حضرت خواجہ کا کیونکر انتظام تہا مگر خاندان تیموریہ مین چونکہ جلال الدین محمد اکبر کو کمال درجہ کا اعتقاد حضرت خواجہ بزرگ وار سے تہا ملا عبدالقادر بداونی جو اوسوقت مین پیش امام اکبر کے تہے لکہتے ہین کہ ہرسال بادشاہ نے عقیدت سے شہر اجمیر کہ بلدہ طیبہ ورب غفور اوسکی شان مین واقع ہے آنا مقرر کیا اسلئے آگرہ سے منزل اجمیر تک عمارت محلات عالی اور قصرہاے رفیع و وسیع منزل بہ منزل تعمیر کرائے اور ہر ایک فرسنخ پر ایک ایک منارہ اور کنوان بنوایا کئے ہزار شاخ آہو جو مدت العمر مین شکار کئی تہے مناروں کی چوٹی پر لگائے گئے تاکہ عالم مین یادگار رہے * میل شاخ اوسکی تاریخ ہے اوسوقت سے بادشاہی انتظام واسطہ مصارف درگاہ کے ہوا جب جہان ارا بیگم بنت شاہ جہان زیارت درگاہ کو آئین اونہون نے اپنے اکثر ملازمین کو آستانہ مین نذر کر دیا چنانچہ حافظ خطیب مولود خان فراش باورچی چراغچی وغیرہ اوسیوقت کے اہل فرمان ہین کہ اولاد اونکی اتبک اپنے اپنے کار خدمت پر مامور ہے بعض فرامین شاہی جو راقم نے دیکہے اونمین کئی خانقاہون کا ذکر اور اونکے مصارف کیواسطہ دیہات مقرر کرنیکا مضمون درج ہے مگر اب اون خانقاہون کا پتا تک معلوم نہین صرف ایک خانقاہ عقب مجلس خانہ جسکا بیان باب اول مین ہو چکا موجود ہے فصل پانچوین

محمد شاہ بادشاہ کے عہد سے بسبب ضعیف ہو جانے سلطنت کے اس شہر کی آبادی گھٹنے شروع ہوی یہانتک کہ مرہٹون کی عملداری مین محلہ کے محلے اور کوچہ کے کوچے ویران ہے جب سنہ ۱۸۱۸ عیسوی مین سرکار دولتمدار کا یہان عمل ہوا اسوقت سے یوماً فیوماً آبادی بڑہنی شروع ہوی چنانچہ فصیل سابق کے اندر اندر تو تہوڑے ہی برسون مین جو جو مقامات ویران تھے اونمین لاکہون روپئے کی لاگت کی عمارتین ستہری ستہری بنگئین واسطے گنجایش کے شہر پناہ جدید بیرون مکی دروازہ جواب ڈگی دروازہ کے نامسے معروف ہے سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مین بنا اوسکی شروع ہوی اور ۱۸-۱۰- اکتوبر سنہ ۱۸۳۱ کو بنکر طیار ہوئی اوس حصہ مین بخوبی آبادی اور گلزاری ہو گئی شہر کے شرقی اسٹیشن ریلوی اور میو کالج اور مہاراجگان جیپور و جودہپور و بہرت پور الور اور ٹینرا اور کوٹہیونکے تعمیر ہونیسے اب بہت آبادی بڑہ گئی ہے شہر کے اندر ترپولیہ دروازہ سے مدار دروازہ تک فرش سنگین بنایا گیا شب کو تمام شہر کے بازار اور گلی کوچون مین لالٹینین روشنی کی روشن کیجاتی مین جس سے اور بہی رونق اور بہار ہے اور روز بروز آبادی اور رونق بڑہتی جاتی ہے اللہم زد فزد خداوند کریم اپنے والی ملک کی سلطنت کو ہمیشہ قایم رکہے آمین یارب العالمین

مگرہ میرواڑہ

میرواڑہ کہ جسکو ملک راجپوتانہ مین قوم میر کی ولایت کہنا چاہیئے اور یہی وجہ تسمیہ اس ضلع کی ہے ایک پہاڑی ملک ہے بہت سے متوازی سلسلہ پہاڑونکے اسمین شمال مشرق سے جنوب مغرب کو چلے گئے ہین چنانچہ اندر ہیو رسے لیکر ادہ مار دار تک پہاڑی پر پہاڑی اور پہاڑ پر پہاڑ نظر آتا ہے یہہ سرزمین اصلی

باشندگان سے معمور وآباد ہے سرکار دولتمدار انگریزی کی عملداری سے پہلے باشندے
وہانکے وحشیانہ حالت ازادی مین زندگی بسر کرتے تہے نہ کسی کی اطاعت کرتے اور نہ
کسی کو حاصل دیتے تہے رات دن لوٹ مار کرتے رہتے تہے اگرچہ میر لوگ اپنیکو
پرتہی راج چوہان راجہ اجمیر کی نسل مین بتلاتے ہین مگر تواریخونسے ثابت ہے کہ پرتہی راج
اٹھہ پشت پہلے بہی میر لوگ پہاڑونمین بستے تہے بلکہ راجا بیسلدیو کے وقت مین
راجہ منڈوہ سے میرون نے بڑے بڑے مقابلے کئے اوسوقت پرتہی راج کا نام ونشان
بہی نہ تہا الغرض یہہ پہاڑی لوگ قدیم سے لوٹ مار اور شرارت سے مشہور او عہد
بیسلدیو راجہ اجمیر تک صاحب اختیار واقتدار رہے کیپٹن چانڈا بیان کرتا ہے کہ راجا
اجمیر نے اونکو ایسا مطیع کیا کہ اجمیر کی گلیونمین پانی بہر لیگئے سنہ ۱۷۲۰ء مین بسبب
پناہ دینے دیو سنگہ ٹہاکر فراسولی کے راجا سوائی جی سنگہ والی جیپور نے میرو پر حملہ کیا
مگر اونکے مطیع کرنیمین وہ کامیاب نہ ہو سکا سنہ ۱۷۵۴ء مین مہارانا اودیپور نے
ہتون کے قلعہ پر ایک فوج بہیجی ٹہاکر بدنور اور سلطان سنگہ ٹہاکر مسعودہ اس فوج کے
ساتہہ گئے میر لوگ مقابلہ پیش ائے اور ٹہاکر مسعودہ مارا گیا وہ مہم بہی ناکام رہی
سنہ ۱۷۷۴ء مین نبے سنگہ جودہپور کے راجا نے چانگ کے قلعہ پر فوج بہیجی اس فوج نے
بہی میرون سے شکست کہائی سنہ ۱۷۹۱ء مین پہلے مرہٹونکے سردار سیواجی نانا صوبہ دار
اجمیر نے جہاگ اور شام گڈہ والونسے لڑائی کی الا کچہہ حاصل نہ ہوا سنہ ۱۸۰۰ء مین
بالا راو صوبہ اجمیر نے ساٹہہ ہزار فوج سے مگرو پر حملہ کیا اس موقعہ پر کل علاقہ مگرہ کے
باشندے میر میرات اور راوتون نے اتفاق کر کے بالا راو کی فوج پر حملہ کیا اور
اوسکو شکست دی قریب سنہ ۱۸۱۰ء کے محمد شاہ خان اور راجا بہادر نے جو امیر خان والی ٹونک کے
امیرون مین تہے باشارہ راجا مان سنگہ بالطور خود فوج لیکر جہاگ پر گئے ان سے وہ فتح
بہی کچہہ نہ ہو سکا اور آخر وہ اپنی فوج وہانسے لیگئے سنہ ۱۸۱۶ء مین فوج رانا بہیم سنگہ کی

برابر پرائی یہہ مہم بہی ناکام رہی اور رانا کی فوج بڑا نقصان اوٹہاکر واپس گئی اس
لڑائی مین رئیس بہگوان پورہ کا مارا گیا ٭ شروع ۱۸۱۸ء مین سپاہ سرکار انگریزی
زیر حکم خاص جنرل سر ڈیوڈ اختر لونی جسمین اٹہہ رجمنٹ پیادونکی اور ایک سوارونکی اور توپخانہ
جنگی سے راجپوتانہ مین داخل ہوئی خاصکر واسطے پریشان کر دینے امیر خانکی فوج کے
امیر خان نے قبل ازین اپنے واسطہ سرکار انگریزی سے شرطین مقرر کرلین تہین اور
توپ خانہ کو دیدینا اور اپنی فوج کو ہتیار لیکر موقوف کرنا قبول کرلیا تہا بعد ازین باپو
سیندہیہ سے قلعہ تاراگڈہ خالی کرایا گیا جب سرکار ابد قرار انگریزی نے اجمیر لیلیا
تب اونہون نے واسطے رفع کرنے اوس نقصان اور تکلیف کے جو میرونکی مار دہاڑ سے
رہتی تہی خاص توجہ کری اور یہہ قرار پایا کہ بعد مطیع کرنے میرونکے ضلع اجمیر اور ریاستہائے
گرد نواح مین جنکے ساتہہ عہد نامے ہوگئے تہے امن و امان قایم رکہنے کی امید ناممکن ہے
مسٹر ولیڈر صاحب سپرنٹنڈنٹ اجمیر نے میرونسے عہد و پیمان کرایا کہ وہ لوٹ مار سے پرہیز کرین
مگر یہہ لوگ کب باز آتے تہے تب فوج گورہ اور ہندوستانی اور توپ خانہ بقدر ضرورت
بہیجکر اون سرکشون کی قرار واقعی سرکوبی کی گئی اور بہت جلد جہاگ شا گڈہ لولوہ فتح کرلیا
بعد اسکے بوروہ اور ٹہونڈ پر فوج سرکاری نے حملہ کیا بوروہ تو بہت آسانی سے فتح ہوا
اور ٹہونڈ مین بہت مضبوط قلعہ تہا بہویت خان رئیس ٹہونڈ معہ جمعیت اپنی کے قلعہ نشین ہوکر
دن بہر تو خوب لڑتا رہا بلکہ ایک توپ سرکاری جو بسبب آتش باری گولیون مخالفین کے
سرکاری فوج کو چہوڑ دینیکا حکم انکے افسر کرنیل ڈبلیو ٹی میکس ویل نے دیا تہا گہسیٹ کر قلعہ مین
لیگئے مگر رات کیوقت بہویت خان قلعہ خالی کرکر بہاگ گیا سرکاری فوج ٹہونڈ کو فتح
کرکر برار کو گئی اور برساواڑہ اور منڈلان کو فتح کیا جب یہہ خبر ہوئی کہ بہویت خان قلعہ
رام گڈہ مین ہے اٹہہ کمپنی پیادونکی معہ ایک جماعت سوارونکے روانہ ہوئی اور رام گڈہ کا
محاصرہ کیا اور سب طرف سے شہر مین گہس پڑے قریب ڈیڑہ سو آدمی کے مخالفین سے زخمی اور مارے گئے

اور دوسو آدمی گرفتار ہوئی بہوپت خان بہی مارا گیا یہہ حال دیکہہ کر سب نے میرواڑہ مین اطاعت سرکار اختیار کری ایک دستہ فوج پیادہ و سوار کا چہاگ مین چہوڑا گیا باقی آخر جنوری ۱۸۲۱ء مین واپس آئی یہہ بغاوت نومبر ۱۸۲۰ء مین ہوئی تہی تین مہینے کے عرصہ مین کل میرواڑہ مطیع ہو گیا

خاتمہ

الحمد للہ کہ فضل الہی سے یہہ کتاب اختتام کو پہونچی ہاتہہ پاؤن جو دن رات گردش مین تہے اتہوہ ہوئے مدت دراز تک رات دن دو دچراغ کہایا اور خون جگر پیا جب یہہ تحفہ طیار ہوا آج تک ایسی کوئی کتاب اجمیر کے حالات کی تالیف ہو کر سرکار دو تمدار مین پیش نہ ہوئی تہی جسقدر محنت اور جانفشانی کتابونکے فراہم کرنے اور کتبہ ہا و تعمیرات کے پڑہنے اور صحیح اور حالات صحیحہ کے تحقیق کرنے مین راقم کو ہوئی ہے دل ہی جانتا ہے یا جس نے تالیف و تصنیف مین محنت اوٹہائی ہوگی وہ ہی جانیگا جو کوئی اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکہہ کر حظ اوٹہاویگا اوسکو تمام صوبہ اجمیر کی کیفیت اور شہر کی تعمیرات اور آستانہ شریف کے مکانات کا حال بخوبی واضح ہوگا ؛ اب ناظرین باتمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ [illegible] الوسع حالات کے تحقیق اور مطالب کی تلاش مین نیازمند نے کوئی دقیقہ باقی نہین رکہا مگر تاریخون کا اختلاف جیسا کچہہ ہے سب صاحبان دانش پر عیان ہے علاوہ ان سب امورات کے اگر سہو و خطا کہ لازمہ بشریت ہے پاوین تو اوسکو اپنے وفور کرم اور دامن عفو سے ڈہانکین اسلئے کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ناظرین اس محنت کی داد دیوین اور حکام والا مقام قدردانی فرماوین ؛

تمت بالخیر والعافیہ

اشتہار

العبد

محمد اکبر جہان ہاشمی ختم اللہ بالحسنی

مہتمم مطبع آفتاب جہانتاب